

ت ۳  
305

کلامہٴ اولیاءِ الاکابر  
علی

قولہ الشیخ عبد القیاس

المعزوی

حکایہ قدیم نوبت کا حکم سے جاریہ

تالیف  
شمس الفقہاء صاحبزادہ ابو الحامد محمد حسی نظامی زید مجذ

ناشر

تنظیم غلامان شمس الفقہاء پاکستان بصیر نور اوکازا

فون نمبر: ۱۱۰۹/۲۲۲۹







بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ

حضرت سیدنا شیخ عبد الفتاح اور جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے

”قدمی ہدایہ علی رقبۃ تکلیفی اللہ“ کا

صحیح مفہوم اکابر و مسلم اوسیلہ اللہ کے ارشادات کی روشنی میں

کلامہ ان اولیاء الاکابر

علی

قولہ الشیخ عبد القیاس

المعزوبہ

حکایت قدیم نوید کا تحقیقی جائزہ

تالیف لطیف

پیر طریقت پیر شریعت شمس الفقہاء علامہ مولانا ابوالحاج محمد احمد شہیدی فریدی نظامی شیخ الحدیث و التفسیر

بانی و مستمدر العلوم جامعہ فریدیہ نظامیہ بصیر پور اوکاڑا

ناشر تنظیم غلامان شمس الفقہاء پاکستان بصیر پور



53358



# فہرست مضامین

## ”سلام الاولیاء الاکابر علی قول الشیخ عبد القادر“

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
	فہرس	1
13	ما آخذ ومصادر	2
19	الاصطلاحات الوارده	3
22	انتساب	4
23	نذر عقیدت	5
24	مطلع	6
29	خلاصۃ الكتاب	7
32	محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز	8
35	پیش لفظ از حضرت صاحبزادہ غلام قطب الدین مدظلہ العالی	9
	از علامۃ العصر حضرت مولانا محمد اشرف السیالوی	10
38	مدظلہ العالی	
49	استفتاء	11
50	خطبہ	12
50	جواب استفتاء	13
51	ہمارا موقف	14
53	ارشادات اولیاء عظام کا خلاصہ	15
	قادری حضرات کی معتبر کتاب مجھ کے حوالہ جات جن میں وقت کی	16
54	قید موجود ہے	
60	بہت لوگوں نے بھجہ کی حکایات اور سندوں پر طعن کیا ہے۔	17
60	سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کو غوث کی دعا سے غوثیت ملی	18
61	باتفاق علماء روایات میں مفہوم مخالف معتبر ہے	19
	اکبر اولیاء کرام کے ارشادات	20
	امام عبد الوہاب الشعرانی حضرت علی	
61	الخواص اور حضرت شیخ اکبر قدس اسرار ہم کے فرمانات	



صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
63	حضرت سیدنا شیخ الشیوخ سھروردی کا ارشاد کہ آپ کا یہ قول بوجہ سکر سرزد ہوا اور آپ کے اس قول سے اس وقت میں آپ کے تفرق کی طرف اشارہ ہے ایسا کلام کرنے والوں کی نسبت سکوت والے افضل ہیں	21
66	عوارف المعارف کی اہمیت خصوصاً "چشتی حضرات کے لئے	22
67	سیدنا محبوب الہی کے ارشادات - آپ کا فیصلہ اصحاب سکر سے اصحاب صحو کا مرتبہ بالاتر ہے اللہ تعالیٰ نے اولیاء پر کتمان کرامت فرض کیا ہے۔ جیسا کہ انبیاء پر اظہار معجزہ فرض کیا ہے اولیاء اپنے بارے جو کچھ ظاہر کر دیتے ہیں بوجہ سکر کرتے ہیں مگر کامل لوگ ایسا نہیں کرتے	23
69	حضرت خواجہ سید محمد مبارک خلیفہ حضرت محبوب الہی کا فرمان کہ ہمارے مشائخ چشت کا طریقہ اپنی بزرگی کو چھپانا تھا۔	24
70	بحث سکر	25
71	قصیدہ غوفیہ ودیگر قصائد سے غوث پاک کے سکر کا ثبوت	26
74	اولیاء کا صحو بعد از سکر ہوتا ہے۔ قائل حالت سکر میں ہی معذور ہے حالت صحو میں عذر باقی نہیں رہتا	27
75	حضرت مجدد الف ثانی بھی اس قول کو سکر پر ہی حمل کرتے ہیں۔	28
76	سیدنا عبد القادر جیلانی پر شطحات وادلال کا غلبہ تھا	29
79	مقربین سے ادلال کسی طرح درست نہیں۔	30
80	اولیاء پر ستر کرامات واجب ہے جیسا کہ انبیاء پر اظہار معجزات	31
81	ہر مدل بقدر ادلال خود معرفت باللہ میں ناقص ہوتا ہے	32
82	حضرت سیدنا شیخ جیلانی کا بوقت وفات اپنے ادلال سے رجوع	33
85	انبیاء پر غیر انبیاء کو قیاس نہیں کیا جاسکتا	34
85	حضرت شیخ جیلانی تامت حیات صاحب حال رہے صاحب مقام نہ ہوئے	35
85	شیخ اکبر قادری	35
85	حضرت ابوالسعود پوری زندگی صاحب مقام تھے شیخ عبد القادر جیلانی بوقت وفات منتقل ہوئے	36
85	اہل عراق بر ابقاء حال مع سوء ادب غالب ہے۔ حضرت ابوالسعود کے	37



صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
86	سوا اہل عراق میں سے کوئی بھی اس سے نجات نہ پاسکا	
86	اظہار شطح ایک نقص ہے یہ بعض اکابر سے واقع ہوا ہے	38
	مردان خدا کی چار اقسام رجال ظاہر۔ رجال باطن۔ رجال حد۔	39
	رجال مطلع۔ رجال ظاہر سے افضل رجال باطن۔ رجال باطن سے افضل	
	رجال حد اور رجال حد سے افضل	
89	رجال مطلع ہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رجال ظاہر سے ہیں	
	حضرت شیخ ابوالسعود نے ترک تصرف کیا۔ آپ شیخ عبدالقادر جیلانی	40
92	سے اکمل تھے	
94	تمام مقامات سے اعلیٰ مقام عبودیت محض ہے	41
94	مقام اولال اس سے کم ہے	42
95	حضرت شیخ جیلانی بوقت وفات عبودیت و تفویض محض کی طرف منتقل ہوئے	43
96	بحث شطح	44
	عبد عبد پر فخر نہیں کرتا جب کہ سید ایک ہو امر الہی (وحی) سے اپنے	45
96	مرتبہ کا اظہار کیا جائے تو وہ شطح نہیں	
	جب بھی کسی ولی سے شطح کا ظہور ہوتا ہے تو وہ لازمی طور پر اس	46
	سے رجوع	
97	اور توبہ کرتا ہے بشرطیکہ وہ واقعی ولی اللہ ہو	
99	بحث تحکم عین تحکم رسولوں کے ساتھ مخصوص ہے	47
100	انبیاء کرام امر الہی (وحی) سے اپنے مقام و مرتبہ کا اظہار کرتے ہیں	48
	غیر مامور سے ایسی باتیں یا تو رعونت نفس سے یا فناء بوجہ غلبہ	49
100	حال سے ظہور پذیر ہوتی ہیں اور جب حال زائل ہو تو وہ استغفار کرتا ہے	
	بحث مکر اولیاء پر ستر واجب جیسے کہ انبیاء پر اظہار واجب تاویل سے	50
101	زیادہ ضرر رساں اور کوئی چیز نہیں	
	خاص لوگوں کے ساتھ مکر الہی اس بات میں مستور ہے کہ سوء ادب کے	51
	باوجود حال باقی رہے۔ سوء ادب یہ ہے کہ حال کے ساتھ تلذذ پکڑنا اور اس	
102	سے انتقال طلب نہ کرنا	
105	حضرت شیخ کے ایک قول کی تشریح	52



صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
107	بلا امر الہی (وحی) اظہار منزلت و مرتبت زلت ہے	53
107	حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد جدید امر و نہی کا نزول نہیں ہو سکتا	54
111	مامور صرف انبیاء و رسل ہی ہو سکتے ہیں	55
112	خلاصہ کلام	56
113	حضرت شیخ جیلانی مقام اولال میں رکے رہے۔ حضرت شیخ ابوالسعود کا ایک شخص کو جھڑکنا اس لئے کہ اس نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی تعریف میں افراط سے کام لیا	57
114	امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کی رائے کہ یہ حکم صرف اس وقت کے اولیاء کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس وقت کے اولیاء کے غیر کی طرف تجاوز نہیں کرتا	58
115	صحابہ کرام بھی اولیاء میں شامل ہیں	59
115	حضرت سیدنا امام مہدی اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ان کی معیت میں رہنے والے لوگ سیدنا شیخ جیلانی سے افضل ہیں	60
115	حضرت شیخ جیلانی کے مریدوں کی ایک جماعت شیخان علی کی طرح محبت میں غلو کرتی ہے	61
116	کثرت کرامات۔ دلیل افضلیت نہیں	62
121	عرفا صحابہ وائمہ پر لفظ ولی کا اطلاق ہوتا ہے	63
121	ایک صریح حوالہ	64
122	خود حضرت شیخ جیلانی فرماتے ہیں کہ ولایت کی انتہا سے نبوت کی ابتدا ہو جاتی ہے و دیگر کئی حوالہ جات	65
132	ایک صریح نص اور فیصلہ کن حوالہ	66
134	عوارف المعارف شریف میں شیخ عبدالقادر جیلانی کے قول کا ہی ذکر ہے	67
135	عموم در ہر عصر ٹوٹ گیا	68
135	صحابہ کرام وائمہ عظام کی افضلیت	69
142	ایک اعتراض اور اس کا جواب	70
143	حضرت مجدد الف ثانی کا مکتوب نمبر 123 ج 3-	71
149	مکتوب نمبر 123 جلد 3 سے استدلال کا جواب	-



صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
150	خود قادری حضرات بھی اس اختصا ص و انحصار کو تسلیم نہیں کرتے	73
149	جواب نمبر 1 تا 5	74
152	جواب نمبر 6	75
153	آل کا لفظ صرف اہل بیت کے لئے خاص نہیں بلکہ آل جملہ خصوصی مقربین کو کہا جاتا ہے	76
154	جواب نمبر 7-8-9	77
155	جواب نمبر 10-11-12-13	78
155	ہر نبی اور ولی کو کوئی نہ کوئی خصوصیت حاصل ہوتی ہے	79
157	اولیاء کا بلا توسط فیض حاصل کرنا	80
159	جواب نمبر 14	81
160	جواب نمبر 15	82
160	جواب نمبر 16	83
160	علامہ الوسی کا تبصرہ	84
162	اصحاب کشف اولیاء کی باتیں	85
162	قطبیت عظمیٰ صرف ائمہ کرام کے ساتھ مخصوص نہیں	86
162	حضور علیہ السلام کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق غوث اعظم اور قطب اعظم تھے	87
162	جملہ انبیاء و رسل اور جملہ اقطاب کو فیض روح محمدی ﷺ سے حاصل ہوتا ہے	88
163	حضرت ابو بکر کے بعد حضرت عمر قطب اعظم اور غوث اعظم تھے	89
164	حالانکہ شیخین کریمین ائمہ اہل بیت میں سے نہیں ہیں یہ کام ہمیشہ ہمیشہ اسی طرح قیامت تک جاری رہے گا	90
165	جب حضور کے زمانہ مقدسہ سے جمع ازمہ مراد نہیں تو کسی اور کے لئے یہ کیسے ہو سکتا ہے	91
163	وہ ایک قطب جو کبھی نہیں مرتا روح محمد ﷺ ہے جملہ اقطاب آپ کے مظہر ہیں	92
166	سید اقطاب قیامت تک جا رہے گا	



صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
167	تمام اقطاب رسول کے خلفاء اور نواب ہوتے ہیں	93
168	یہ قطیبت و خلافت حین موت تک ہوتی ہے	94
168	اقطاب محمد تین کی مدت خلافت	95
170	قطب اعظم و غوث اعظم کا اس دار دنیا میں بجسدہ زندہ موجود ہونا ضروری ہے جملہ اقطاب رسول کے نائب ہیں	96
177	مقام قطبیت کے اعتبار سے قطب کا نام عبداللہ اور الامین کا نام عبدالملک اور عبدالرب ہوتا ہے اور یہ ہر زمانہ میں پائے جاتے ہیں	97
179	موت کے بعد خلافت دوسرے کی طرف منتقل ہو جاتی ہے	98
180	ہر زمانہ میں ایک شخص حضور علیہ السلام کے قلب انور یا قدم اطہر پر ہوتا ہے	99
182	حضرت ابن عربی سرکار مدینہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کے قدم پر	100
182	قدم یا قلب پر ہونے کا ایک ہی معنی ہے	101
183	اکابر مشائخ چشت اہل بہشت میں سے ہر شیخ سرکار دو عالم <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کے قدم پر ہے	102
183	غوث اعظم و قطب اعظم نہ زندہ غائب ہو سکتا ہے نہ فوت شدہ۔ نیز	103
183	قطب کے لئے نسل کی کوئی قید نہیں	104
184	شعر۔ غوث اعظم درمیان اولیاء۔ علامہ رومی علیہ الرحمہ کی طرف نسبت افتراء محض ہے	105
185	حضرت شیخ جیلانی تا مدت حیات صاحب حال تھے صاحب مقام نہ تھے سیدنا ابن عربی قادری	106
185	اظہار شیخ صاحب حال کا کام ہے صاحب مقام ادب کو لازم پکڑتا ہے	107
185	صاحب حال مغلوب العقل ہوتا ہے	108
185	حال اس دار دنیا میں نقص ہے	109
187	کامل جس قدر مقام میں بلند ہوگا حال میں کم ہو جائے گا	



صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
187	رسول نہ ہو اور اپنے مقام کا اظہار کرے	110
188	تو وہ صاحب نقص ہے	
190	قطبیت عظمیٰ اہل بیت کے ساتھ مختص نہیں	111
	رسول پاک سے بلا واسطہ فیض	112
	ابوالعباس مرسی ابوالحسن شازلی	113
186	حضرت ابراہیم بن ادھم ابراہیم المبتولی حضرت ابن عربی	
	وغیرہم اولیاء کا بلا واسطہ فیض حاصل کرنا	
192	شیخ محقق کا فیصلہ	114
193	حضرت سیدنا محبوب الہی کا بلا واسطہ فیض حاصل کرنا	115
	بعض دیگر عظیم المرتبت مشائخ کے کلمات	116
194	والہ بر علو	
	حضرت سیدی ابراہیم الدسوقی فرماتے ہیں	117
194	شیخ عبدالقادر میرے پیچھے تھے	
198	ہر زمانے کا امام بے مثل ہوتا ہے	118
	سیدی علی وفا سیدی محمد وفا کے بارے فرماتے ہیں	119
198	ہیں کہ تمام اولیاء آپ کی مملکت کے سپاہی ہیں	
	شیخ شمس الدین محمد انکھنی فرماتے ہیں میں نے سیدی	120
199	ابوالحسن شازلی کا مقام سیدی عبدالقادر جیلانی سے اعلیٰ پایا	
	فرماتے ہیں اگر عبدالقادر ہمارے پاس حاضر ہوتے	121
200	تو ہمارا ادب کرتے	
	حضرت سیدنا شاہ سلیمان تونسوی	122
	کے ارشادات سلسلہ چشتیہ میں محبوب سبحانی جیسے	
202	بے شمار محبوب ہیں	
	اللہ تعالیٰ نے مجھے قدمی حذہ علی رقبۃ کل ولی	123
202	اللہ کا مقام دیا ہوا ہے	
203	میں بھی کہتا ہوں اعلامی علی راس الجبال	124
	حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی فرماتے ہیں	125



صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
203	شیخ جیلانی کا یہ قول آپ کے وقت کے ساتھ مخصوص ہے	126
203	حضرت خواجہ سعید الدین تونسوی۔ حضرت خواجہ غلام زکریا تونسوی، حضرت خواجہ خان محمد تونسوی بھی یہی فرماتے ہیں	127
204	حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی فرماتے ہیں حضرت غوث پاک 4 چار دن مقام محبوبیت میں رہے اور محبوب الہی 17 سترہ دن	128
204	حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی کو جو مقام ملا ہے شائد متقدمین بھی اس مرتبے کو نہ پہنچے ہوں	129
204	حضرت شیخ الاسلام سیالوی کے ارشادات۔ ہر زمانہ میں ایک غوث الاعظم ہوتا ہے اس کا قدم اس زمانے کے سب اولیاء پر ہوتا ہے حضرت غوث پاک کا قدم بھی ہر زمانہ کے تمام اولیاء پر نہیں	130
205	آپ نے قدمی حذو الخ مقام فناء میں فرمایا تمام مشائخ چشت غوث اعظم کے مقام پر فائز ہیں۔ حضرت شیخ جیلانی مقام فناء سے گزر گئے تو رجوع فرمایا	131
205	اعلیٰ حضرت سیالوی اپنے وقت کے غوث اعظم تھے	132
207	حضرت میاں صاحب بسی شریف فرماتے ہیں ہمارے مشائخ کرام چشت اہل بھشت کسی سے کم نہیں بلکہ بڑھکے ہیں۔ حضرت محبوب الہی قدس سرہ کا مقام تو بہت ہی بلند ہے۔ حضرت شیخ الشیوخ سھروردی علیہ الرحمہ نے حضرت شیخ جیلانی کے اس قول کو از قبیل سکر قرار دیا ہے	133
208	حضرت خواجہ فخر الدین پاکپتنی ”شیخ کا یہ قول اس وقت کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور حالت سکر میں صادر ہوا“	134
208	حضرت محبوب الہی کا ارشاد ”حضرت گنجشکر مخلوق میں بے مثال ہیں“ حضرت خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں	135
209	”متقدمین و متاخرین مبتدی اور سا لکین اس حکم سے خارج ہیں“ صحابہ بھی اولیاء اللہ تھے اکثر کتب ملفوظات صحیح اور	136
210	قابل اعتبار نہیں	



صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
	شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی فرماتے ہیں کہ آپ کا یہ قول متشابہات میں سے ہے اگر کوئی شخص انکا ظاہری معنی مراد لیتا ہے تو یہ فرط محبت نہیں حرص و ہوا ہے اپنے پیر کی مخالفت کرنا اس سے بدی کرنا ہے اور اس بات میں ان کی ناراضگی ظاہر ہے پیر و کاروں کے عقیدوں کی وجہ سے خود پیشوا بھی زیر عتاب آجاتے ہیں۔ حضرت شیخ حماد اور حضرت شیخ العالم بابا فرید دونوں بزرگوں نے اس قول کو اس وقت کے ساتھ خاص کیا ہے	137
210	حصر مراتب عروج تاملتہ غوثیت کو تہ اندیشی ہے غوثیت سے اوپر مرتبہ امامت اور اس سے اوپر خلافت کا مرتبہ ہے	138
212	حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے ارشادات	139
213	حضرت میاں میر قادری لاہوری اس قول کو سبحانی ما اعظم شانی اور انا الحق کا ہم معنی قرار دیتے ہیں	140
214	حضرت خواجہ احمد علی کوٹ مٹھن کے ارشادات	141
215	حضرت مولانا شاہ محمد رکن الدین الوری فرماتے ہیں کہ یہ کل استغراقی نہیں اس کلام سے مراد اس وقت کے اولیاء اللہ ہونگے	142
215	شاہزادہ دارا شکوہ قادری لکھتے ہیں یہ شطح بہت بڑی ہے اور اسے انا الحق انا اللہ۔ لوائی ارفع من لواء محمد کے زمرہ سے شمار کرتے ہیں	143
217	قطب وحید حضرت خواجہ غلام فرید <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	144
217	ارشادات شیخ المشائخ محمد المغربی الشاذلی حضرت شیخ محمد البکری علیہ الرحمہ نے مسجد نبوی شریف کے اندر یہ فرمایا قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی للہ مشرقا کان او مغربا نبی پاک <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> نے ان کے ساتھ بالمشافہ خطاب فرمایا آپ کو قطیبت کبریٰ عنایت فرمائی گئی	145
219	حضرت سید مسلم نظامی کی روایت شیخ الاولیاء میاں صاحب بسی شریف کے حج کا واقعہ	146
220		



صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
221	حضرت خواجہ عبدالرزاق نقشبندی نے فرمایا ہر دور میں ایک غوث ہوتا ہے جس کا قدم اپنے زمانہ کے اولیاء پر ہوتا ہے حضرت شیخ جیلانی کا قدم بھی اس زمانہ کے اولیاء پر تھا نہ کہ جمع متقدمین و متاخرین پر	147
222	سیرت غوث اعظم کا حوالہ	148
222	حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شیخ محقق نے بھی اس وقت کے ساتھ مخصوص کیا	149
223	قدم کا مفہوم کہ اس سے مراد طریقہ ہے۔ یعنی دین	150
224	حضرت شیخ عبدالحق بھی اس قول کو اس وقت کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں۔ فیصلہ فرماتے ہیں کہ ہر زمانہ میں اقطاب امت کے یہ احوال ہوتے ہیں	151
225	قطب وقت حضرت علی الخواص کے ارشادات خود حضرت غوث پاک نے گواہی دی کہ مقام اولال نقص ہے۔ شیخ ابوالسعود آپ سے اکمل تھے	152
227	شاہ محمد سلیمان پھلواری کے ارشادات کشف والہام کا ڈھول بجانا ہمارے مشائخ کی روش کے خلاف ہے ہمارے مشائخ چشت کا پہلا قدم سوز و گداز و جد و سوختگی ہے پھر ابدی زندگی	153
228	شاہ حبیب اللہ کی عبارت	154
230	شاہ حبیب اللہ کی عبارت کا جواب	155
232	خواب میں نبی پاک کے صدق فرمانے کے وضاحت	156
233	ہر قول حق عند اللہ مقبول نہیں ہوتا	157
233	نہ ہر حق کا انشاء جائز ہے	158
234	اولیاء کے لئے امر مامور یا وحی کا لفظ استعمال کرنا مجاز ہے	159
234	یا تشابہات میں سے	160
236	علامہ کاظمی کے ارشادات صوفیاء کے نزدیک شریعت کے معنی اللہ کی طرف سے امر و نہی ہونے کے سوا کچھ نہیں	161



صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
236	کلام حقیقی کا دعویٰ صراحتاً "اس کی نبوت کا دعویٰ ہے اعلیٰ حضرت	162
238	لفظ کل کی بحث	163
239	لفظ کل سے تمام موجود افراد بھی ہمیشہ مراد نہیں ہوتے	164
	ہمارے مشائخِ چشت اہل بہشت رضوان اللہ علیہم کا نزول	165
	تام تھا اس صورت میں دعوت و ارشاد موثر تر ثابت ہوتے ہیں۔	
	ہمارے مشائخِ کامل ترین اصحاب صحو تھے تاثیر دعوت کا اتم	
241	ہونا دلیل افضلیت ہے	
241	مشائخِ چشت کی عظمت	166
243	خرقہ معراجیہ اور اس کی سند	167
244	حضرت محبوب الہی کے مناقب	168
	حضرت محبوب الہی کا ارشاد "مرد ہزار دریایی جاتے ہیں	169
248	اور تشنہ رہتے ہیں"	
	حضرت شیخ صاحب حال صدق تھے نہ مقام صدق اسی وجہ سے شطیحات	170
252	کا ظہار ہوا	
252	مقام عبدیت سب سے اعلیٰ ہے	171
252	حضرت محبوب الہی کی عظمت	172
	حضرت خواجہ اجمیری کا ارشاد "میں کسی کا کمال اپنے شیخ سے	173
254	زیادہ نہیں سمجھتا"	
257	سیدنا جیلانی کا سیدنا اجمیری سے فیض پانا	174
257	حضرات مشائخِ چشت پر افتراء	175
	حضرات مشائخِ کرام چشت اہل بہشت نے کوئی کتاب تصنیف	176
258	نہیں فرمائی نہ کوئی دیوان لکھا	
260	عالی قادریوں کا غلو	177
	عزرائیل علیہ السلام سے روحوں کی زنبیل چھین لینا ایسی	178
260	باتیں کفریہ ہیں	
	حضرت غوث پاک کا مرتبہ آپ سے قبل اولیاء کرام سے بلند	179
260	نہیں مولانا مفتی اقتدار احمد قادری	



صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
271	نبی پر غیر نبی کو فضیلت دینا کفر ہے	180
269	تفریح الخاطر میں جھوٹی حکایات ہیں جو گمراہی کا سبب ہیں	181
275	سوالات و جوابات	182
	امر خداوندی نہ ہوتا تو حضرت غریب نواز کیوں سر جھکاتے	183
275	اور آپ اس قول سے توبہ کر لیتے	
	حضرت غریب نواز کی پیدائش ہی اس قول کے وقت	184
276	صدر سے بعد ہوئی	
276	حضرت گیسو دراز کی کوئی کتاب لطائف الغرائب نامی نہیں	185
	حضرت غوث پاک ساری زندگی کا ادلال ترک کر کے عبدیت	186
278	و نیاز کی طرف بوقت وفات کیوں آئے؟	
278	بصورت تسلیم نقص تسلیم میں نہیں اظہار شطح میں ہے	187
	حضرت غوث پاک کا رجوع ثابت ہے امر و نہی کا اب	188
279	نزول نہیں ہو سکتا	
279	انا سید ولد آدم سے استدلال کا جواب	189
282	کثرت کرامات دلیل افضلیت نہیں	190
284	افلت شمس الاولین کا صحیح مفہوم	191
284	کان مامورا" بالتصرف کا جواب	192
285	اما بنعمة ربك فحدث کا جواب	193
285	فتوحات کی ایک اور عبارت کا جواب	194
286	پیر صاحب گولڑوی کی طرف منسوب کردہ جعلی باتیں	195
289	مستفیض ہونا دلیل مفضولیت نہیں	196
290	لفظ سبحانی اور الہی کا جائزہ	197
291	بر پیراں شرف وارد کا جواب	198
292	حضرت محبوب الہی پر ایک افتراء اور اس کا جواب	199
302	شب معراج مقام قاب قوسین او ادنیٰ تک پہنچایا	200
306	محض افتراء ہے	
	ما اتخذ الله ولما الخ کا جواب	201



صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
306	صرف آپ ہی راکب برووش اولیاء نہ تھے را کین کی ایک	202
307	بہت بڑی جماعت ہے جو کہ ہر زمانہ میں ہوتے ہیں	
308	حضرات خواجگان چشت مسلما" حنفی تھے	203
309	مشائخ چشت زاہد ترین اولیاء تھے	204
310	حضرت سلطان باہو کا ایک قول اور اس کا جواب	205
311	سلاسل کے بارے گفتگو	206
	اللہ محمد چار یار الخ نعرہ پر تبصرہ	207
312	سارے سلاسل ختم ہو چکے غوث پاک نے حیات نو بخشی	208
	یہ بات درست نہیں شواہد اس کے خلاف ہیں	
312	نقشبند وجہ تسمیہ کیا ہے	209
	حضرات مشائخ چشت اہل بہشت بعد از وفات بھی تصرف کرتے ہیں	210
	جس غوث اعظم نے حضرت شیخ جیلانی علیہما الرحمۃ کو غوث اعظم	
	بنایا وہ کون تھے اعلیٰ حضرت نے بھی تخصیص فرمادی۔	



100	...
200	...
300	...
400	...
500	...
600	...
700	...
800	...
900	...
1000	...



## مآخذ و مصادر

- (۱) قرآن کریم۔
  - (۲) بہجتہ الاسرار شیخ نور الدین متوفی ۷۷۳ھ
  - (۳) لطائف اشرفیہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی رحمہ اللہ
  - (۴) الجواہر والدرر امام شعرانی رحمہ اللہ م ۹۷۳ھ
  - (۵) اہلاک الوہا بمسین اعلیٰ حضرت م ۱۳۲۵ھ
  - (۶) شرح و قایہ م ۷۷۷ھ عبید اللہ بن مسعود صدر الشریعت۔
  - (۷) عوارف المعارف شیخ شہاب الدین سہروردی م ۶۳۲ھ
  - (۸) فوائد الفواد حسن علی بجزی ملفوظات حضرت محبوب الہی م ۷۲۵ھ
  - (۹) سیر الاولیاء حالات حضرت محبوب الہی سید محمد مبارک علوی م ۷۱۱ھ
- ۱۲-۱۳۱۱ھ
- (۱۰) قصیدہ خمریہ معروف بمقصیدہ غوضیہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی۔ م ۵۶۱ھ۔
  - (۱۱) فتوحات یکہ حضرت محی الدین شیخ اکبر م ۶۳۸ھ
  - (۱۲) مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی م ۱۰۳۲ھ
  - (۱۳) الکبریٰ الامام شعرانی م ۹۷۳ھ
  - (۱۴) الیواقیت والجواہر امام شعرانی م ۹۷۳ھ
  - (۱۵) تفسیر روح المعانی سید محمود الوسی م ۱۲۷۰ھ
  - (۱۶) نبراس شرح شرح العقائد علامہ عبدالعزیز فرہاروی م ۱۲۳۹ھ یا ۱۲۴۱ھ
  - (۱۷) حاشیہ نبراس علامہ برخوردار۔
  - (۱۸) رسالہ قشیریہ امام ابوالقاسم القشیری م ۳۶۵ھ
  - (۱۹) خیر المجالس ملفوظات حضرت خواجہ شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی ۷۵۶ھ
  - (۲۰) الطبقات الکبریٰ امام شعرانی تصنیف ۹۵۲ھ
  - (۲۱) کشف المحجوب داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ م ۳۶۵ھ تا ۳۶۹ھ



- (۲۲) فتوح الغیب حضرتہ شیخ عبدالقادر جیلانی م ۵۶۱ھ
- (۲۳) شرح فتوح الغیب شیخ عبدالحق محدث دہلوی ر ۵۲ھ
- (۲۴) حاشیہ رسالہ قشیریہ شیخ الاسلام زکریا الانصاری۔
- (۲۵) ملفوظات حضرت شاہ سلیمان تونسوی ر ۲۶ھ
- (۲۶) سیف چشتیائی پیر صاحب گولڑوی م ۱۹۳۷ء
- (۲۷) التعرف لمذہب اہل التصوف امام ابو بکر الکلابادی م ۳۸۰ھ
- (۲۸) شرح تعرف امام اجل ابو ابراہیم بن اسماعیل المستمل البخاری۔
- (۲۹) انتخاب مناقب سلیمانہ شائع کردہ گولڑہ شریف۔
- (۳۰) شرح مواقف۔
- (۳۱) تفسیر روح البیان علامہ اسماعیل حقی ر ۱۱۳ھ
- (۳۲) حلیۃ الاولیاء امام ابو نعیم الاصبہانی م ۳۳۰ھ
- (۳۳) طبقات الصوفیہ امام زاہد ابو عبدالرحمن السلمی م ۳۱۲ھ
- (۳۴) تذکرۃ الاولیاء حضرت شیخ عطار م ۶۲ھ
- (۳۵) بدائع منظوم علی رضا بغدادی م ۱۱۳ھ
- (۳۶) پند نامہ شیخ عطار م ۶۲ھ
- (۳۷) قصیدہ شاہ ابو المعالی قادری
- (۳۸) تجلی الیقین اعلیٰ حضرت م ۱۳۲۵ھ - ۱۳۹۷ھ
- (۳۹) سبع سنابل سید سادات بگرام میر عبدالواحد بگرامی م ۱۱۷ھ
- (۴۰) مقابیس المجالس ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن م ۱۹۰۱ء
- (۴۱) مشکوٰۃ شریف علامہ ولی الدین ابو عبداللہ م ۷۳ھ
- (۴۲) اشعۃ اللمعات شیخ عبدالحق محدث دہلوی م ۱۰۵۲ھ
- (۴۳) بخاری شریف وغیرہ کتب حدیث امام محمد بن اسماعیل بخاری م ۲۵۶ھ
- (۴۴) ملفوظات اعلیٰ حضرت م ۱۳۲۵ھ
- (۴۵) التعریفات سید میر شریف جرجانی م ۸۱۶ھ



- (۳۶) سیرت غوث اعظم علامہ محمد داؤد امرتسری م ۱۳۳۳ھ
- (۳۷) مکتوبات معصومیہ خواجہ محمد معصوم نقشبندی تصنیف ۱۰۳۹ھ
- (۳۸) فصوص الحکم ابن عربی م ۶۳۸ھ
- (۳۹) مثنوی شریف علامہ رومی م ۶۷۲ھ
- (۵۰) درر الغواص امام شعرانی۔
- (۵۱) افضل الصلوات علامہ نبہانی م ۱۳۵۰ھ - ۱۹۳۱ء
- (۵۲) مناقب المحبوبین ملفوظات حضرت شاہ سلیمان تونسوی م ۱۲۶۷ھ
- (۵۳) ملفوظ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی
- (۵۴) ملفوظ حضرت خواجہ سعید الدین تونسوی
- (۵۵) ملفوظ خواجہ غلام زکریا تونسوی
- (۵۶) ملفوظ حضرت خواجہ خان محمد تونسوی
- (۵۷) مرات العاشقین ملفوظات حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی م ۱۸۹۱ء
- (۵۸) ملفوظ حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی م ۱۳۰۱ھ
- (۵۹) ملفوظ حضرت میاں صاحب بسی شریف۔ م ۲۸ جنوری ۱۹۷۵ء ۱۶ محرم ۱۳۹۵ھ
- (۶۰) ملفوظ حضرت خواجہ محمد فخر الدین پاکپتنی۔
- (۶۱) مجموعۃ الاسرار شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی م ۱۱۶۶ھ
- (۶۲) انوار الاقتباس ملفوظ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی
- (۶۳) شائم امدادیہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی
- (۶۴) سکینۃ الاولیاء ملفوظات حضرت میاں میر قادری لاہوری تصنیف ۱۰۵۲ھ
- (۶۵) رسالہ رکن دین علامہ رکن دین نقشبندی۔
- (۶۶) حسنات العارفین شہزادہ داراشکوہ خلیفہ میاں میر لاہوری۔
- (۶۷) عمدۃ التحقیق علامہ ابراہیم مالکی۔



- (۶۸) جامع کرامات اولیاء علامہ نبہانی م ۱۳۵۰ھ - ۱۹۳۱ء
- (۶۹) ملفوظ خواجہ احمد علی سجادہ نشین کوٹ مٹھن شریف۔
- (۷۰) شمس المعارف مکاتیب شاہ سلیمان پھلواری۔
- (۷۱) مقالات کاظمی سید احمد سعید کاظمی۔
- (۷۲) الکوکتہ الثبابیہ مولانا احمد رضا ۱۳۳۵ھ
- (۷۳) شرح عقائد جلالی۔
- (۷۴) تفسیر الدرالمشور امام جلال الدین سیوطی م ۶۱۱ھ
- (۷۵) صاوی علی الجلالین۔
- (۷۶) تفسیر منظری۔
- (۷۷) تفسیر فتح القدر محمد بن علی بن محمد الشوکانی م ۱۲۵۰ھ
- (۷۸) تفسیر خازن علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم م ۷۲۵ھ
- (۷۹) تفسیر کبیر م ۶۰۶ھ امام رازی
- (۸۰) تفسیر بیضاوی علامہ ابوالخیر عبداللہ بیضاوی م ۶۳۱ھ یا ۶۸۰
- (۸۱) تفسیر جمل الشیخ سلیمان الجمل ۱۱۹۶ھ
- (۸۲) تفسیر مدارک التنزیل۔
- (۸۳) تفسیر حسینی۔
- (۸۴) طریق النجات۔
- (۸۵) ترمذی شریف امام ترمذی م ۲۷۹ھ
- (۸۶) فتاویٰ رضویہ اعلیٰ حضرت م ۱۳۳۵ھ
- (۸۷) رسول الکلام سید دیدار علی شاہ
- (۸۸) ختم اللہ علی قلب الخصم سید محمد حسین شاہ صاحب قادری  
بنانوالے۔
- (۸۹) سیرت نظامیہ۔
- (۹۰) جوامع القلم حضرت سید گیسو دراز بندہ نواز سید محمد بن یوسف الحسینی م



۸۲۵ھ

- (۹۱) راحتہ القلوب۔
- (۹۲) شواہد نظامی۔
- (۹۳) مطلوب الطالبین۔
- (۹۴) سیرت خواجہ معین الدین چشتی م ۶ رجب ۶۲۷ھ بمطابق ۲۱ مئی ۱۲۲۹ء سوموار۔
- (۹۵) العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ مفتی اقتدار احمد نعیمی۔
- (۹۶) بہار شریعت مولانا امجد علی م ۱۳۶۷ھ
- (۹۷) جزاء اللہ لعدوہ مولانا احمد رضام ۱۳۲۵ھ
- (۹۸) ردالرفضہ اعلیٰ حضرت م ۱۳۲۵ھ
- (۹۹) شفاء شریف قاضی عیاض م ۵۳۴ھ
- (۱۰۰) شرح شفاء ملا علی قاری قدس سرہ م ۱۰۱۴ھ
- (۱۰۱) الروض الازھر شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ۱۰۱۴ھ
- (۱۰۲) شرح مقاصد
- (۱۰۳) حدیقہ ندیہ۔
- (۱۰۴) ارشاد الساری شرح بخاری۔
- (۱۰۵) غایتہ التحقیق اعلیٰ حضرت بریلوی م ۱۳۲۵ھ
- (۱۰۶) مہر منیر مولوی فیض احمد گولڑوی حالات پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف م ۱۹۳۷ء۔
- (۱۰۷) مکاشفات غیبیہ حضرتہ مجدد الف ثانی م ۱۰۳۳ھ
- (۱۰۸) سیف العطاء مولانا عطا محمد بندیا لوی مدظلہ۔
- (۱۰۹) قصیدہ حضرت عبید اللہ افغانی۔
- (۱۱۰) الحاوی للفتاویٰ امام سیوطی۔
- (۱۱۱) نظامی بنسری خواجہ حسن نظامی۔



- (۱۱۲) انوار الفرید حضرتہ خواجہ سید مسلم نظامی۔  
 (۱۱۳) مسلم شریف۔  
 (۱۱۴) ابوداؤد۔  
 (۱۱۵) ابن ماجہ۔  
 (۱۱۶) نسائی شریف



## الاصطلاحات الواردة

- الوقت :- زمانہ حال میں تیرا حال جس کا نہ ماضی کے ساتھ تعلق ہے نہ مستقبل کے ساتھ۔
- الطریق :- احکامات مشروعہ جن میں رخصت نہیں۔
- المقام :- حقوق کا مکمل طور پر استیفاء۔
- الحال :- ایک ایسا معنی جو قلب پر بغیر تصنع وارد ہو اور پھر زائل ہو جائے۔ بعض نے کہا ہے کہ حال بندہ پر تغیر اوصاف کا نام ہے۔
- الشرح :- ایسی بات جس میں رائے رعونت و دعویٰ ہو۔ بلا امر الہی اپنے فضائل و مناقب کا بیان اپنے مقام و مرتبہ کا اظہار۔
- الافراد :- وہ لوگ جو دائرہ و تصرف قطب سے خارج ہوتے ہیں۔
- القطب :- اسی کو غوث بھی کہتے ہیں۔ ایک ایسا شخص جو ہر زمانہ میں ہوتا ہے اور سارے عالم میں سے اللہ تعالیٰ کی نظر کا مقام ہوتا ہے۔
- الملامتہ :- جو کچھ کے باطن میں ہوتا ہے اس کا کوئی اثر ان کے ظاہر پر ظہور پذیر نہیں ہوتا یہ جماعت اولیاء میں سے سب سے اعلیٰ ہوتے ہیں۔
- الامان :- وہ جس میں سے ایک غوث کی دائیں جانب اور دوسرا بائیں ہوتا ہے یمن والے کی نظر ملکوت میں اور یسار والے کی نظر میں ہوتی ہے۔ یسار والا اپنے ساتھی سے اعلیٰ ہونا ہے اور یمنی کی وفات کے بعد اس کا قائم مقام ہوتا ہے۔
- الفرق :- عبودیت کا مشاہدہ کرنا۔
- البقاء :- بندہ کا ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی نگرانی اور غلبے کو دیکھنا۔
- الفناء :- اللہ تعالیٰ کے غلبے کی وجہ سے بندے کا اپنے فعل کو نہ دیکھنا۔
- الصحو :- وارد قوی کے بسبب غیوبت کے بعد احساس کی طرف رجوع کرنا۔
- السكر :- وارد قوی کے بسبب اپنے آپ سے غائب ہو جانا۔



- الذوق :- تجلیات الہیہ کے مبادی۔
- الشاہد :- مشاہدہ کی وجہ سے قلب میں پیدا ہونے والا اثر۔
- الہجوم :- تصنع کے بغیر قوت و وقت کے بسبب جو کچھ قلب پہ وارد ہو۔
- الفلوین :- بندے کے احوال میں تبدیلی و ارتقاء ایک وصف سے دوسرے کی طرف انتقال۔
- التمکین :- رسوخ و استقرار و وصل و اتصال کا حصول۔
- المکر :- مخالفت کے باوجود نعمتوں کا دینا آیات و کرامات کے بے حد اظہار اور سوء ادب کے باوجود حال کا باقی رکھنا۔
- المنسوع :- افراد و اصیلین سے قطب کے چھپنے کا مقام۔
- الحق :- اللہ کی جانب سے بندے پر جو کچھ واجب ہو اور جو حق نے اپنے آپ پر واجب کیا ہے۔
- العبودت :- جو شخص اپنے آپ کو مقام عبودیت میں مشاہدہ کرے۔
- التصوف :- ظاہری اور باطنی طور پر ادب شریعہ کے ساتھ وقوف۔
- الرعونت :- طبع انسانی کے ساتھ وقوف۔
- العموم :- وقوع اشتراک فی الصفات۔
- الخصوص :- ہر شی کا علیحدہ علیحدہ ہونا۔ عبد والہ کے مابین امتیاز۔
- القطبیۃ الکبری :- یہ نبوت محمد ﷺ کا باطن ہے یہ آپ کے ورثہ کو حاصل ہوتا ہے خاتم الولاہیت اور قطب الاقطاب باطن خاتم النبوت پر ہوتا ہے۔
- الالہام :- جو کچھ بطریق فیض دل میں ڈالا جائے۔
- الامام :- جسے دین اور دنیا کی سیادت عامہ حاصل ہو۔
- الامر :- اپنے سے کم مرتبہ کو افعال کہنا۔
- الحد :- اپنے اور اپنے مولیٰ کے درمیان امتیاز کرنا۔ مثلاً "عبد ہونا" زمان و مکان میں محصور ہونا۔



الحقیقۃ المحمدیہ ذات مع تعین اول۔

الفخر :- اپنے مناقب ذکر کرتے ہوئے دوسرے لوگوں پر اپنی بڑائی کا اظہار کرنا جب کہ یہ بغیر وحی الہی کے ہو۔

بحر المعانی میں ہے

اے محبوب قطب عالم سارے زمانے اور جہان میں ایک ہوتا ہے اور دنیا و آخرت یعنی عالم سفلی و علوی کے تمام موجودات قطب عالم کے وجود سے قائم ہوتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ قطب عالم کو فیض براہ راست حق تعالیٰ سے حاصل ہوتا ہے قطب عالم کو قطب کبریٰ قطب ارشاد قطب الاقطاب قطب مدار بھی کہتے ہیں قطب عالم کی عمر دراز ہوتی ہے۔ اے محبوب قطب عالم پیر دستگیر حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی چشتی قدس سرہ مدت اٹھائیس سال تین ماہ اور دو دن قطب مدار رہے (تا) قطب مدار عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک متصرف ہوتا ہے اور جب ترقی کر کے مقام فردانیت تک پہنچتا ہے تو تصرفات محو ہو جاتے ہیں کیونکہ فردانیت مقام انبساط (انتہائی مسرت) اور موانست (محبوب کے ساتھ الفت) کا ہوتا ہے پس اس کی مراد ختم ہو جاتی ہے کہ اس کی مراد حق تعالیٰ کی مراد ہوتی ہے آنحضرت ﷺ نبوت سے قبل افراد میں سے تھے۔ اور حضرت خضر علیہ السلام بھی افراد میں سے ہیں اے محبوب قطب مدار یعنی قطب عالم کا وہ مرتبہ ہے کہ اگر چاہیں تو اقطاب کو مرتبہ قطبیت سے معزول کر سکتے ہیں۔ (تا) قطب الارشاد کا قلب قلب محمد ﷺ پر ہوتا ہے (تا) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قطب الارشاد تھے۔



## انتساب

ہر اس آنکھ کی طرف جو حق دیکھنے کی استطاعت رکھتی ہے۔

ہر اس کان کی طرف جو حق سن سکتا ہے۔

ہر اس زبان کی طرف جو بلا خوف لومتہ لائم بیان حق کی قوت و قدرت سے مالا

مال ہے۔

ہر اس دل کی طرف جو جویمان حق ہے۔

ہر اس راہ رو طریقت کی طرف جو جمع مراتب و مدارج ولایت کا خواہاں ہے۔

ہر اس عاشق صادق کی طرف جو اسی کے عشق و محبت و ذوق و شوق میں

سرگرداں ہے۔

دست از طلب ندارم تا کام من بر آید

یا تن رسد بجاناں یا جاں زتن بر آید



## نذر عقیدت

میں اپنی اس کاوش و سعی کو سیدی و مرشدی شیخ الاولیاء قطب الاصفیاء محبوب سبحان حضرت خواجہ میاں علی محمد خان چشتی نظامی قدس سرہ کی وساطت سے سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ کے پانچ عظیم ترین مشائخ (جنہیں عرف عام میں پانچ پیر چشتی کہا جاتا ہے) حضرت عطاء رسول اللہ نائب رسول اللہ۔ فی المہند حبیب اللہ السید خواجہ بزرگ اجمیری غریب نواز قدس سرہ

قطب الاقطاب السید حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ  
زہد الانبیاء فرد افراد العالم حضرت بابا فرید الدین گنج شکر چشتی قدس سرہ۔  
سلطان الاولیاء والمشاخ حضرت محبوب الہی السید نظام الدین اولیاء زری  
زربخت قدس سرہ۔

مستغرق بحر شہود۔ حضرت سیدنا خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی قدس سرہ کی  
خدمت عالیہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔  
۔ شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا



مدت مدیدہ سے زیر بحث موضوع پر متشددانہ تقریریں متعصبانہ تحریریں سننے پڑھنے میں آتی رہیں۔ مگر ہمارے مشائخ کا طریق کار ہمیشہ سکوت و درگزر اور مخالفتانہ محاذ آرائی سے اجتناب ہی رہا اور یہ جواب جاہلانہ باشد خاموشی پر مسلسل عمل ہوتا رہا۔ کسی قسم کی جوابی کارروائی نہ ہونے بلکہ مکمل سکوت اور پروقار خاموشی کے باوجود شیطان کی آنت کی طرح یہ سلسلہ ازیت و تفرقہ دراز سے دراز تر ہوتا چلا گیا۔ دوسرے سلاسل سے وابستہ اپنے ہی سنی بھائیوں کی دل آزاری و دل شکنی میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی گئی۔ اس بات کی بھی ذرہ بھر پرواہ نہ کی گئی کہ آپس کا انتشار ہمیں کس نہج پر لے جا رہا ہے اور کہاں پہنچائے گا۔ یہ لوگ وہابیہ کی طرح غوث پاک کے بہانے تمام اولیائے کاملین کی توہین کرتے رہے۔

چشتی مشائخ سے تو انہیں خدا واسطے کا بیر تھا ہی مگر حضرت مجدد الف ثانی بھی انہیں ایک نظر نہیں بھائے اس لئے کہ آپ نے مجدد الف ثانی ہونے کے ناطے حق کی خوب خوب وضاحت فرمادی اور صاف صاف لکھ دیا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مریدوں کی ایک جماعت شیخ کے حق میں غلو کرتی اور شیخان حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرح محبت میں افراط سے کام لیتی ہے ان کے کلمہ و کلام سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ کو جمیع اولیاء متقدمین و متاخرین سے افضل جانتے ہیں۔ متعصب لوگوں نے یہاں تک تجاوز کیا کہ حضرت شیخ کا کتا اولیاء اور پیروں پر شرف رکھتا ہے۔ جبکہ یہی غالی ٹولہ یہ دعویٰ بھی کرتا ہے کہ سب اولیاء اور مشائخ کو غوث پاک نے ہی ولی اور پیر بنایا ہے۔ تو جب غوث پاک کے بنائے ہوئے ولیوں اور پیروں سے آپ کے کتے افضل و اشرف ہیں تو آپ کو پیر اور ولی بنانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ سلسلہ جہالت و خباثت یہاں پر بھی اختتام پذیر نہ ہوا۔ بلکہ انبیاء و رسل پر بھی طبع آزمائی کی جانے لگی مثلاً "ایک غالی نے یہ لکھا کہ حضور غوث الثقلین کی شان تمام امت محمدیہ میں سب سے بڑی ہے۔ خواہ اولین صحابہ کرام ہوں یا آخرین میں امام مہدی ہوں عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ نبی ہیں مگر حضور علیہ السلام کی امت میں ولی کی



حیثیت سے تشریف لائیں گے۔

رسالہ خدام الاولیاء جلد نمبر ۶ شمارہ نمبر ۱ جنوری تا مارچ ۱۹۸۶ء ص ۱۲۔

مولوی ارشد کلاچوی قادری

سیدنا عیسیٰ علیہ و علیٰ نینا الصلوٰۃ والسلام کے بارے لکھتا ہے حضور غوث اعظم کا ان پر فوقیت حاصل کرنا ولایت کا نبوت پر غلبہ نہیں بلکہ ولی کو ولی پر فضیلت و درجہ حاصل کرنا ہو گا۔ رسالہ مذکور ص ۱۳ خدام الاولیاء اپریل تا جون ۱۹۸۶ء کے ص ۱۱ پر لکھتا ہے۔ اکثر بزرگان دین و کامل عارفین رضی اللہ عنہم کا یہی عقیدہ ہے۔ کہ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور ﷺ کے بعد مقرب ترین اور افضل ترین ہستی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔ اسی رسالہ ص ۲۱ پر لکھتا ہے غوث پاک ان بندگان خدا سے ہیں جن کا مرتبہ عالی سے عالی ہے۔ سوائے حضور ﷺ کے کوئی ہستی مرتبہ میں آپ سے بڑھ کر نہیں۔ مولوی ثناء اللہ قادری اپنے جمع کردہ ملفوظات کے ص ۱۸ پر لکھتا ہے۔

قدم دھریا میں گردن ولیاں عبدالقادر کہیا  
باہجہ صنعان نہ منکر ہو یا بھانویں ہوگ کو مہا  
اوہ قصہ ظاہر ہر کوئی جانے شیخ صنعان کی پایا  
ولی نبی تے کل فرشتیاں سبحناں سیس جھکایا  
سیف الملوک ص ۱۳ و ص ۱۴ پر ہے۔ عہ بے اصل ہے۔ مرآت العاشقین

نانک دا دک ولوں اچا سجا حسبوں نبیوں  
نبیاں نالوں گھٹ نہ رہیا ہر صفتوں ہر وسبوں  
سے برساں دے موئے جوائے سکے نیر وگائے  
کھتھے روح فرشتے ہتھوں لکھے لیکھ مٹائے

نبوت کے بعد ولایت کے اس مقام اقصیٰ پر فائز ہیں جہاں اور کسی کو رسائی

نصیب نہیں ہوئی مہر منیر ص ۲۸۔

اندکے باتو بگفتم غم دل ترسیدم  
کہ دل آزرده شوی ورنہ سخن بسیار است



ایسی باتیں نہ صرف یہ کہ زبانی طور پر اپنے خطابات میں جارحانہ متعصبانہ انداز میں بیان کی گئیں بلکہ کتابوں میں بھی مسلسل چھاپی گئیں اور سر بازار فروخت کی گئیں۔ ان حقائق کے پیش نظر ایسی تصنیف کی شدت سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جس میں ان لوگوں کی ایسی خرافات کی مفصل و مدلل تردید موجود ہو اندریں حالات بہت سے احباب اصرار فرماتے رہے مگر میں اپنی کم فرصتی اور دینی و تعلیمی مصروفیات کے بسبب اس اہم کام کو مسلسل ٹالتا رہا۔ دوست یہ کہتے رہے کہ یہ لوگ عجز و انکساری۔ فروتنی اور نگوں ساری کو نہیں سمجھتے۔ بلکہ اسے کمزوری پر محمول کرتے ہیں۔ اور اب اس شعر پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

عجز و نیاز سے تو وہ آیا نہ راہ پر  
دامن کو اس کے آج حریفانہ کھینچے  
تا آنکہ۔

حضرت مخدوم المشائخ میاں جمیل احمد صاحب شر قپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شر قپور شریف نے بھی اس موضوع پر لکھنے کا حکم فرمایا۔ ان کے بعد صاحبزادہ والا جاہ حضرت خواجہ غلام قطب الدین سجادہ نشین آستانہ عالیہ گڑھی اختیار خاں نے بھی اس ضرورت کا احساس دلایا۔ اب میرے لئے گریز کا کوئی چارہ کار نہ تھا قلم اٹھایا تو میرے سامنے تفریح الخاطر ایسے کئی جھوٹ کے پلندے تھے اور یہ منظر بھی میری نظروں کے سامنے تھا کہ اگر کبھی کسی صاحب دل نے یہ کہہ دیا کہ بھائی انبیاء و اولیاء کی توہین نہ کرو تو الٹا اس پر غوث پاک کا گستاخ بے ادب اور منکر ہونے کے فتوے لگا دیئے گئے۔ وہ سارے اولیائے کرام و مشائخ عظام کو کتے سے بھی کم تر قرار دیتے رہیں تو نہ بے ادبی نہ گستاخی۔ وہ سب اولیائے اولین و آخرین پر قدم کی مر لگاتے رہیں تو نہ ظلم نہ زیادتی۔ مگر ہم فقط اتنا کہہ دیں کہ یہ صرف اس وقت کی بات تھی جس وقت آپ کی زبان سے یہ کلمات سرزد ہوئے تو بے ادبی اور گستاخی۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام  
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا



جناب من سلسلہ عالیہ چشتیہ و سلسلہ عالیہ نقشبندیہ و سہروردیہ کے جملہ وابستگان کا یہی عقیدہ و نظریہ ہے۔ ان سلاسل کریمہ کے ایک ایک شیخ کامل کے دامن سے لاکھوں مسلمان وابستہ ہیں اگر آپ ان سب کو دائرہ سنیت سے خارج کرنا چاہتے ہیں تو کیجئے بسم اللہ مگر یہ بات یاد رکھئے گا کہ پھر مٹھی بھر تشددین و متعصبین کے علاوہ کچھ نہیں بچے گا۔ اور اب انشاء اللہ غنڈہ گردی اور دھاندلی نہیں چلے گی بے جا جارحانہ انداز کی کھلی چھٹی کسی صورت نہیں دی جائے گی اور نہ ہی جھوٹی کتابوں کے خود ساختہ حوالہ جات کے سہارے اپنے مشائخ کی گستاخی و بے ادبی کرنے دی جائے گی۔ یہ ایمان کا بھی تقاضہ ہے اور محبت مشائخ کرام کا بھی ہاں وہ حضرات جو انصاف پسند معتدل مزاج اور طلب خدا کے لئے اپنے سلسلہ سے وابستہ ہیں۔ ہمارے دل میں ان کے لئے بے حد احترام و محبت ہے جہاں کہیں بھی زبان قلم سے کوئی تیز لفظ نکلتا محسوس ہوتا ہے ہمارا روئے سخن صرف غالین و متعصبین کی جانب ہے نہ کہ حق پرست حضرات کی طرف۔ اس تحریر میں فقیر نے پوری کوشش کی ہے کہ دلائل کے ساتھ حقیقت حال واضح کی جائے۔ کوئی صاحب میرے بیان کردہ موقف کے کسی حصہ سے دلائل کے تحت اختلاف کرتا ہے تو ان دلائل پر غور و خوض کیا جا سکتا ہے اور یقیناً "کیا بھی جائے گا۔"

بالفرض وہ دلائل درست ثابت ہوں تو ہمیں رجوع میں بھی کوئی عار نہیں۔ لیکن دھونس اور دھاندلی سے کام لیا گیا۔ تو یہ چیز ہمیں انشاء اللہ الکریم جاہدہ استقامت و محبت سے ہٹانہ سکے گی۔

باطل سے دبنے والے اے آسمان نہیں ہم  
سو بار کر چکا ہے تو امتحان ہمارا

ہاں یہ بات یاد رہے کہ جس طرح فقیر نے مسئلہ زیر بحث کی ہر بنیادی شق کو اکابر قادری مشائخ کی کتب معتبرہ۔ یا فریق مخالف کی مسلم و معتبر کتب سے پیش کیا ہے اسی طرح جو صاحب تکلیف فرمائیں وہ اکابر چشتی مشائخ کی کتب معتبرہ یا ہماری مسلم و معتبر کتب کے حوالہ جات پیش فرمائیں اس لئے کہ اس موضوع پر قادری حضرات کی



لکھی ہوئی کتابیں کذب بیانی اور مبالغہ آرائی سے بھری پڑی ہیں۔ لہذا ایسی کتب غیر معتبرہ و غیر معتدہ ہیں۔

آخر میں میں ان حضرات کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا جن کی معاونت دوران تالیف کتاب ہذا میرے ساتھ شامل رہی۔

خصوصاً "حضرت خواجہ سید مسلم نظامی کہ آپ نے سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ اور حضرت محبوب الہی قدس سرہ کے بارے گراں قدر معلومات پر مبنی بعض نادر و نایاب کتب فراہم فرمائیں۔ حضرت صاحبزادہ غلام قطب الدین سجادہ نشین گڑھی اختیار خاں نے پیش لفظ اور جامع منقول و معقول علامہ محمد اشرف سیالوی شیخ الحدیث دارالعلوم سیال شریف نے اپنے گراں قیمت مصروف اوقات سے وقت نکال کر اپنے تاثرات تحریر فرمائے۔ میرے دو لخت جگر مفتی محمد حامد فریدی۔ علامہ محمد راشد فریدی تحریری کام میں میرا ہاتھ بٹاتے رہے۔

اور ----- میں اپنے برادر طریقت اور پیکر خلوص و محبت جناب حاجی محمد نواز خان وٹو چشتی نظامی فریدی آف وساویوالہ کا ذکر بھی ضروری سمجھتا ہوں جنکی اپنے شیخ طریقت اور سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے ساتھ پر خلوص اور والہانہ عقیدت و محبت ہی کے زیر نظر کتاب اشاعت پذیر ہو سکی۔

فجزاهم اللہ خیر الجزاء واللہ الہادی  
الی الصراط المستقیم وصلی اللہ علی النبی الکریم  
الروف الرحیم وعلی آلہ و صحبہ  
الہادین الی الطریق القویم



## علاصۃ الکتاب

- (۱) آپ تامت حیات صاحب سکرو حال رہے آخری انفاس میں عبدیت کی جانب رجوع ہوا۔
- (۲) مشائخ چشت اہل بہشت کامل ترین اصحاب صحو تھے۔
- (۳) اصحاب سکر سے اصحاب صحو کا مرتبہ بالا تر ہے۔ (حضرت محبوب الہی و دیگر اکابر اولیاء کا فیصلہ)
- (۴) آپ کا یہ قول بوجہ سکرو حال سرزد ہوا نہ کہ بامر الہی (وحی)
- (۵) حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی پر امر و نہی کا نزول نہیں ہو سکتا۔
- (۶) اولیاء محققین متقدمین نے اپنی کتب میں کسی کے سر جھکانے کا ذکر نہیں کیا نہ ہی اسے کوئی اہمیت دی کہ زیر تصرف نے تو تسلیم کرنا ہی ہوتا ہے۔ مگر شیخ پر اپنی طرف سے عتاب کا اظہار فرمایا اور ان کی توبہ و استغفار و ندامت سے سر جھکانے کا ذکر کیا۔
- (۷) یہاں درحقیقت دو الگ الگ بحثیں ہیں جنہیں آپس میں خلط ملط کر دیا جاتا ہے۔ نمبر ۱ بحث افضلیت نمبر ۲۔ بحث وضع راس۔ بحث نمبر ۱ میں حق یہ ہے کہ ہم عصر اور متقدمین و متاخرین اولیاء میں سے بعض سے آپ افضل تھے اور بعض آپ سے بھی افضل تھے۔ مثلاً "حضرت شیخ ابو السعود حضرت بایزید بسطامی حضرت سلیمان الدنیلی حضرت خواجہ بزرگ اجمیری قدس اللہ اسرار ہم یوں ہی بعض حضرات آپ کے مساوی بھی ہو سکتے ہیں۔
- نمبر ۲۔ میں حقیقت یہ ہے کہ واضعین روس صرف وہ اولیاء کرام تھے۔ جو بوقت صدور قول ہذا بجد ہم اس دار دنیا میں زندہ موجود تھے نہ متقدمین نہ متاخرین اور نہ ہی مبتدی۔

۔ اک ذرا سی بات تھی جس کو فسانہ کر دیا



حضرت سیدنا شیخ جبلی قدس سرہ کے مشائخ متقدمین میں سے تھے کہ وہ حضرات قبل از صدور کلام ہذا وفات پا چکے تھے یہی وجہ ہے کہ ان حضرات میں سے کسی کے سر جھکانے کا کہیں تذکرہ نہیں ہے۔ حضرت خواجہ بزرگ اجمیری قدس سرہ متاخرین میں سے تھے۔ کہ آپ کی ولادت مبارکہ بعد از صدور قول ہذا ہوئی۔ حضرت خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہ بھی واضعین رؤس میں شامل نہ تھے اس لئے کہ بوقت صدور قول ہذا آپ کی عمر شریف صرف دو تین سال تھی کہ آپ کی ولادت مبارکہ ۵۲ھ میں ہوئی۔

واضعین رؤس کی اکثریت سے تو آپ افضل تھے۔ مگر ان میں سے بعض حضرات آپ سے بھی افضل تھے۔ اسی طرح بعض مساوی بھی ہو سکتے ہیں۔ اس لئے کہ انکا وضع راس تو تجلی فرما کے لئے ہی تھا تو یہ وضع راس مستلزم افضلیت متجلی علیہ نہیں ہے۔ بعض حضرات کا بعد از وضع راس ترقی کرتے ہوئے آگے نکل جانا بھی ناممکن نہیں۔

(۸) حبیب اللہ سیدنا خواجہ اجمیری قدس سرہ کی پیدائش بعد از صدور قول ہذا ہوئی لہذا آپ سر جھکانے والوں میں شامل نہ تھے۔ اپنے شیخ سے بیعت کرتے ہی تحت الشریٰ سے عرش علا تک نظر کے سامنے تھا ۲۴ سال کی عمر میں ۹۱ سال کے شیخ کو فیض دے رہے ہیں آپ آنے والے دور کے غوث اعظم تھے لہذا آپ کی روحانی تربیت براہ راست رسول کریم فرما رہے تھے۔ آپ امت کے چیدہ و چنیدہ ترین افراد میں سے تھے۔ حبیب رحمان سیدنا خواجہ عثمان ہرونی بھی افراد میں سے تھے اور جماعت افراد میں سے کوئی شخص قطب وقت سے افضل و اعرف و اعلم باللہ ہو سکتا ہے۔ جبکہ آپ کے بارے حضرت خواجہ بزرگ اجمیری قدس سرہ کی شہادت موجود ہے جو آپ نے حضرت محبوب سبحانی شیخ جبلی قدس سرہ کے سامنے پیش فرمائی اور حضرت شیخ جبلی نے سکوت فرما کر اسے تسلیم کیا۔

سیدنا خواجہ عثمان ہارونی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے بعد ۵۲ سال



اور سیدنا خواجہ اجمیری ۷۲ سال اس دار فانی میں تشریف فرما رہے۔ سیدنا شیخ جبلی کے زمانہ میں جن حضرات کا یہ مقام و مرتبہ تھا کہ آپ سے بڑھ کر نہیں تو برابر ضرور تھے ۵۲ اور ۷۲ سال کے بعد ان کی رسائی کہاں تک ہوئی ہوگی اس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔



## محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا شیخ

### عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز

آنے والا ہے چمن میں اے صباک مست ناز  
 ہر کلی مینا بنے ہر پھول پیانہ رہے  
 آپ عالم روحانیت کے جگمگاتے آفتاب چمکتے دھمکتے مہتاب جہان معرفت کے  
 شاہین باکمال تیرے شمع وادل کے مرد بے مثال میدان سکر و ناز کے شہباز عالی پرواز اور  
 مقام حال و فنا کے دریکتا مست رسول و مست خدا صاحب مناقب جلیلہ و کرامات کثیرہ  
 تھے۔

اسم شریف عبد القادر لقب محی الدین مولد جیلان اور مدفن مبارک بغداد ہے  
 آپ حسنی حسینی نجیب الطرفین سید تھے۔ بچپن ہی سے آثار ولایت و تقدس جبین  
 مقدس سے ظاہر و ہویدا تھے۔

شاہ حسن کے اک گل رعنا جناب ہیں  
 حضرت حسین کے درزیبا جناب ہیں  
 ۱۷۷۱ھ یکم رمضان المبارک کو اس عالم امکان میں تشریف فرما ہوئے مہد میں ہی  
 روزہ دار تھے بچوں کے ساتھ کھیلا نہیں کرتے تھے آپ فرماتے ہیں میں بچوں کے ساتھ  
 کھیلنے کا ارادہ کرتا تو غیب سے آواز آتی الی یا مبارک چند سوئے دگراں مے روی  
 اے راحت جان  
 سوئے من آکہ ترایار وفادار منم  
 عمر شریف اٹھارہ سال کو پہنچی تو تحصیل علوم اسلامیہ کے لئے عازم بغداد ہوئے  
 راستہ میں ڈاکو آپ کی ولایت کے انوار و تجلیات سے متاثر ہو کر آپ کے دست حق  
 پرست پر تائب ہوئے دوران تعلیم بے شمار تکالیف نہایت صبر و استقلال سے برداشت  
 کیں بعض اوقات درختوں کے پتے اور خورد و سبزیاں کھا کر گذر بسر کرتے ۹ سال تک  
 حصول تعلیم میں مصروف رہے بعد از فراغت ۲۵ سال تک عراق کے بیابانوں اور  
 ویرانوں میں مجاہدات شاقہ و ریاضات کاملہ فرماتے رہے اس دوران حضرت خضر آپ کی



رہنمائی اور تربیت کرتے رہے حضرت شیخ ابو سعید مخزومی آپ کے شیخ طریقت تھے حضرت شیخ حماد اور حضرت ابو یعقوب یوسف ہمدانی اور کئی دیگر مشائخ سے بھی فیض و تربیت حاصل کرتے رہے آپ خود فرماتے ہیں لوگ مجھے مجنون بتاتے۔ میں جنگلوں اور بیابانوں میں نکل جاتا برہنہ جسم کانٹوں پر لوٹتا شور و غوغا کرتا تمام بدن سے خون جاری ہو جاتا لوگ مجھے شفاخانے لے جاتے مگر میری حالت اور بھی خراب تر ہو جاتی یہاں تک کہ مجھ میں اور مردہ میں کوئی تمیز نہ رہتی لوگ کفن لے آتے اور غسل کو بلا کر مجھے نہلانے کے لئے تختہ پر رکھ دیتے مگر معاً میری حالت درست ہو جاتی شیخ ابو القاسم کہتے ہیں میں نے حضرت سے سنا کہ ابتداء سیاحت میں مجھ پر بہت سے احوال طاری ہوتے تھے میں ان میں اپنے وجود سے غائب ہو جاتا۔ اور اکثر اوقات بے ہوشی کے عالم میں دوڑتا تھا جب وہ حالت مجھ سے اٹھ جاتی تو میں اپنے آپ کو دور دراز مقام میں پاتا چنانچہ ایک دفعہ بغداد کے ویرانے میں مجھ پر یہ حالت طاری ہوئی قریباً ایک گھنٹہ بے ہوشی کے عالم میں پھرتا رہا پھر وہ حالت مجھ سے دور ہو گئی کیا دیکھتا ہوں کہ میں بغداد سے بارہ دن کی مسافت پر بلاد شستر میں کھڑا ہوں میں اپنی اس حالت پر غور کر رہا تھا کہ ایک عورت نے مجھ سے کہا کہ تم شیخ عبد القادر ہو کر اپنی اس حالت پر تعجب کرتے ہو (بہجة وقلائد) اسی قسم کی حالت جذب و مستی و محویت و استغراق میں ہی آپ کی زبان گوہر فشان سے قصیدہ غوضیہ المعروف بقصیدہ خمیریہ قصیدہ روحی اور قدمی ہذہ الخ۔ وغیرہا کلمات ظہور پذیر ہوئے۔

مگر بعض سر پھروں نے انہیں آپ سے بھی اعلیٰ تر اولیاء کی توہین و تنقیص کا ذریعہ بنالیا جو یقیناً نہ صرف ان اکابرین پر ظلم و تعدی ہے بلکہ خود سیدنا محبوب سبحانی کے ساتھ بھی سراسر زیادتی ہے اور یقیناً آپ بروز قیامت ایسے لوگوں سے براءت و بیزاری کا اسی طرح اعلان و اظہار فرمائیں گے جس طرح سیدنا عیسیٰ روح اللہ کلمۃ اللہ علیہ وعلیٰ نینا الصلوٰۃ والسلام اپنے حق میں غلو کرنے والوں سے تبری بیان فرمائیں گے

تاریخ وصال ۵۶۱ھ اور عمر شریف ۹۱ سال ہے آپ ۴۰ سال تک وعظ و تلقین کرتے رہے اور گم گشتگان بادیہ ضلالت کو راہ ہدایت پر گامزن فرماتے رہے جس



کی ابتداء ۵۲۱ھ اور انتہاء ۵۶۱ھ ہے تینتیس سال ۵۲۸ھ سے ۵۶۱ھ تک درس و تدریس و افتاء کا کام انجام دیتے رہے رضی اللہ عنہ وارضاه عنا

**یا اهل الكتاب لا تغلوا فی دینکم ولا  
تقولوا علی اللہ الا الحق**



### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

پیش لفظ۔ از حضرت صاحبزادہ علامہ غلام قطب الدین سجادہ نشین۔ حضرت خواجہ محمد یار فریدی قدس سرہ

### الہی تابود خورشید و ماہی، چراغ چشتیاں را روشنائی

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے کامل رابطے کے لئے انبیاء و مرسلین کو مبعوث فرمایا تخلیق آدم سے لے کر یہ سلسلہ جاری رہا۔ اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو گیا اس کے بعد امت کی تربیت و اصلاح کا فریضہ حضور اکرم ﷺ کے برگزیدہ غلاموں کے سپرد کیا گیا۔ جنہوں نے نہ صرف کمال اتباع زہد و ریاضت اور مجاہدات سے بلکہ فیض نگاہ سے مخلوق خدا کو اپنے اپنے مخصوص طریقوں سے (جو اس

عہد اور سرزمین کے لئے موزوں تھے) اس طرح فیض یاب فرمایا کہ قد علم کل اناس مشربہم لیکن جیسا کہ امام شافعیؒ حضرت امام اعظمؒ کی مزار پر حاضری دیتے ہیں، تو بوقت نماز رفع یدین نہیں کرتے، یہ اولیاء کرم بھی رحماء بینہم کی عملی

تصویر تھے جو اپنی متوسلین و معتقدین کو دیگر سلاسل کے اولیا کرام سے نیاز مندی اور عقیدت و محبت کی تلقین فرماتے رہے، چنانچہ یہ سلسلہ طویل عرصے تک انہیں خطوط پر چلتا رہا، مگر بد قسمتی سے گذشتہ صدی میں روابط بین السلاسل کا شیرازہ

کچھ اس طرح بکھرتا گیا کہ بات تعصب اور ایک دوسرے پر برتری ثابت کرنے تک جا پہنچی، کچھ عناصر نے اپنی اجارہ داری قائم کرنے کی کوشش میں اتحاد بین السلاسل کے تقدس کا احساس بھی نہیں کیا۔ مشائخ وقت ان عناصر کی حوصلہ شکنی کرتے تو نوبت اور زور خطابت صرف کیا گیا، جبکہ ہمارے مشائخ نے اس کے برعکس تربیت دی ہے۔ جس کی وجہ سے ان کے غلاموں کو کبھی بھی کسی سلسلہ کے بزرگان کی شان میں خلاف



ادب بات کرنے کی جرات نہیں ہو سکی یہاں اس بات کا درس ملتا ہے (ہک دے سانگے ہک دے کتھے ہر دی جتی جوڑتاں توں ہک تھیویں) کاش کہ دیگر سلاسل کے ذمہ دار حضرات بھی اپنے اپنے سلسلے کے ایسے لوگوں کا احتساب کرتے اور انہیں اپنے دائرے میں پابند رکھ کر مشائخ کبار کے مقامات و مراتب تولنے کی کھلی چھوٹ نہ دیتے

مگر افسوس کہ ایسا نہیں کیا گیا، اس صورتحال نے متذکرہ موضوع پر استدلال کے ساتھ قلم اٹھانے پر مجبور کر دیا۔ ہر چند کہ یہ بحث مشائخِ چشت کے مزاج اور روایت کے خلاف ہے لیکن چونکہ اب پانی سر سے گزر چکا ہے جس کے پیش نظر زیر نظر کتاب وقت کی اہم ضرورت قرار پائے گی۔ فاضل مولف کی یہ کوشش اس لئے بھی لائقِ صد تحسین ہے کہ انہوں نے اس کے ذریعہ ان لوگوں کی اس کوشش کو ناکام بنا دیا ہے جس کے ذریعہ مشائخِ چشت کو اپنے متعلقہ سلسلہ کے مشائخ سے مقام و مرتبہ میں کم دکھانے کی مذموم کوشش کی گئی ہے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں محبوب سبحانی ہیں تو سلسلہ عالیہ چشتیہ میں محبوب الہی ہیں، سبحان صفاتی نام ہے جب کہ الہ ذاتی نام ہے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے غلاموں کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ بلا امتیاز جمیع سلاسل کے بزرگان سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ اور اکثریت خاص طور پر حضور غوثِ پاک کی

گیارہویں شریف بڑے اہتمام کے ساتھ کرتے ہیں۔ جبکہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے متوسلین سلسلہ عالیہ چشتیہ کے بزرگان کے عرس اس جذبے سے منانے کی سعادت سے محروم ہیں۔ تانہ عشاءِ بخشنده۔ ہم ان کی علمی و روحانی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لیکن گذشتہ نصف صدی میں جس شدت پسندی کے ساتھ مذہب کا پرچار کیا گیا ہے۔ اس کے فوائد کے ساتھ ساتھ اس کے نقصان کا اندازہ بھی کیا جانا چاہیے کاش محبت کی زبان استعمال کی جاتی اور اخوت و رواداری کا مظاہرہ کیا جاتا تو عین ممکن تھا کہ ہم اپنی تعداد میں غیر معمولی اضافہ کر لیتے۔ چہ جائے کہ اپنوں کو بھی معاف نہیں کیا گیا۔ زیر نظر کتاب اسی حقیقت کو کما حقہ آشکارا کرتی ہے جس میں مشائخ کی عظمت کو ناقابل تردید دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔ صاحب کتاب نے اس کتاب کو نہ صرف تالیف بلکہ ذاتی تحقیق سے بھی مزین کیا ہے۔



کہ انہوں نے استدلال کو زینہ بنایا ہے۔  
 مولف کے طرز استدلال میں اگر کسی کو جارحیت محسوس ہو تو اسے پہل قرار  
 نہیں دیا جاسکتا بلکہ یہ عمل کارو عمل یا منطقی نتیجہ ہے تاہم لہجہ اگر اور نرم کیا جاتا تو  
 کتاب کے حسن میں اور اضافہ ہو جاتا۔ بہر صورت مولف کتاب حضرت صاحبزادہ محمد  
 احمد صاحب فریدی جامعہ فریدیہ نظامیہ بصیر پور شریف کی یہ کاوش سلسلہ عالیہ کے لئے  
 بے بہا مفید اور لائق صد ستائش ہے۔

خاک راہ دردمنداں

فقیر غلام قطب الدین جاروب کش

آستانہ عالیہ حضرت خواجہ محمد یار فریدی رحمۃ اللہ علیہ

گڑھی شریف تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان

۲۵ اکتوبر ۱۹۹۵ء



بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

## اشرف العلماء حضرت علامہ محمد اشرف السیالوی شیخ الحدیث دارالعلوم سیال شریف

محقق العصر حضرت علامہ مفتی محمد احمد صاحب مدظلہ العالی کی زیر تالیف کتاب ”کلام الاولیاء الاکابر رضی اللہ عنہم علی قول الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا اور آپ کے فرمان ”قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ“ کے متعلق سلاسل اربعہ کے مسلمہ اولیاء کرام اور اکابرین ملت کے ارشادات پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی جس کے بعد اس امر کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں کہ جو معنی و مفہوم اس فرمان کا سمجھا جاتا تھا وہ علی الاطلاق درست نہیں تھا اور تحقیق و تدقیق کے خلاف تھا بالخصوص عامیانہ سطح کے واعظین نے اس فرمان کی آڑ میں نادانستہ طور پر بڑے بڑے اکابر اولیاء اور ائمہ کی شان میں اساءت کا ارتکاب کیا بلکہ خود غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان اقدس میں اساءت اور بے ادبی کے مرتکب ہوئے کیونکہ کسی کی شان میں افراط اور غلو اس کے ساتھ سراسر ظلم اور زیادتی ہے جیسے کہ یہود و نصاریٰ کی طرف سے حضرت عزیر اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے بارے میں غلو اور تجاوز کرتے ہوئے ان کے ابن اللہ اور الہ ہونے کا ادعا سراسر ظلم ہے۔

اللہ تعالیٰ علامہ صاحب کو جزائے خیر اور اجر جزیل عطا فرمائے کہ انہوں نے صحیح مفہوم اور حقیقی مہمل بیان فرما کر عوام کو غلط فہمی کی دلدل سے نکالا ہے۔ اور خواص کے لئے تحقیق و تدقیق کا عظیم خزانہ بہم پہنچایا ہے اور ہر صاحب منزلت اور مالک مرتبت کے خدا داد مقام و مرتبہ کے اقرار و اعتراف کا راستہ ہموار کیا ہے اور اس کی صیانت و حفاظت کا سامان بہم پہنچایا ہے اور کامل اہتمام و انتظام فرمایا ہے اور یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں کر دی ہے کہ مبداء فیاض کی طرف سے ہر ایک کو اس کی استعداد و اہلیت اور مجاہدہ و ریاضت کے مطابق وافر مقدار میں فیضان نصیب ہوا ہے اور



بہت سے سعادت مند اور نیک بخت اس مقام پر بلکہ اس سے بھی بلند تر مقام پر فائز ہوئے ہیں اور آئندہ بھی ہو سکتے ہیں جیسے کہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی غوث صدیقیؒ کو ان کے عظیم مجاہدات و ریاضات کی بدولت اور کامل تر استعداد اور اہلیت کے طفیل عظیم ترین مقام پر فائز فرمایا ہے قال اللہ تعالیٰ ”والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا“ جو لوگ بھی ہماری خاطر مجاہدہ و ریاضت اختیار کریں گے ہم ضرور بالضرور اپنی ذات تک وصول والی راہیں ان پر کھول دیں گے اور انہیں ان پر گامزن کریں گے قال تعالیٰ ”لانضیع عمل عامل منکم“ ہم تم میں سے کسی صاحب عمل کے عمل کو ضائع اور بے ثمر نہیں ٹھہرائیں گے لہذا ولایت کے دروازے بند نہیں اور نہ اس کے مدارج و مراتب کسی خاص خاندان اور فرد کے ساتھ مختص ہیں اگر کوئی دعاوی سے ساکت اور خاموش ہے اور سراپا تواضع اور مجسمہ انکسار بنا ہوا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسے کوئی مرتبہ و مقام ہی عطا نہیں ہوا اور اگر کوئی دوسروں کی تعظیم و تکریم میں سر نیاز جھکا دیتا ہے تو اسے سراسر مفضول سمجھ لینا ارباب تحقیق کا کام نہیں بلکہ بمقتضائے قول رسول مقبول ﷺ ”من تواضع لله رفعه الله“ عین ممکن کہ یہی انداز نیاز اور آئین انقیاد و انکسار موجب رفعت بن جائے جس پر قلم قدرت کے ساتھ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الحق والمملقہ الدینؒ کی پیشانی مقدسہ پر لکھا جانا حبیب اللہ مات فی حب اللہ شاہد عدل اور دلیل صدق ہے کیونکہ حبیب اللہ نبی اکرم ﷺ کا امتیازی مرتبہ ہے اور اس کا عالم غیب سے آپ کے لئے عطا کیا جانا مظہریت کاملہ اور فنا فی الرسول اور بقا بالرسول کی واضح دلیل و برہان ہے علاوہ ازیں حبیب میں حب الہی کا دوام و استمرار جس قدر ثابت ہوتا ہے محبوب سبحانی یا محبوب الہی کے القابات میں وہ دوام و استمرار ثابت نہیں ہوتا جیسے کہ قواعد عربیت سے واقف لوگوں پر مخفی نہیں نیز اپنے دعویٰ یا لوگوں کے ادعاء میں اور اللہ کی طرف سے اس اظہار و اعلام اور ادعاء و اعلان میں جو فرق ہے وہ بھی اس حقیقت کا غماز ہے کہ کسر نفسی نے کس بلندی پر فائز کر دیا۔

الغرض حضرت علامہ مدظلہ نے دلائل وافرہ اور براہین متکاثرہ سے فرمان غوثیت کی حقیقت واضح فرمادی ہے جسے نظر انصاف کے ساتھ پڑھنے والا داد تحقیق



دیئے بغیر نہیں رہ سکے گا اور حقیقت واقعہ کی طرف راہنمائی کی بدولت آپ کا شکر یہ ادا کرنا ضروری سمجھے گا اللہ تعالیٰ موصوف کو جزائے جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے اور ہمیں حق و حقیقت کے اقرار و اعتراف اور تسلیم و اذعان کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

(نوٹ) بعض جگہ الفاظ میں شدت آگئی ہے اگرچہ جواب آل غزل کے طور پر ہی سہی لیکن میں امید رکھتا ہوں کہ ان میں خاطر خواہ تبدیلی لاکر نفس مضمون کی تحقیق پر ہی نظر مرکوز رکھی جائی گی اور نرم و گداز لہجہ کے زیور سے مدلل و مبرہن انداز تحریر کے حسن و خوبی میں اضافہ کی سعی مشکور کی جائے گی۔

احقر الانام ابوالحسنات محمد اشرف سیالوی غفرلہ

### ایک اور مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

اس فرمان کو اتنا عام کر دینا کہ تمام اولیاء اولین و آخرین بلکہ صحابہ کرام اور آئمہ اہل بیت کرام علیہم الرضوان بھی اس عموم میں مندرج ہوں اور قطیبت کبریٰ اور غوثیت عظمیٰ کے سایہ میں پناہ لینے والے ہوں اور ان کی رقاب معظمہ عالیہ بھی آپ کے زیر قدم ہوں تو یہ سراسر افراط اور حد سے تجاوز ہے (تا) اگر کوئی اولین و آخرین اولیاء کرام پر حکم کلی کے طور پر افضلیت کا دعویٰ کرے اور اس سے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور آئمہ اہل بیت کرام بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی مستثنیٰ نہ کرے تو یہ اہل اسلام کے اجماع کا منکر ہے اور مقتضائے قول باری تعالیٰ ”ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ماتولی ونصلہ جہنم و ساءت مصیرا“ نہ صرف گمراہ بلکہ دوزخ کا ایندھن ہے۔ (تا) نیز جب از روئے اجماع اہل اسلام حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول۔ ”قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ“ مخصوص ٹھہرا اور اس کا عموم پر رکھنا نہ صرف یہ کہ لازم و ضروری نہ رہا بلکہ جائز ہی نہ رہا تو متقدمین اولیاء کرام اور متاخرین میں سے بعض کے استثناء پر اعتراض و تنقید کی بھی گنجائش نہ رہی کیونکہ کتاب اللہ کا عام مخصوص البعض اگر خبر واحد اور قیاس کے ذریعے مخصوص ہو سکتا ہے۔ تو سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ



قول دوسرے مسلم اولیاء کرام اور ارباب کشف کے اقوال سے کیونکر مخصوص نہیں ٹھہرایا جا سکتا لہذا اگر مشائخ کرام میں سے بعض حضرات اس عموم سے باہر مانے جائیں یا حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ سے افضل بھی تسلیم کر لئے جائیں تو اس میں چنداں حرج نہیں اور نہ یہ استثناء مورد طعن و تشنیع ہو سکتا ہے۔ حضرت شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ نے فتوحات یکہ کے باب نمبر ۳۹۷ جلد ۳ پر تصریح فرمائی ہے کہ اولیاء کرام بدن سے تجرد اور مہاجرت کے بعد مقام ہویت کے مالک بن جاتے ہیں اور ان کا نشان واثر عالم حس میں ظاہر نہیں ہو سکتا۔ وھذا کان مشھد ابی السعود بن شبیل ببغداد من اخص اصحاب عبدالقادر الجیلانی اور یہ بلند و بالا مقام شیخ عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مخصوص ترین تلمیذ اور مصاحب ابوالسعود بن شبیل بغدادی کو حاصل تھا کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ میں مستغرق رہتے تھے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرنے والا مقام ہویت کا مالک نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کو کائنات میں متصرف بادشاہ کی طرح مشاہدہ کرے تو خود بھی اسی کمال کا مظہر بن جاتا ہے اور کائنات میں تاثیر و تصرف اور حکومت و سلطنت اور وسیع و عریض دعاوی اور قوت الہیہ کے مظہر کے طور پر ظہور فرما ہوتا ہے۔ جیسے کہ عبدالقادر جیلانی اور ابوالعباس سبئی مراکشی (تا) و اصحاب ہذا المقام علی قسمین منہم من یحفظ علیہ ادب اللسان کابی یزید البسطامی و سلیمان دبیلی و منہم من تغلب علیہ الشطحات لتحققہ بالحق کعبدالقادر فیظہر العلو علی امثاله و اشکالہ و علی من هو اعلیٰ منہ فی مقام و ہذا عندهم فی الطریق سوء الادب بالنسبۃ الی المحفوظ فیہ ص ۳۳ ج- ۳۔ اور اس مقام کے مالک حضرات دو قسم ہیں۔ ایک قسم ان حضرات کی ہے کہ جن کی زبان پر ادب ملحوظ و محفوظ رہتا ہے ۴ جیسے کہ ابو یزید بسطامی اور سلیمان دبیلی اور بعض وہ ہوتے ہیں جن پر شطحات غالب آ جاتی ہیں کیونکہ وہ حق کے ساتھ (صفت ملیک کے مظہر کے طور پر) متحقق ہوتے ہیں جیسے کہ شیخ عبدالقادر الجیلانی پس وہ اپنے ہم مرتبہ اور ہم منصب لوگوں پر برتری اور فضیلت ظاہر کرتے ہیں اور اپنے سے بلند مرتبت حضرات پر بھی اور یہ اہل اللہ کے نزدیک اس طریق میں سوء



ادب ہے۔ نسبت محفوظ اللسان حضرات کے وکان عبدالقادر الجیلی رحمہ اللہ تعالیٰ ممن شطح علی الاولیاء والانبیاء بصورۃ حق فی حالہ فکان غیر معصوم اللسان اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ان حضرات میں سے تھے جنہوں نے اولیاء اور انبیاء پر اپنے حال کے مطابق حق کی صورت میں شطح سے کام لیا پس محفوظ اور معصوم زبان والے نہ تھے۔ ص ۷۳۳۔ ج ۳

صاحب فتوحات قادری سلسلہ کے بزرگ سمجھے جاتے ہیں اور ارباب مکاشفات سے بھی ہیں مگر انہوں نے مقام ہویت والے سب حضرات کو دوسری قسم سے افضل گردانا اور دوسری قسم والوں میں سے محفوظ اللسان حضرات کو افضل قرار دیا اور بطور تمثیل حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور فیض یافتہ ابوالسعود بن شبل کو اور حضرت بایزید بسطامی کو بھی افضل قرار دے دیا اور حضور شیخ عبدالقادر جیلانی پر ان کے مرید و تلمیذ کو بھی فضیلت دے ڈالی۔

لہذا افضلیت مطلقہ کے دعوے کرنا قطعاً زیبا نہیں ہے بلکہ بعض حضرات ایک پہلو سے افضل ہیں تو دوسرے حضرات دوسرے پہلو سے کوئی مشاہدہ ذات میں اکمل ترین تجلی سے بہرہ ور ہے اور کوئی افادہ خلق اور تدبیر کائنات پر مامور اور متعدی منفعت کا سرچشمہ کوئی خداداد مرتبہ و مقام کا علانیہ اظہار کرتا ہے اور کوئی تواضع اور عبدیت کا اظہار کرتا ہے۔ کوئی رب ہب لی ملکاً لا ینبغی لاحد بعدی کا منظر تو کوئی لا یا رب اجوع یوماً و اشبع یوماً کا نمونہ۔ کوئی فسخر نالہ الریح تجری بامرہ رخاء حیث اصاب والشیاطین کل بناء و غواص و آخرین مقرنین فی الاصفاد والی عطا پر نازاں ہونے والے پیغمبر کا نمونہ بن کر سامنے آتا ہے اور کوئی کونین کے مالک ہونے کے باوجود اور ملائکہ کا بھی مخدوم و موئی ہونے کے باوجود صرف ایک جن پر بھی لپٹا تصرف ظاہر کرنے کو روانہ رکھنے والے بنی کی شان تواضع اور عبدیت کا منظر اتم بن کر کما قال علیہ السلام ”فذكرت دعوة احی سلیمان فترکتہ خاساً“ او کما قال صرف انبیاء علیہم السلام میں یہ تخالف اطوار و تعدد طرق موجود نہیں بلکہ ملائکہ میں بھی یہ تفاوت موجود ہے۔ کچھ حالت استغراق میں ہیں کہ کون و مکان سے



منہ موڑے ہوئے ہیں جیسے علیوں اور کچھ مختلف ذمہ داریاں سنبھال کر اپنی خداداد قدرت و طاقت کا سکھ جمائے ہوئے ہیں جیسے جبرائیل و عزرائیل لہذا اولیاء کرام میں ایسے تفاوت کا اعتراف و اقرار عین صواب ہے۔ اور واقعہ و حقیقت کے عین مطابق اور افضلیت کے دعاوی میں تطبیق کی موزوں ترین صورت کیونکہ قسم اول اور مقام ہویت کے مالک ملائکہ علیوں کی طرح مشاہدہ ذات بحت میں مستغرق ضرور ہیں اور اس لحاظ سے ان کے برابر نہیں ہو سکتے لیکن تدبیر کائنات اور نفع خلایق کے لحاظ سے دوسرے قسم میں جو فضیلت موجود ہے وہ پہلے فریق میں نہیں ہے۔

شیعہ نے حضرت علیؑ کے فضائل میں مذکور روایات میں حصر و قصر والا معنی پیدا کر کے گمراہی کا راستہ اپنایا اور دوسرے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے حق میں گستاخی و بے ادبی پر اتر آئے۔ اگر ہم بھی حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے خداداد فضائل و کمالات میں حصر و قصر کی راہ پر چل نکلیں۔ تو اپنی جانوں پر ظلم کے مرتکب ہوں گے۔ سیدھی سی بات ہے کہ آپ کے لئے محبوبیت۔ قطبیت غوثیت اور تدبیر و تصرف والی شان مسلم ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسرے حضرات ان مراتب سے محروم ہیں جیسے حضرت علیؑ باب مدینة العلم ہیں یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ کے مصداق ہیں مگر دوسرے حضرات صحابہ کے بارے میں سمجھنا کہ وہ باب مدینة العلم نہیں یا محب اللہ و محب الرسول نہیں یا محبوب اللہ و الرسول نہیں سراسر غلط ہے اور ان حضرات کے حق میں تقصیر اور کوتاہی ہے۔

نیز جب مسلم اولیاء کرام اس قول میں سے متعدد اقسام اور متعدد حضرات کو مستثنیٰ قرار دے رہے ہیں جیسے کہ حضرت علامہ محمد احمد صاحب نے ناقابل تردید حوالہ جات سے ثابت کیا تو ان اولیاء کرام کو جھٹلانے کا بھی کوئی جواز نہیں بلکہ دیگر اکابر اولیاء کرام سے بھی اس طرح کا جملہ ”قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ“ کا سرزد ہونا منقول ہے اور اس میں تخصیص روا ہے تو آپ سے منقول جملہ میں کیونکر روا نہیں ہوگی۔ بلکہ ضروری ہے کہ اس میں تخصیص کا قول کیا جائے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے غایت عقیدت پر فائز ہونے کے باوجود غوثیت کبریٰ کو خلفاء اربعہ رضی



اللہ ”عنہم میں بالترتیب ثابت کرنے کے بعد ائمہ اہل بیت (امام حسن، امام حسین، امام زین العابدین، امام محمد باقر، امام جعفر صادق، امام موسیٰ کاظم، امام علی رضا، امام محمد تقی، امام علی نقی، امام حسن عسکری) میں اس کو ثابت فرمایا پھر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے دور میں اس منصب پر فائز تسلیم کیا اور حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بعد اس منصب کے ان کی طرف منتقل ہو جانے کا دعویٰ فرمایا (ملفوظات اعلیٰ حضرت) لہذا جب آپ جیسے انتہائی عقیدت مند اس عموم و اطلاق کے قائل نہیں تو اس پر اصرار کرنا ٹھیک نہیں اور جیسے کہ قبل ازیں عرض کیا جا چکا کہ کتاب اللہ کا قطعی الثبوت عام جب ایک مرتبہ مخصوص ہو جائے تو پھر خبر واحد اور قیاس سے بھی اس کی تخصیص جائز ہے تو اتنے بڑے بڑے اکابر اولیاء کرام جو حضرت شیخ کے اس قول کی تخصیص کے قائل اور معتقد ہیں ان کے اقوال کو نظر انداز کرنے اور ناقابل اعتناء و اعتداد ٹھہرانے کی کوئی وجہ نہیں ہے نیز یہ توجیہ بھی ممکن ہے کہ ہر ایک صاحب کمال نے اپنے زعم اور اپنے خیال میں اپنے عطا کردہ مرتبہ و مقام کو بے مثال اور منفرد و ممتاز سمجھا ہو جیسے آخری آخری شخص جو دوزخ سے چھٹکارا حاصل کر کے جنت میں داخل ہو گا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مشرف ہو کر پکار اٹھے گا ”ما اعطی احد مثل ما اعطیت“ اور ایک روایت کے مطابق دوزخ سے نکلتے ہی پکار اٹھے گا ”لقد اعطانی اللہ شیئاً ما اعطاه احداً من الاولین و الاخرین“ ○ مسلم شریف جلد اول باب الشفاعة حالانکہ اس کا مرتبہ فی الواقع سب سے کم ترین ہو گا تو ان حضرات نے اپنے متعلق یا اپنے مشائخ کے متعلق جو کچھ کہا ہے وہ بھی اس کرم کے فضل و کرم پر اپنے زعم اور خیال کے مطابق خوشی و مسرت کا اظہار ہے۔ اور اس میں کمال و ارفستگی اور غایت محویت اور حد درجہ کی استغراقی حالت پائی گئی ہے لہذا ان کا مقام کل حزب بما لدیہم فرحون ○ ہے اور ہمارے لئے انا بكل موقنون کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے اگر سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی اپنے بارے میں ”قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ“ فرماتے ہیں تو شیخ المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الہی اپنے شیخ طریقت کے بارے میں فرماتے ہیں۔



پیر ماہیر است مولانا فرید مثل او در خلق مولیٰ نافرید  
 اگر ہمارے لئے محبوب سبحانی کے فرمان پر ایمان لانا ضروری ہے تو محبوب الہی  
 کے فرمان کو جھٹلانا بھی ناممکن ہے اور اس میں صرف اولیاء کی بات نہیں کی گئی۔ بلکہ  
 پوری مخلوق سے ان کو بے مثل قرار دیا گیا ہے۔ تو کیا اس مصرعہ کو عموم پر رکھا جا  
 سکتا ہے؟ کیا ظاہری معنی مراد لینا ممکن ہے؟ اور اگر اس میں سے انبیاء کرام علیہم  
 السلام صحابہ کرام آئمہ اہل بیت اور بعض دیگر متقدمین اولیاء کرام اور بعض متاخرین  
 اولیاء و مشائخ کو مخصوص کر لیں تو پھر اس قدر مخصوص عام کو آپ کی مدح میں ذکر کرنا  
 درست ہوگا یا نہیں؟ دوسری صورت لغو اور باطل ورنہ محبوب الہی ﷺ کی ذات مورد  
 طعن و تشنیع بن جائے گی اور پہلی صورت یقیناً درست ہے۔ تو قدمی ہذہ علی  
 رقبة کل ولی اللہ بھی ایسی تخصیصات کے باوجود مقام مدح میں ذکر کرنا یقیناً  
 درست ہوگا لہذا حد اب میں رہنا لازم ہے اور مناسب تاویل و توجیہ اور موزوں ترین  
 تخصیص و تقیید ضروری ہے جس طرح صحابہ کرام کے بارے میں اہل سنت کا  
 موقف ہے ”نکف عن ذکر الصحابة الا بخیر“ یہاں بھی ذکر بالخیر میں  
 عافیت ہے اور تنقید و اعتراض اور ردو انکار میں سراسر خسران ہے اور بالخصوص ایسا  
 انداز جو کہ توہین و تحقیر پر مشتمل ہو وہ باری تعالیٰ کے ساتھ مبارزت کے مترادف ہے  
 کما فی الحدیث القدسی ”من عاد لی ولیا فقد آذنتہ  
 بالحرب“



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
الان حصحص الحق

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول

”قدمی هذه علی رقبة كل ولی لله“

کا صحیح مفہوم اکابر و مسلم اولیاء اللہ کے ارشادات کی روشنی میں

**کلام الاولیاء الاکابر**

**علی**

**قول الشیخ عبدالقادر**

**المعروف به**

**حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ**

تالیف لطیفہ۔ پیر طریقت رہبر شریعت شمس الفقہاء علامہ ابوالحامد والمحامد مولانا  
محمد احمد چشتی فریدی نظامی شیخ الحدیث والتفسیر بانی و مہتمم۔  
دارالعلوم جامعہ فریدیہ نظامیہ بصیر پور۔

ناشر:- تنظیم غلامان شمس الفقہاء پاکستان بصیر پور ضلع اوکاڑہ فون نمبر ۷۱۱۰۹ کوڈ  
نمبر ۰۲۲۲۹۔



نام کتاب :- ”کلام الاولیاء الاکابر علی قول الشیخ عبدالقادر“ المعروف بہ حکایت قدم غوث  
کا تحقیقی جائزہ۔

تالیف :- شمس الفقہاء علامہ ابوالحامد محمد احمد فریدی مدظلہ العالی۔

تاریخ اشاعت :- ۱۲ جمادی الاخری ۱۴۱۸ھ بمطابق ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۷ء

ضخامت :- ۳۲۰ صفحات

تعداد اشاعت :- ۱۰۰۰

ہدیہ :- ۱۰۰

ناشر :- تنظیم غلامان شمس الفقہاء پاکستان بصیرپور۔ اوکاڑہ

ملنے کا پتہ :-

(۱) مرکزی دفتر تنظیم شمس الفقہاء پاکستان بصیرپور دارالعلوم جامعہ فریدیہ

نظامیہ بصیرپور۔

(۲) مکتبہ چشتیہ نزد دارالعلوم جامعہ فریدیہ نظامیہ بصیرپور۔

(۳) کرم پبلی کیشنز سرور مارکیٹ سرکلر روڈ چوک اردو بازار، لاہور۔



قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

ان الله اوحى الى ان تواضعوا حتى لا يبغى احد على

احد ولا يفخر احد على احد (ابوداود شريف ج- ۲ ص ۳۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی یہ کہ تواضع کرو حتیٰ کہ کوئی کسی پر سرکشی نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر فخر کرے۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### استفتاء

نمبر ۱۔ از مخدوم المشائخ حضرت میاں جمیل احمد صاحب زیب سجادہ آستانہ عالیہ شر قپور شریف۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے قول ”قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی للہ“ کے مفہوم میں بعض لوگ غلو سے کام لے رہے جمع اولیاء متقدمین و متاخرین مراد لیتے ہیں آپ مضبوط دلائل کی روشنی میں اس قول کا صحیح مفہوم بیان کریں نیز مشائخ کرام سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے علاوہ دیگر سلاسل کے اولیاء کرام کے ارشادات بھی جمع فرمادیں تاکہ تمام اکابر اولیاء کرام کا متفقہ موقف سامنے آجائے

نمبر ۲۔ بعض قادری حضرات شیخ کے اس قول کی وجہ سے اس قدر تجاوز کر گئے ہیں کہ کہتے ہیں کہ اولین و آخرین میں سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں۔ نہ صحابہ کرام نہ آئمہ عظام نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھی بلکہ بعض اسقدر غلو کرتے ہیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی گردن پر بھی قدم کے قائل ہیں۔ العیاذ باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

از مولانا غلام مرتضیٰ فریدی

مولانا منور حسین چشتی

نوٹ :- مولانا غلام مرتضیٰ اور مولانا منور حسین نے عالی لوگوں کے

کچھ رسائل اور مسودات بھی پیش کیئے ہیں۔

نمبر ۳۔ حضرت شیخ کے اس قول کی بناء پر بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ چونکہ شیخ کا قدم تمام اولیاء اولین و آخرین پر ہے لہذا شیخ سب سے افضل ہیں اور شیخ کے افضل ہونے کی وجہ سے آپ کا سلسلہ تمام سلاسل سے افضل ہے لہذا کسی دوسرے سلسلے کا مرید قادری سلسلے میں بیعت ہو جائے تو اس کے لئے تجدید ہے۔ اور اگر کوئی قادری سلسلے کا مرید کسی اور سلسلے میں بیعت کر لے تو یہ نعوذ باللہ من ذلک۔

از حضرت مولانا غلام محمد صاحب فریدی آستانہ عالیہ محمودیہ چشتیہ نزد بصیر پور



الحمد لله الذي من علينا بحبيبه محمد المصطفى خاتم  
الانبياء و زين امته الى يوم القيامة بالقضية الكبرى و الغوثية  
العظمى و العبودية الكملی و فتح علينا ابواب الولاية كلها و ما  
اغلقها ولا حجرها منذ فتحها و الصلوة و السلام على من قال له  
ربه و للاخرة خير لك من الاولى صاحب الشفاعة الكبرى و  
الدرجات العلی و آله المجتبی البررة التقی و النقی و صحبه  
اولی الصدق و الصفاء و الوفا و الرضا و اولياء امته الا تقياء  
الاخفاء الا برياء الفتیان الطرفاء اما بعد

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

## الجواب اللهم الهمني الحكمة والصواب

مسئلہ زیر بحث میں تین گروہ ہیں۔

نمبر ۱:- حق پرست۔ اعتدال پسند

نمبر ۲:- متعصب جو فقط صحابہ و آئمہ کرام کو مستثنیٰ مانتے ہیں۔

نمبر ۳:- شدید متعصب غالی کہ جن کا غلو حد کفر تک پہنچتا ہے۔

حق پرست اور معتدل حضرات اسی بات کے قائل ہیں کہ آپ کا

قدم اس وقت کے اولیائے کرام پر تھا لاغیر اور آپ کا زمانہ قطبیت اس

منصب پر فائز ہونے سے لیکر تا انتہائے مدت عمر ہے فتوحات یکہ ص ۲۸۹

میں ہے لکن الموت عزل الوالی متعصب لوگ صحابہ و آئمہ کو تو

مستثنیٰ مانتے ہیں مگر دیگر کسی شخصیت کو مستثنیٰ ماننے کیلئے تیار

نہیں۔ اور اس قول سے جمیع اولیائے ہر عصر مراد لیتے ہیں

شدید غالی انبیائے کرام کو بھی مستثنیٰ نہیں مانتے اور اپنے ایمان سے

ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔



## ہمارا موقف

آپ سے یہ قول غلبہ سلطان حال و فناء تام کی ابتداء میں بوجہ سکرو مستی سرزد ہوا جیسے سیدنا بایزید بسطامی کا قول ”سبحانی ما اعظم شانی“ اور ”لوائی ارفع من لواء محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم“ ایسے اقوال از قبیل تشابہات ہوتے ہیں جنہیں شطحیات اولیاء کہا جاتا ہے اولیاء کا ملین جب مقام فناء سے آگے گزر جاتے ہیں تو ایسے اقوال سے توبہ و استغفار کرتے ہیں۔ نیز ان کا ظاہری معنی نہ مقصود ہوتا ہے نہ مراد البتہ ایسے اقوال کا کوئی نہ کوئی درست و صحیح محمل ضرور ہوتا ہے اسلئے کہ اولیاء کا ملین صادق ہوتے ہیں کاذب نہیں ہوتے ایسے اقوال سے قائل کا اپنے زمانہ میں تفرد معلوم ہوتا ہے یعنی وہ اس دور کا قطب ہے اور ہر عصر کا قطب اپنے ہمعصر اولیاء میں تا وقت وفات افضل ہوتا ہے۔ البتہ جماعت افراد اس حکم سے مستثنیٰ ہے کہ ان میں سے کوئی شخص قطب وقت سے بھی افضل و اعلم باللہ ہو سکتا ہے۔ اور بوجہ وفات جب اسکا دور قطیست اختتام پذیر ہو جاتا ہے تو اسکے ہم زمانہ اولیاء میں سے کوئی شخص اس سے بھی اعلیٰ و افضل ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس قول کا بھی صحیح مفہوم یہ ہے کہ آپ اپنے وقت کے متفرد و قطب تھے اور اپنے زمانہ قطیست میں موجود اولیاء کرام سے تا وقت وفات افضل تھے نہ کہ جمع متقدمین و متاخرین سے یہی وجہ ہے کہ بوقت صدور کلام ہذا جو اولیاء کرام زندہ موجود تھے انہوں نے احتراماً سر جھکا دیا قول ہذا کے ظاہری معنی کے اعتبار سے تو انبیاء و رسل بھی اسمین آتے ہیں اسلئے کہ ہر نبی اور رسول ولی بھی ہوتا ہے اور ولی کی تعریف ان پر صادق آتی ہے ملاحظہ فرمائیے درس نظامی کی معروف و متداول کتاب شرح عقائد نسفی۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہاں ولی کا عرفی معنی مراد ہے تو بھی لفظ ولی کے عرفاً اطلاق میں صحابہ کرام آئمہ عظام حضرت اویس قرنی امام مہدی اور بعد از نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے صحبت یافتہ لوگ آتے ہیں حالانکہ یہ حضرات یقیناً سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے افضل ہیں۔ لہذا اس قول سے مراد صرف آپ کے ہم زمانہ اولیاء ہونگے لاغیر یہی موقف تمام اکابر اولیاء کرام کا ہے اسپر قادری، چشتی، نقشبندی، سرودی، شاذلی، سب



سلاسل کے مسلم اولیاء کا ملین یک زبان اور متفق ہیں۔ واللہ یقول الحق وهو  
یهدی السبیل واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم

حاشیہ :-

اے وہی طائفہ خارجہ عن حکم القطب و حدہا لیس للقطب  
فیہم تصرف فتوحات مکہ ص ۱۹۹ ج اوالا فراد من البشر  
الذین لا یدخلون تحت دائرۃ القطب فتوحات ص ۱۳۷ ج ۳ و فی  
الافر د من یکون اکبر منه فی العلم باللہ فتوحات۔

(ص ۱۳۷ ج ۳)

**بن نقدف بالحق علی الباطل فیدمغه  
فاذا ہو زابق**



## ارشادات اولیاء عظام کا خلاصہ

سب سے پہلے ہم آئندہ صفحات میں مندرجہ ارشادات اولیائے عظام کا خلاصہ نمبر وار ہدیہ ناظرین کرتے ہیں تاکہ اجمال کے بعد تفصیل سے مسئلہ زیر بحث خوب واضح ہو سکے

نمبر ۱ :- ہر دور میں امت محمدیہ کے اولیائے کرام کی قدسی جماعت میں سے ایک شخص مقام قطبیت عظمیٰ و غوثیت کبریٰ پر فائز ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان والا شان مثل امتی کمثل الغیث لا یدری اولہ خیر ام آخرہ خیر۔ ”میری امت کی مثال بارش کی طرح ہے نہیں جانا جا سکتا کہ اس کا اول بہتر ہے یا آخر“ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

نمبر ۲ :- سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا قول ”قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی للہ“ بھی مشعر بمقام غوثیت عظمیٰ و قطبیت کبریٰ ہے۔

نمبر ۳ :- جو شخص اپنے وقت کا غوث اعظم یا قطب اعظم قطب الاقطاب یا فرد ہوتا ہے وہ مقام اولال میں قیام کے باعث ایسے کلمات جو اسکے مقام کی خبر دیتے ہوں کہہ دیتا ہے۔

نمبر ۴ :- بعض حضرات ایسے کلمات کا اظہار فرما دیتے ہیں اور بعض خاموش رہتے ہیں خاموش رہنے والے اظہار فرمانے والوں سے افضل ہوتے ہیں ”کہ وہ اولیٰ پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور اولیائے کرام کے اصل حال کے قریب تر ہوتے ہیں کہ اظہار مقام انبیاء ہے۔

نمبر ۵ :- مقام اولال والے حضرات جب اپنے اس مقام سے آگے گزر کر مقام عبودیت محضہ پر پہنچتے ہیں تو ایسے کلمات سے رجوع کرتے ہوئے عجز و انکسار و تواضع کا اظہار کرتے ہیں۔



نمبر ۶ :- سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کا بھی صحیح مفہوم یہ ہے کہ آپ اپنے عصر کے غوث اعظم اور قطب اعظم تھے لہذا جس وقت آپ اس مقام پر فائز ہوئے اس وقت سے لیکر تا وقت وفات اپنے زمانہ کے اولیاء سے افضل تھے نہ کہ سب متقدمین و متاخرین سے بلکہ آپ کے ہم عصر اولیاء سے بھی بعض حضرات آپ سے بھی افضل مقام اور اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوئے۔

نمبر ۷ :- صحابہ کرام اور آئمہ عظام بھی دائرہ ولایت میں داخل ہیں۔ بعض حضرات کا یہ دعویٰ کہ ”صحابہ کرام و آئمہ عظام پر عرفاً لفظ ولی کا اطلاق نہیں ہوتا“ درست نہیں ہے۔

نمبر ۸ :- بعض عالی قادری شیخان حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت شیخ کے حق میں انتہائی غلو سے کام لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ صحابہ کرام اور آئمہ عظام اور نعوذ باللہ من ذالک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گردن پر بھی قدم کے قائل ہیں ایسے لوگ بے دین اور زندیق ہیں۔

نمبر ۹ :- اولیاء اللہ پر فنا سکر اور صحو کی حالتیں طاری ہوتی ہیں۔ ہر ولی اللہ حالت سکر و فنا سے گزر کر ہی حالت صحو میں پہنچتا ہے اور صحو میں بھی آمیزش سکر باقی ہوتی ہے۔

مندرجہ بالا شقیں اکابر اولیاء کرام کے ارشادات کا خلاصہ ہیں جو ہم آئندہ صفحات کے اندر ناظرین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

نمبر ۱۰ :- بعض اعتراضات اور انکے جوابات تلک عشرۃ کاملۃ آئندہ صفحات میں ہم مندرجہ بالا ہر شق کو مدلل طور پر بیان کر رہے ہیں ہذا مضمون کی ابتداء

## قادری حضرات کی معتبر و مستند ترین کتاب بہجۃ الاسرار کی روایات

سے کی جا رہی ہے جو اس روایت زیر بحث کا اصل ماخذ ہے۔



مصنف بجز الاسرار شیخ نور دین علیہ الرحمۃ کی وہ روایات جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس قول کا تعلق صرف اسوقت کے اولیاء سے ہے۔

نمبر ۱:- شیخ ابوبکر سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ عنقریب عراق میں ایک آدمی ظاہر ہو گا جس کا نام عبدالقادر ہو گا جو قدمی ہذہ الخ کے گا وتدين له الاولياء في عصره ذلك الفرد في وقته اور اس کیلئے اس کے زمانے کے اولیاء کرام جھک جائیں گے یہ اپنے وقت کا فرد ہے۔

نمبر ۲:- دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں تدرج الاولياء في وقته تحت قدمه ذلك الذي يشرف به اهل زمانه وينتفع به من رام اس کے وقت میں اولیائے کرام اس کے قدم کے تحت ہونگے اور اس کے زمانے والے اس کے ساتھ شرف پائیں گے اور جو آپکو دیکھے گا آپ سے نفع پائے گا۔

نمبر ۳:- روایت نمبر ۳ میں ہے کہ شیخ ابوالوفاء نے فرمایا ” لہذا الشباب وقت اذا جاء افتقر اليه فيه الخاص والعام“ آگے فرماتے ہیں فتواضع له رقاب الاولياء في عصره اذ هو قطبهم في وقته فمن ادرك منكم ذلك الوقت فليلزم خدمته“ کہ اس جوان کا ایک وقت ہے جب یہ وقت آئے گا تو اسوقت میں خاص و عام اسکے محتاج ہونگے اور اس کے لئے اس کے زمانے کے اولیاء کی گردنیں جھک جائیں گی۔ اس لئے کہ وہ اپنے وقت میں انکا قطب ہے۔ تم میں سے جو بھی اسوقت کو پائے تو اسکی خدمت کو لازم پکڑے۔ اس روایت سے شمس و امس کی طرح واضح ہے جس وقت شیخ ابوالوفاء یہ بیان کر رہے تھے وہ آپکا وقت نہیں تھا آپ کا وقت قطیبت آنے والا تھا اور آپکے زمانے کے اولیاء آپ کے لئے اسلئے جھکے کہ آپ اپنے وقت کے قطب تھے لہذا ان لوگوں کا دعویٰ باطل ہو گیا جو یہ کہتے ہیں کہ آپکے زمانہ قطیبت سے پہلے



بھی حضور ﷺ تک آپ کا ہی وقت تھا۔ اور بعد میں بھی قیامت تک آپ کا ہی وقت ہے۔ نیز یہ بھی واضح ہو گیا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول مقام تطہیر پر دلالت کرتا ہے۔ اور شیخ ابوالوفاء کے کلام کے وقت کوئی اور شخص قطب تھا۔

نمبر ۴ :- روایت نمبر ۴ میں ہے کہ شیخ عقیل سے ایک دن اسوقت کے قطب کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا ہمارے اسوقت میں وہ مکہ میں مخفی ہے۔ اسے صرف اولیاء ہی پہچانتے ہیں عنقریب عراق میں ایک عجمی جوان ظاہر ہو گا وہو قطب وقتہ وہ اپنے وقت کا قطب ہے۔ وہ کہے گا قدمی ہذہ الخ لو کنت فی زمانہ لوضعت لہ راسی۔ اگر میں اسکے زمانے میں ہوتا تو اس کیلئے اپنا سر جھکا دیتا۔ واضح ہوا کہ متقدمین اس قول کے تحت نہیں آتے ورنہ آپ کیوں فرماتے لو کنت فی زمانہ

نمبر ۵ :- روایت نمبر ۵ میں ہے کہ شیخ حماد بن مسلم الدباس کی خدمت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آئے آپ کے سامنے ادب سے بیٹھ گئے کچھ دیر بعد چلے گئے تو شیخ حماد نے فرمایا لہذا العجمی قدم تعلقو فی وقتہا علی رقاب الاولیاء فی ذالک الوقت کہ اس عجمی کا قدم اپنے وقت میں اس وقت کے اولیاء کی رقاب پر ہو گا۔ فی ذالک الوقت کی قید نے مسئلہ بالکل ہی واضح کر دیا ہے اس طرح اس روایت میں آگے چل کر لکھتے ہیں۔ لتوضعن لہ رقاب الاولیاء فی زمانہ

نمبر ۶ :- روایت نمبر ۶ میں شیخ کے طالب علمی کے ایک واقعہ کا ذکر ہے کہ جس وقت آپ مدرسہ نظامیہ بغداد میں تعلیم حاصل کر رہے تھے تو بغداد میں ایک آدمی تھا جسے غوث ۲۰ کہا جاتا تھا اور اس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ جب چاہتا ہے ظاہر ہو جاتا ہے اور جب چاہتا ہے چھپ جاتا



ہے۔ عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور ابن سقاء اور شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو کہ اس وقت جوان تھے اس غوث کی زیارت کا قصد کیا راستہ میں ابن سقاء نے کہا کہ میں ایسا سوال کروں گا جس کا وہ جواب نہ دے سکے گا۔ میں نے کہا میں بھی ایک مسئلہ پوچھوں گا دیکھوں گا وہ کیا کہتا ہے۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس سے اللہ کی پناہ کہ میں اس سے کوئی شئی پوچھوں۔ میں اسکے سامنے بیٹھ کر اسکی زیارت کی برکات کا انتظار کروں گا جب ہم داخل ہوئے تو اسے اپنی جگہ پر نہ دیکھا (الی ان قال) پھر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی طرف نظر کی اور اسے اپنے قریب کرتے ہوئے کہا یا عبد القادر لقد ارضیت اللہ ورسولہ بادبک اے عبد القادر تو نے اپنے ادب کے باعث اللہ اور اسکے رسول کو راضی کر لیا میں تجھے دیکھ رہا ہوں تو بغداد میں کرسی پر بیٹھ کر قدمی ہذہ الخ کہہ رہا ہے وکانی اری الاولیاء فی وقتک قد حنوار قابہم اجلالالک اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرے وقت کے اولیاء نے تیری تعظیم کیلئے اپنی گردنیں جھکا دیں ہیں۔

روایت بالا سے یہ امور عیاں ہیں نمبراً حضرت شیخ اپنے وقت کے قطب تھے۔

نمبر ۲ :- ہر دور میں ایک قطب یا غوث ہوتا ہے حضرت شیخ سے پہلے اور بعد دوسرے حضرات اس منصب پر فائز ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے۔  
نمبر ۳ :- حضرت غوث پاک اپنے وقت سے پہلے دوسرے بزرگوں سے برکات حاصل کرنے کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور انکا ادب کرتے رہے۔

نمبر ۴ :- آپ کے وقت سے مراد آپکا زمانہ تقیست ہے۔ جو کہ اس وقت شروع ہوا جس وقت آپ نے کرسی پر بیٹھ کر یہ کلام فرمائی اور تاوقت وفات جاری رہا۔



نمبر ۵ :- اگر آپ کا قدم اولیائے ہر عصر پر ہوتا۔ تو پھر ان حضرات کی خدمت میں حصول فیض و برکت کیلئے ہرگز نہ جاتے اور یہ حضرات یہ نہ فرماتے کہ اسکا قدم اپنے وقت کے اولیاء کی گردن پر ہو گا بلکہ یہ فرماتے کہ اسکا قدم ہمارے گردن پر بھی ہے اور فیض دینے کی بجائے فیض لیتے حضرت شیخ عدی بن مسافر نے اس قول کا معنی بیان کرتے ہوئے کہا ہی مفصحة عن مقام الفردیة فی وقتہ یہ اپنے وقت میں مقام فردیت کو بیان کرتا ہے۔ شیخ ابوالخافرنے کہا فلکل وقت فرد کہ ہر وقت کا ایک فرد ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ افراد متقدمین میں سے کسی اور کو یہ بات کہنے کا امر نہیں دیا گیا (یہ امر آئندہ اوراق میں حضرت سیدنا شیخ شہاب الدین سحروردی و دیگر اولیائے کرام کے ارشادات سے عیاں ہو رہا ہے کہ اولیاء کی قدسی جماعت میں صاحب سکوت صاحب کلام سے افضل ہوتا ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں) شیخ ابی سعید قیلوی سے اس قول کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا ہی لسان القطبۃ و من الاقطاب فی کل زمان من یؤمر بالسکوت فلا یسعہ الا السکوت و منهم من یؤمر بالقول فلا یسعہ الا القول کہ یہ لسان تطیبت ہے اور ہر زمانہ کے اقطاب میں سے کسی کو امر سکوت دیا جاتا ہے تو اس کے لئے سکوت کے سوا گنجائش نہیں اور کسی کو بولنے کا امر دیا جاتا ہے اس کیلئے بولے بغیر چارہ نہیں۔ ان ہر دو روایتوں سے روز روشن کی طرح مبین ہوا کہ یہ قول مقام فردیت اور تطیبت کو بیان کرتا ہے۔ اور ہر زمانہ میں ایک قطب ہوتا ہے کسی کو سکوت کا امر ہوتا ہے تو وہ چپ رہتا ہے اور بعض حضرات کو قول کا امر ہوتا ہے تو وہ کلام فرماتے ہیں۔ شیخ خلیفہ نے کہا لا غرو ان قالها الفرد فی وقتہ۔ اگر اپنے وقت کے فرد نے یہ کہا ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ شیخ ابوماجد کردی نے فرمایا لم یبق ولی للہ فی الارض فی ذلک الوقت الا حنا عنقہ اس وقت میں زمین



پر موجود کوئی ولی اللہ باقی نہ رہا مگر اس نے اپنی گردن جھکا دی (اولیاء کا سر جھکانا صرف اس وقت پایا گیا جب آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات سرزد ہوئے اور بعد میں آپکی زبان مبارک سے نہ تو یہ کلمات سرزد ہوئے اور نہ ہی سر جھکانا پایا گیا۔) ایک روایت میں ہے و وضع ثلاث مائة وثلاثة عشر وليا لله عز وجل روسهم في جميع آفاق الارض في ذلك الوقت کہ تمام روئے زمین کے اس وقت کے تین سو تیرہ اولیائے کرام نے اپنے سر جھکائے۔ حرمین شریف میں سترہ عراق میں ساٹھ عجم میں چالیس شام میں تیس مصر میں بیس مغرب میں ستائیس یمن میں تیس حبشہ میں گیارہ سدیا جوج ماجوج میں سات وادی سراندیپ میں سات کوہ قاف میں ستائیس جزائر بحر محیط میں چوبیس اس روایت میں تو سر جھکانے والے تمام اولیائے کرام کی تعداد بھی بیان کر دی گئی۔ اور اس روایت میں بھی فی ذلك الوقت کی قید ہے اس روایت کو بیان کرنے والے بھی اپنے وقت کے قطب شیخ لو لو الارینی ہیں۔ (بجہ ص ۱۰) ص ۱۶۲ میں ہے۔ ریحانة اسرار الاولیاء فی ہذا الزمان واقرب اهل الارض الى الله واحبهم اليه فی هذا العصر ص ۱۶۵ میں ہے لا یوہب ولی فی ہذا الوقت حالا ولا مقاما الا علی یدیه ص ۱۵۶ میں ہے ہو خلیفة الاولیاء و المشائخ فی ہذا الوقت و سلطان الوجود فی ہذا العصر ص ۱۴۸ میں ہے شیخ عقیل نے فرمایا سینفرد فی وقتہ و سیرد الیہ الامر وہ اپنے وقت کافر ہوگا اور کام اس کی طرف لوٹا دیا جائیگا۔ ص ۱۰۲ میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے لکھتے ہیں یقول غیر مرة عشر اخی حسین الحلج فلم یکن فی زمانہ من یا خذیدہ ولو کنت فی زمانہ لا خذت بیدہ کہ آپ بارہا کہا کرتے تھے کہ میرے بھائی حسین حلج



لغزش کھا گئے تو ان کے زمانہ میں ایسا کوئی نہیں تھا جو ان کا ہاتھ پکڑتا اگر  
 میں اسکے زمانے میں ہوتا تو ضرور اسکا ہاتھ پکڑتا روایات مذکورہ اور انکے علاوہ  
 بے شمار روایات میں فی زمانہ فی وقتہ فی عصرہ فی اوانہ  
 ۳۔ کی قیود اس چیز کو اظہر من الشمس کر رہی ہیں۔ کہ آپ اپنے وقت کے  
 قطب غوث اور فرد تھے اور آپ کا قدم صرف اپنے ہم عصر اولیاء کی رقاب  
 پر تھا نہ کہ جمع متقدمین و متاخرین پر۔ اور ہر زمانے کے لئے الگ الگ  
 اقطاب اغوث اور افراد ہیں۔ جیسا کہ پچھلی روایات کے علاوہ ص ۱۷۳ کی  
 روایت خضر میں بھی ہے۔ فہل لہولاء الاحباب رجل فرد فی  
 کل وقت یرجعون الی امرہ قال نعم فقلت و من ہو فی  
 وقتنا ہذا قال هو الشیخ عبدالقادر۔

حاشیہ:-

۱۔ بہت سے لوگوں نے اس کی حکایات اور سندوں پر طعن کیا ہے۔ علامہ ابن حجر  
 عسقلانی شارح بخاری الدرر الکامنہ ص ۱۴۲۔ میں فرماتے ہیں جمع مناقب  
 الشیخ عبدالقادر و سمی الکتاب بہجة قال جمال جعفر و  
 ذکر فیہا غرائب و عجائب و طعن الناس فی کثیر من  
 حکایاتہ و من اسانیدہ فیہا۔ حقیقت یہ ہے کہ بڑے بڑے متقی اور پرہیزگار  
 بننے والے قادری حضرات بھی اس موضوع پر رطب یا بس سے گریز نہیں کرتے۔

۲۔ لطائف اشرفی میں ہے حضرت خواجہ اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی بانی سلسلہ  
 اشرفیہ نے فرمایا کہ ایک غوث کی دعا سے دوسرے شخص کو منصب غوثی مل سکتا ہے۔  
 چنانچہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کو اس غوث کی دعا سے یہ نعمت ملی جس کی  
 زیارت کے لئے عبداللہ ابن سقا اور آپ گئے تھے۔

ملاحظہ فرمائیے لطائف اشرفی کی عبارت۔

حضرة قدوة الكبرى مے فرمودند غوث در نظر مردم گاہ پنہاں مے گرد دو گاہ ظاہر و  
 رواست کہ بدعاء غوث دیگر را نصیب این منصب مے شود چنانکہ غوث الثقلین حضرت



شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی از دعاء غوث بشف این منصب مشرف شد لطائف اشرفی ص ۱۰۱۔

۳۳۔ یاد رہے کہ باتفاق علماء روایات میں مفہوم مخالف معتبر ہوتا ہے۔ اعلیٰ حضرت اہلاک الوہابین ص ۱۵ میں لکھتے ہیں فان المفہوم المخالف معتبر فی الروایات وکلام العلماء بالاتفاق شرح الوقایہ ص ۴۳ ج ۲ میں ہے لا خلاف فی ان التخصیص بالذکر فی الروایات یدل علی نفی الحکم عما عداه۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ روایات میں تخصیص کے ساتھ ذکر کرنا معدا سے نفی حکم پر دلالت کرتا ہے۔

### اکابر اولیائے کرام کے ارشادات

امام عبدالوہاب الشعرانی کی روایت اور حضرت علی الخواص و حضرت شیخ اکبر قدست اسرارہم کے فرمانات

اس قول کے بارے میں اکابر اولیاء کرام کیا فرماتے ہیں وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔  
حضرت قطب ربانی سیدی امام عبدالوہاب الشعرانی اپنے شیخ قطب وقت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ”کان الشیخ محی الدین رضی اللہ عنہ یقول الشیخ ابوالسعود عندی اکمل من الشیخ عبدالقادر و قد اطلعت الی مقامات کثیر من الرجال فما عرفت لهذا الرجل قرارا فقلت لشیخنا انی رایت فی بہجة الشیخ عبدالقادر انه لم یقل قدمی هذه علی رقبة کل ولی للہ تعالیٰ الا باذن فقال رضی اللہ عنہ لو کان ذلک بامر من اللہ ما وقع منه ندم حین و فاته فقد بلغنا انه وضع خده علی الارض و قال هذا هو الحق الذی کنا عنه فی غفلة وندم و استغفر و معلوم ان الندم لا یكون عقب امثال الاوامر الالهية انما یكون عقب ارتکاب اهوية النفوس فتامل ذلک الجواهر والدرر علی الابریز ص ۱۲۲



ترجمہ :- حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ ابوالسعود میرے نزدیک شیخ عبدالقادر سے اکمل ہیں میں نے کثیر اولیاء کے مقامات پر اطلاع پائی تو اس آدمی کیلئے (کہیں) قرار نہ پایا تو میں نے اپنے شیخ کو کہا کہ میں نے بوجہ شیخ عبدالقادر میں دیکھا ہے کہ آپ نے قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی للہ باذن اللہ کہا ہے تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اگر یہ قول بامر الہی ہوتا تو آپ سے وقت وفات میں ندامت واقع نہ ہوتی۔ ہمیں یہ امر تحقیق پہنچا کہ بلاشبہ آپ نے اپنا رخسارہ زمین پر رکھ دیا اور کہا کہ یہ ہی حق ہے جس سے ہم غفلت میں تھے اور ندامت کا اظہار کیا اور استغفار کیا اور یہ بات بلاشبہ معلوم ہے کہ ندامت اوامر الہیہ کے امتثال کے بعد نہیں ہوتی بلکہ صرف اھویہ نفوس کے ارتکاب کے بعد ہوتی ہے۔ اس عبارت سے مندرجہ ذیل نتائج واضح ہیں۔

نمبر ۱ :- سید الکاشفین حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے نزدیک شیخ ابوالسعود شیخ عبدالقادر سے اکمل و افضل ہیں۔

نمبر ۲ :- حضرت علی الخواص اور حضرت امام شعرانی بھی اسی کے قائل ہیں۔

نمبر ۳ :- آپکے ہم زمانہ و ہم عصر حضرات آپ سے بھی بلند مرتبہ و مقام پر فائز ہو سکتے ہیں۔

نمبر ۴ :- آپکے زمانہ سے مراد صرف ظاہر حیات ہے۔

نمبر ۵ :- آپ نے قدمی ہذہ الخ امر سے نہیں فرمایا۔

نمبر ۶ :- بوجہ الاسرار کا اس بیان میں کوئی اعتبار نہیں۔

نمبر ۷ :- آپ نے وقت وفات میں اس قول سے استغفار کی اور ندامت کا اظہار کیا اور آپکو حال اولال و سکر سے بالکل آخر وقت میں رجوع حاصل ہوا۔

نمبر ۸ :- جو کام امر سے کیا جائے اس پر ندامت نہیں ہوتی بلکہ اھویہ



نفوس کے ارتکاب پر ہوتی ہے۔ نیز یاد رہے فتوحات میں حضرت ابن عربی کا بیان اور الدرر والجواہر میں حضرت علی الخواص کا بیانکہ تحقیق یہ بات ثابت ہوئی کہ اپنے اس قول سے رجوع کیا حقائق واقعیہ و ظاہریہ ہیں مکشوفات ظنیہ نہیں ہیں۔ کسی کشف کا ان کے مقابل لانا بے جا ہے شیخ ابوالسعود کا اکل ہونا حضرت ابن عربی اور حضرت علی الخواص کے کشف سے ثابت ہے تو سید الکاشفین سے زیادہ کس کا بیان و کشف معتبر ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں حضرات بہت قریب زمانہ کے ہیں۔ اور اصحاب اسرار میں سے ہیں اور ان کے ساتھ امام شعرانی کی تصدیق و تسلیم بھی شامل ہے۔

### حضرت سیدنا شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

جو کہ خود بنفس نفیس اس مجلس میں حاضر تھے اور یہ خود اور ان کے شیخ اور عم حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے مصاحبان خاص و محرمان راز میں سے تھے کا اس بارے میں ارشاد اور رائے ملاحظہ فرمائیے۔ عوارف المعارف شریف ص ۱۱ میں ہے فقل ان ینفک مرید فی مبادی ظہور سلطان الحال من العجب حتی لقد نقل عن جمع من الکبار کلمات مؤذنة بالا عجاب وکل ما نقل من ذلک القبیل من المشائخ لبقایا السکر عندہم و انحصار ہم فی مضیق سکر الحال و عدم الخروج الی فضاء الصحوفی ابتداء امر ہم و ذلک اذا حدق صاحب البصیرة نظره یعلم انه من استراق النفس السمع عند نزول الوار د علی القلب و النفس اذا استرقت السمع عند ظہور الوار د علی القلب ظہرت بصفتها علی وجه لا یجفو علی الوقت و صلاحۃ الحال فیکون من ذلک کلمات مؤذنة بالعجب کقول بعضهم "من تحت خضراء السماء مثلی وقول بعضهم" قدمی



على رقة جميع الاولياء و كقول بعضهم اسرجت  
والجمت وطففت فى اقطار الارض وقلت هل من مبارز  
فلم يخرج الى احد اشارة منه فى ذلك الى تفرده فى  
وقته و من اشكل عليه ذلك ولم يعلم انه من استراق  
النفس السمع فليزن ذلك بميزان اصحاب رسول الله  
صلى الله عليه و آله وسلم و تواضعهم و اجتنابهم امثال  
هذه الكلمات و استبعادهم ان يجوز للعبد التظاهر  
بشيئ من ذلك ولكن يجعل لكلام الصادقين وجه  
فى الصحة و يقال ان ذلك طمع عليهم فى سكر الحال  
و كلام السكارى يحمل

ترجمہ :- کیونکہ روحانی حالت کے غلبہ کے ظہور کے ابتدائی دور میں شاذ و  
نادر ہی کوئی مرید عجب خود پسندی سے خالی ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اکابر صوفیہ  
سے خود پسندی کے بہت سے اقوال نقل کئے گئے ہیں۔ اور جتنے کلمات بھی  
مشائخ سے اس قبیل کے منقول ہوئے ہیں وہ بدیں وجہ ظہور پذیر ہوئے کہ  
ان مشائخ میں سکر و مستی کے باقیماندہ اثرات موجود تھے۔ اور وہ حالت سکر  
و مستی کے تنگ دائرے میں بند تھے اور اپنے امر کی ابتداء میں ہوش و صحو  
کی وسیع فضا میں نہیں نکلے تھے۔

اگر کوئی صاحب بصیرت دقیق نظر سے دیکھے تو اسے معلوم ہو جائیگا کہ یہ روحانی واردات  
کے قلب پر نزول کے وقت نفس کی چوری سے سنی ہوئی باتیں ہیں۔ کیونکہ جب نفس  
واردات قلب کے ظہور کے وقت چوری سے کچھ سنتا ہے تو وہ اپنی صفت کے مطابق  
ایسے طریقہ سے ظہور کرتا ہے۔ کہ وقت اور حال کی صفائی پر گراں نہیں گزرتا ہے تو  
اس وقت اس سے ایسے کلمات صادر ہوتے ہیں جو خود پسندی کا اظہار کرتے ہیں جیسا کہ  
ایک بزرگ نے کہا کہ اس نیلگوں آسمان کے نیچے میرے برابر کون ہے اور دوسرے  
بزرگ نے کہا میرا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔ ایک اور بزرگ کا قول ہے میں



نے زین کسی اور لگام کھینچی اور روئے زمین کے چاروں طرف پھرا اور چیلنج دیا کہ ہے کوئی جو مقابلہ کے لئے آئے مگر میرے مقابلہ میں کوئی نہیں آیا ان اقوال میں قائل کا اس طرف اشارہ ہے کہ وہ اپنے زمانے میں یکتا ہے۔ اگر کسی کو اشکال پیش آئے اور نہ جانے کہ یہ نفس کی چوری سے سنی ہوئی باتیں ہیں تو وہ اس قسم کے اقوال کو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے ترازو میں تولے اور ان کی تواضع کو خیال کرے کہ وہ اس قسم کے الفاظ سے پرہیز کرتے تھے اور کسی بندہ حق کیلئے وہ یہ مناسب نہیں سمجھتے تھے کہ وہ ایسے کلمات نکالے تاہم ایسے مخلص حضرات کے کلام کو قابل عذر سمجھنے کی ایک وجہ نکالی جائے گی اور یوں کہا جائے گا کہ ان کا یہ جوش کلام مستی کے حالت میں ہے اور متوالوں کا کلام برداشت کر لیا جاتا ہے۔ نتائج عبارت مندرجہ بالا یہ ہیں۔

نمبر ۱:- کبار اولیاء کی ایک جماعت سے کلمات عجب نقل ہوئے ہیں۔

نمبر ۲:- جو کچھ بھی مشائخ سے اس قبیل سے نقل کیا گیا ہے بسبب سکر صادر ہوا ہے ہاں خیال رہے یہاں بھی لفظ کل ہے۔

نمبر ۳:- غور پر صاحب بصیرت کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس قسم کی باتوں سے نفس استراق سمع کرتا ہے۔

نمبر ۴:- قول حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی کلمات عجب میں شامل ہے جیسے کہ دوسروں کے اقوال من تحت خضراء السماء الخ اور اور اسرجت والجمت الخ

نمبر ۵:- ایسے کلمات قائل کے فرد وقت ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اور عجب میں شامل ہونے کے باوجود صدق من حیث الفردیة الوقتیہ ہوتا ہے اسلئے کہ کاذب تو ولی ہی نہیں ہو سکتا۔

نمبر ۶:- ہر فرد وقت کلمات شطیہ والہ بر علو کہہ سکتا ہے چنانچہ بجز الاسرار میں ہے لا غرو ان قالها الفرد فی وقتہ اور بہت حضرات نے کہے بھی ہیں۔ مگر تمام ازمہ میں ایسے کلمات کے قائل کی افضلیت کلام کے مطلق ہونے کی حیثیت سے ثابت نہیں ہو سکتی صرف زمانہ قطیبت میں ہی



افضلیت و فریث ثابت ہوتی ہے ورنہ تعارض بین کلام المشائخ لازم آئے گا اس سے بھتہ کی یہ بات باطل ہوگئی کہ کسی اور نے ایسے کلمات نہیں کہے۔ تو اسے ان کے علم پر حمل کیا جائے گا۔

نمبر ۷ :- جسے یہ کلمات سمجھ نہ آئیں کہ یہ والہ بر عجب ہیں وہ ایسے کلمات کا میزان صحابہ رضی اللہ عنہم سے وزن کر لے اور تواضع صحابہ اور ایسے کلمات سے ان کے اجتناب پر نظر کرے۔

نمبر ۸ :- نیز اس سے ثابت ہوا کہ ایسے کلمات کے قائل حضرات سے اجتناب کرنیوالے حضرات افضل و اکمل ہیں چنانچہ صحابہ کرام نے ایسا کلام نہیں فرمایا۔ اسی طرح دوسرے حضرات سے بھی ایسے ہیں جو کلمات عجب سے دور رہے۔ اور عبودیت محض اور عجز و تواضع پر قائم رہے۔ جو کہ اولیائے کرام کے مناسب حال اور ان کا اصل مقام ہے۔

نمبر ۹ :- نیز ایسے کلمات عجب اس وقت کے اعتبار سے صدق پر مبنی ہوتے ہیں مگر عبودیت مکلفہ شرعیہ کے پیش نظر دار دنیا میں ان کا اظہار صحیح نہیں۔ یہ بہت بڑا اعتراض ہے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے عذر پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ان نیک لوگوں کی بات سکر حال پر حمل کر لی جائے اور مستون کا کلام برداشت کر لیا جاتا ہے۔ نیز صاحب بھتہ کی اس روایت کی تحقیق بھی واضح ہو گئی کہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قول امر سے کہا ہے۔ صاحب بھتہ پر

تعجب شیخ خود اپنی کتاب میں اسے عجب و سکر قرار دے رہے ہیں۔ یاد رہے کہ عوارف المعارف شریف عام مسلمانوں کے لیے عموماً اور چشتی حضرات کے لئے خصوصاً نہایت ہی اہم ہے۔ اے کہ عوارف المعارف وہ کتاب ہے جو بانی سلسلہ سہروردیہ حضرت شیخ شہاب الدین کی تصنیف ہے اور حضرت مصنف نے خود حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کو دی اور پھر حضور بابا صاحب سے حضرت سلطان الاولیاء محبوب الہی



نے پڑھی اور تاحال مشائخ کرام سلسلہ عالیہ چشتیہ میں تعلیم و تعلم جاری ہے تو واضح ہوا کہ یہ بیان حضرت بابا صاحب حضرت سیدنا محبوب الہی و غیرہا مشائخ کا مصدقہ ہے کہ بلا تردید سلسلہ تعلیم و تدریس جاری ہے حضرت محبوب الہی کے ارشادات ہمارے موقف کے مؤید ہیں۔

حاشیہ :- اے فرمایا حضرت قطب المشائخ خواجہ گنج شکر قدس سرہ کافی مدت تک حضرت شیخ شہاب الدین سروروی کی صحبت میں رہے آپ نے ان کی کتاب ”عوارف المعارف“ کا سبق بھی مریدین کو دیا اسی وجہ سے عوارف المعارف کا درس ہمارے مشائخ کے لئے بطور سند آیا ہے اور ہر شیخ نے اپنے شیخ سے اس کتاب کا درس لیا ہے۔

مقابیس المجالس ص ۹۸۱ ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ ظاہر ہے کہ جن حضرات کی سند مصنف علیہ الرحمہ کے ساتھ متصل ہے انہیں مشائخ کا بیان کردہ مفہوم ہی معتبر قرار دیا جائے گا۔ اور متصل سند چشتی حضرات کی ہے۔

## حضرت سیدنا محبوب الہی نظام الدین اولیاء

### ارشاد فرماتے ہیں

آنچہ اولیاء بیروں مید ہند از مستی ایشاں است کہ ایشاں اصحاب سکر اند بر خلاف انبیاء کہ اصحاب صحو اند فوائد الفواد شریف ص ۵۴ وہ جو اولیاء ظاہر کر دیتے ہیں ان کی مستی کیوجہ سے ہے اسلئے کہ یہ اصحاب سکر ہیں بر خلاف انبیاء کے اسلئے کہ وہ اصحاب صحو ہیں۔ پھر فرمایا مرد را کشف و کرامت حجاب راہ است کار استقامت محبت دارد والحمد لله علی ذلک مرد کے لئے کشف و کرامت حجاب راہ ہے اصل مقصود استقامت محبت ہے والحمد لله علی ذلک فوائد الفواد شریف ص ۱۹ میں ہے کہ آپ نے فرمایا آل زماں کہ اولیاء در غلبات شوق میباشند از سر سکر چیزے میگویند اما آنکہ کامل است ہیچ نوع از اسرار بیروں ندہد بعد ازاں دوبار این یک مصرعہ بر لفظ مبارک راند



مرداں ہزار دریا خوردند و تشنه رفتند

بعد ازاں فرمود حوصلہ وسیع میباید کہ اسرار را شاید و اہل این معنی بتامی اصحاب  
صحواند بندہ پر سید کہ مرتبہ اصحاب سکر بالا تریا مرتبہ اصحاب صحو فرمود کہ مرتبہ اصحاب  
صحو واللہ اعلم۔

جب اولیاء غلبہ شوق میں ہوتے ہیں تو بوجہ سکر کچھ کہہ دیتے ہیں بہر حال وہ جو کامل  
ہے انواع اسرار میں سے کچھ بھی ظاہر نہیں کرتا۔ پھر دو بار یہ مصرعہ زبان مبارک پر  
جاری فرمایا مرد ہزار دریا نوش کر جاتے ہیں اور تشنه رہتے ہیں۔  
(حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ لکھتے ہیں۔)

توڑے جو دریا نوش ہن

پر جوش تھیں خاموش ہن

اسکے بعد فرمایا کہ حوصلہ وسیع چاہئے جو اسرار کے لائق ہو۔ اور ایسے لوگ  
اصحاب صحو ہوتے ہیں۔ بندہ نے عرض کی کہ اصحاب سکر کا مرتبہ بلند ہوتا ہے یا اصحاب  
صحو کا؟ فرمایا اصحاب صحو کا مرتبہ بلند ہے۔ فوائد الفواد شریفہ کے ص ۲۰۲ میں ہے سخن  
در طائفہ افتاد کہ دعویٰ کرامت کنند و خود را بکشف معروف گردانند فرمود کہ اس معنی  
چیزے نیست بعد ازاں بر لفظ مبارک راند کہ فرض اللہ تعالیٰ علی اولیائہ  
کتمان الکرامت کما فرض علی انبیائہ اظہار المعجزۃ پس اگر  
کے کرامت خود پیدا کند ترک فرضے کردہ باشد چہ کار کردہ باشد۔ بعد ازاں فرمود کہ  
سلوک راصد مرتبہ نہادہ اند ہند ہم مرتبہ کشف و کرامت است اگر سالک ہم دریں  
مرتبہ بماند ہشاد و سہ دیگر کے رسد؟

اس جماعت کی بات چلی جو کرامت کا دعویٰ کرتے اور خود کو کشف کے ساتھ  
معروف بناتے ہیں۔ فرمایا یہ بات کچھ بھی نہیں۔ اس کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے  
اولیاء پر کرامت کا چھپانا اسی طرح فرض کیا ہے جیسے اپنے انبیاء پر معجزہ کا اظہار فرض  
کیا ہے۔ پس اگر کوئی شخص اپنی کرامت ظاہر کرتا ہے تو اس نے ایک فرض ترک کیا  
تو کون سا کام کیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ سلوک کے سو مرتبے مقرر فرمائے ہیں سترہواں



مرتبہ کشف و کرامت ہے اگر سالک اس منزل میں رہ جائے تو باقی ۸۳ تک کیسے پہنچ پائے گا۔

حضرت بایزید بسطامی کے بارے فرمایا او وقتے گفتہ بود سبحانی ما اعظم شانی بعد ازاں در آخر عمر مستغفر شد و گفت من این سخن نیکو نگفتم من جہودے بودم این ساعت زنار میگسلم از سر مسلمان میشوم وی گویم۔

اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده و رسوله فوائد الفوائد ص ۳۲۸ آپ نے کسی وقت سبحانی ما اعظم شانی کہا تھا اس کے بعد آخر عمر میں اس سے استغفار کی اور کہا میں نے یہ بات اچھی نہیں کہی میں یہودی تھا اب زنار توڑتا ہوں اور از سر نو مسلمان ہوتا ہوں اور پڑھتا ہوں اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده و رسوله نیز فرماتے ہیں کشف بر سرا و کشف۔ کشف کے سر پر جوتا۔

حضرت خواجہ سید محمد مبارک علوی کرمانی المعروف امیر خورد خلیفہ و خادم خاص حضرت سلطان الاولیاء و المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء پر کرامت کا چھپانا اسی طرح فرض کیا ہے جس طرح انبیاء پر معجزہ کا ظاہر کرنا فرض کیا ہے۔ پس اگر کوئی ولی کرامت کا اظہار کرتا ہے تو وہ ترک فرض کرتا ہے اور کتنا برا کرتا ہے۔ سلوک میں کشف و کرامت کا درجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں آپ نے فرمایا سلوک کے سو مرتبے ہیں ان میں سے سترہواں مرتبہ کشف و کرامت کا ہے اگر سالک اسی کشف و کرامت کے چکر میں رہے تو ۸۳ درجے کب طے کرے گا بعد ازاں سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جو کچھ اولیاء اللہ سے ظاہر ہوتا ہے اور لوگوں کے سامنے آتا ہے وہ ان کی مستی ہے برخلاف انبیاء کے وہ اہل صحو (اہل ہوش) ہیں (تا) خواجہ شانی اولیاء کی اس کیفیت کو مستی سے تعبیر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جب تو نے اسرار کو ظاہر کر دیا تو تجھے دنیا میں زیادہ دیر نہیں رہنا چاہئے اور اسے اس شعر میں ظاہر کیا ہے۔

ہج منمائے روئے شر افروز۔ چوں نمودی برو سپند بسوز

آں جملے تو چیت ہستی تو۔ و آں سپند تو چیت مستی تو



پھر سلطان المشائخ نے فرمایا جو ولی کامل ہوتا ہے وہ کسی منزل میں بھی اسرار ظاہر نہیں کرتا۔ فرمایا کہ اسرار کے ضبط کرنے کیلئے بھی بڑے عزم و حوصلے کی ضرورت ہے اس کام کے اہل اہل صحو ہیں۔ نیز سلطان المشائخ نے فرمایا کہ انسان کی راہ میں کشف و کرامت حجاب راہ ہیں اصل کام تو استقامت ہے۔ کرامت کا ظاہر کرنا بڑی بات نہیں یہ تو گداؤں کا کام ہے۔ بعد ازاں سلطان المشائخ نے فرمایا خواجہ ابو الحسن دریائے دجلہ کے کنارے پہنچے ایک چھیرے کے ہاتھ میں جال دیکھ کر فرمایا جالکو پانی میں ڈالو اور پھلیاں پکڑو اگر میں صاحب ولایت ہوں گا تو تمہارے جال میں ایسی مچھلی آئے گی جو اڑھائی سیر کی ہو گی۔ چھیرے نے جال پانی میں ڈالا جو مچھلی اسکے جال میں آئی تو وزن کرنے کے بعد اسکا وزن معلوم ہوا کہ پورا اڑھائی سیر ہے یہ خبر شیخ جنید کو پہنچائی گئی۔ حضرت جنید نے اس خبر کو سن کر فرمایا کاش کہ اس کے جال میں سیاہ سانپ آتا تاکہ وہ ابو الحسن کو ڈس لیتا اور وہ ہلاک ہو جاتا لوگوں نے کہا کہ آپ کیوں ایسا فرماتے ہیں فرمایا اسلئے کہ اگر سانپ اسکو کاٹ لیتا اور وہ ہلاک ہو جاتا تو وہ شہید ہوتا لیکن اب میں نہیں جانتا کہ کرامت کے اس غرور کی وجہ سے اس کا کیا انجام ہو گا۔

حضرت خواجہ سید محمد مبارک فرماتے ہیں کاتب الحروف عرض پرداز ہے کہ ہمارے تمام مشائخ قدس اللہ اسرار ہم کا طریقہ اپنی کرامت و بزرگی کو چھپانا تھا جیسا کہ ان بزرگوں کے تذکرے کے ضمن میں موقع و محل سے اپنی اپنی جگہ لکھا جا چکا ہے۔ خواجہ حکیم ثنائی نے کیا اچھا کہا ہے۔ بیت

من غلام گزیدہ مردانم      باد دائم فدائے شاں جانم  
قدر شاں پیش امر پالیدہ      کشف رازیر کشف مالیدہ

## بحث سکر

یہاں خصوصی طور پر قابل غور اور اہمکتہ یہ ہے کہ قطب ربانی حضرت امام شعرانی ان کے شیخ حضرت علی الخواص اور شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قادری کے علاوہ حضرت محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے محرم راز و مصاحب خاص شیخ الاسلام و المسلمین سیدنا شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کلام کو سکر حال پر



محمول کرتے ہیں۔ بعض حضرات حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر ورود سکر کا انکار کرتے ہیں جبکہ اکابر مشائخ و اولیاء عظام اس کو ثابت فرما رہے ہیں۔ خود حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات بھی اسکی تائید کرتے ہیں۔ قصیدہ خمیریہ اہ معروف بقصیدہ غوثیہ میں ہے۔

سعت و مشت لنحوی فی کؤس فہمت  
بسکرتی بین الموالی یشربتم فضلتی من بعد سکری

وہ شراب پیالوں میں بھری ہوئی میری طرف دوڑتی ہوئی آئی پس میں دوستوں کے درمیان نشہ سے مست ہو گیا تم نے میرے سکر کے بعد میری بچی ہوئی شراب کو پیا۔

نیز حضرت شیخ ہی کے دیگر قصائد مطبوعہ بر حاشیہ بہجۃ الاسرار میں ہے۔

فاسکرنی حقا فہمت بسکرتی فکان من الساقی خماری  
وسکرتی

شطحت بہا شرقا وغربا و قبلہ سقانی حبیبی من شراب  
ذوی المجدی

فاسکرنی حقا فغبت علی وجدی

تو اس شراب نے مجھے سکر والا کر دیا پس میں اپنے سکر میں مست ہو گیا میرا سکر اور خمار ساقی کی طرف سے تھا۔ میں نے اس شراب محبت کی وجہ سے شرق و غرب و قبلہ میں شطح کا اظہار کیا میرے حبیب نے مجھے عزت والی شراب پلائی تو اس نے مجھے حقیقتاً نشہ والا کر دیا تو میں اپنے وجد پر غائب ہو گیا۔

اب یا تو آپ حال سکر میں اقرار سکر فرما رہے ہیں یا حال صحو میں دونوں صورتوں میں سکر ثابت ہے نیز کیا حضرت کے سکر کا منکر حضرت شیخ کا کذب نہ ہو گا۔

حاشیہ:-

اہ حاشیہ بہجۃ الاسرار ص ۲۲۹ میں ہے مشہور اسمہا عند العوام بالقصیدۃ الغوثیۃ وعند الخواص بالخمیریۃ انشدھا حضرت الشیخ فی حالت الجذبۃ والاستغراق قصیدہ غوثیہ مطبوعہ مطبعہ عزیز کی ابتداء میں قصیدہ کے فوائد درج ہیں لکھتے ہیں قصیدہ متبرکہ حضرت غوث الثقلین شاہ عبدالقادر



جیلانی قدس سرہ کا جو آپ نے حالت جذبات میں زبان گوہر فشاں سے فرمایا۔  
نمبر ۲۔

آپ نے فرمایا۔

انا القرآن والسبع المثانی انا كنت في العليا بنور  
محمدی

وفي قاب قوسين اجتماع الاحبة واعلم علم الله  
احصى حروفه

انا كنت مع نوح باعلى سفينة بحارا و طوفانا على  
كف قدرتي

و كنت و ابراهيم ملقى بناره و ما برد النيران الا  
بدعوتي

و كنت مع اسماعيل في الذبح شاهدا وليس نزول  
الكبش الا بفتيتي

و كنت مع يعقوب في غشوعينه و ما برئت عيناه  
الا بتفلتني

و كنت و موسى في مناجات ربه و موسى عصاه من  
عصاي استمدت

و كنت مع عيسى في المهدنا طقا و اعطيت داود  
حلاوة نغمتي

انا كنت مع ايوب في زمن البلا و ما برئت بلواه الا  
بدعوتي

انا العاشق المعشوق في كل مضمرة انا السامع  
المسموع في كل نعمة

انا الواحد الفرد الكبير بذاته انا الواصف الموصوف



علم الطریقہ ترجمہ:۔ میں ہی قرآن اور سبع مثانی ہوں میں بلند مقام میں حضرت محمد ﷺ کے نور کیساتھ تھا اور مقام قاب قوسین میں بھی اجتماع احبہ میں اور میں اللہ کا علم جانتا ہوں اور اس کے حروف کا احصاء کرنے والا ہوں میں نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی پر تھا دریا اور طوفان میری کف قدرت پر ہیں میں اسوقت بھی موجود تھا جب ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے۔ اور آتش ابراہیمی میری ہی دعا سے ٹھنڈی ہوئی میں اسمعیل علیہ السلام کے ساتھ ذبح میں حاضر تھا مینڈھے کا نزول نہ ہوا مگر میری ہی جو انمردی سے میں یعقوب علیہ السلام کے ساتھ تھا آپکی آنکھ کی خرابی میں۔ آپ کی آنکھیں ٹھیک نہ ہوئیں مگر میری تھوک سے میں اسوقت بھی تھا جب موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کی مناجات میں تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کے عصا نے میرے عصا سے مدد حاصل کی میں عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مہد میں بولنے والا تھا اور داؤد علیہ السلام کو میں نے اپنے نغمہ کی حلاوت عطا کی میں زمانہ بلا میں ایوب علیہ السلام کیساتھ تھا اسکی مصیبت میری دعا سے ہی دور ہوئی میں ہی عاشق معشوق ہوں ہر مضمحل میں ہر نغمہ میں سامع اور مسموع میں ہی ہوں میں ہی واحد فرد کبیر بالذات ہوں میں ہی علم طریقت کا واصل و موصوف ہوں۔

نیز فرماتے ہیں یا معشر الانبیاء اوتیتم اللقب و اوتینا مالم  
تؤتوہ

اے انبیاء کی جماعت تمہیں لقب دیا گیا اور ہم وہ کچھ دیئے گئے جو تمہیں نہ دیا گیا۔ مذکورہ بالا کلمات از قبیل شطح و سکر ہی قرار دیئے جاسکتے ہیں مثلاً مقام قاب قوسین میں حضور علیہ السلام کے ساتھ ہونے کا دعویٰ۔ نیز اللہ کے تمام علم کا احصاء کرنے کا دعویٰ حالانکہ اللہ جل مجدہ کا علم غیر متناہی ہے جسکا احاطہ سید عالم علیہ السلام کیلئے بھی ثابت کرنا جائز نہیں ہے۔ نیز آپ دعویٰ فرماتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام کو میٹھی آواز میں نے دی عیسیٰ علیہ



السلام کے ساتھ میں بول رہا تھا۔ یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں میری تھوک سے ٹھیک ہوئیں وغیرہا من الدعوی اس سے بڑھ کر یہ کہ بالذات واحد فرد کبیر ہونے کا دعویٰ۔ صحو پر مبنی ہونے کی صورت میں شرعی لحاظ سے یہ دعادی کیسے درست ہو سکتے ہیں۔

نمبر ۳ :- نیز آپ حضرت شیخ رحمہ اللہ کے لئے صحو۔ اہ ثابت کرتے ہیں اب نئے صحو حالت سکر کے کسی حد تک زوال کا نام ہے۔ عوارف المعارف شریف میں ہے۔ السكر استیلاء سلطان الحال و الصحو العود الی ترتیب الافعال و تہذیب الاقوال۔ سکر سلطان حال کے غلبہ کا نام ہے اور صحو ترتیب افعال و تہذیب اقوال کی طرف عود کرنا ہے۔ فتوحات یکہ شریفہ میں ہے۔ لایکون صحو فی هذا الطريق الا بعد سکر۔ اس طریق تصوف میں صحو حاصل نہیں مگر سکر کے بعد نیز فتوحات میں ہے الصحو رجوع الی الاحساس صحو رجوع الی الاحساس کا نام ہے۔ تو صحو سے پہلے سکر کا تسلیم کرنا لازم ہو گا۔ بغیر جذب و سکر و کیف و مستی و محویت و فنا و غلبہ عشق و محبت الہی مقام ولایت کیسے نصیب ہو سکتا ہے۔ نیز وہ صحو جو سکر سے افضل ہے وہ وہی ہے جس میں سکر مندرج ہوتا ہے اور جو متضمن سکر ہے۔ دیکھئے مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی دفتر اول حصہ دوم ص ۱۳۳ نیز دفتر سوم حصہ دوم ص ۱۳۵ مکتوب نمبر ۱۲۱ میں ہے۔

غایت مافی الباب در سکر مراتب کثیرہ است ہر چند سکر بیشتر شطخ غالب تر بسطامی باید کہ بے تحاشی قول لوائی ارفع من لواء محمد ازاں بوجود آید پس ہر کہ صحو دارد گمان نکیند کہ سکر ہمراہ او نیست کہ آن عین قصور است صحو خالص نصیب عام است ہر کہ صحورا ترجیح دادہ است مرادش غلبہ صحو است نہ صحو صرف وہم چہین ہر کہ سکر را ترجیح میدہد مرادش غلبہ سکر است نہ سکر خالص کہ آل آفت است جنید قدس سرہ کہ رئیس اصحاب



صحو است و صحو را بر سکر ترجیح میدہد چندان عبارت سکر آمیز دارد کہ چہ تعداد  
آں نماید (تا) واز سکر است کہ مباحات و افتخار کردہ میشود و از سکر است کہ  
مزیت خود بردیگرے اظهار کردہ مے آید اگر صحو خالص باشد افشائے اسرار  
آنجا کفر بود و خود را از دیگری بہتر دانستن شرک باشد بقیہ سکر در صحو در  
رنگ نمک کہ مصلح طعام است اگر نمک نباشد طعام معطل و بیکار بودے۔

گر عشق نہ بودے و غم عشق نہ بودے  
چندیں سخن نغز کہ گفتے و شنودے

صاحب عوارف قدس سرہ کہ قول قدمی ہذہ علی رقبة کل ولی  
اللہ را کہ از حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ صادر شدہ است بر ہضیات سکر محمول  
داشتہ است مرادش قصور این قول نیست کما تو ہم کہ او عین محمدہ اوست بلکہ بیان واقع  
نمودہ است یعنی صدور این قسم سخن کہ مبنی از مباحات و افتخار است بے بقیہ سکر کائن  
نیست کہ در صحو خالص بہ امثال این سخنان تکلم نمودن دشوار است مکتوب نمبر ۱۲۱ ج ۳  
حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ

ترجمہ :- غایت مافی الباب یہ کہ سکر میں مراتب کثیرہ ہیں ہر چند سکر بیشتر ہو  
گا شطح غالب تر ہو گا کوئی بسطامی ہی چاہئے کہ اس سے بے تحاشا قول  
لوائی ارفع من لواء محمد صادر ہو پس جو بھی صحو رکھتا ہے اس  
کے متعلق یہ خیال نہ کریں کہ اسکے ساتھ سکر نہیں ہے کہ وہ عین قصور  
ہے۔ صحو خالص عوام کا حصہ ہے۔ جس نے صحو کو ترجیح دی ہے۔ اس کی  
مراد غلبہ صحو ہے نہ کہ صحو خالص۔ اور اسی طرح جس نے سکر کو ترجیح دی  
ہے اس کی مراد غلبہ سکر ہے نہ کہ سکر خالص کہ وہ آفت ہے۔ جنید  
جو ارباب صحو کے رئیس ہیں اور صحو کو سکر پر ترجیح دیتے ہیں۔ انکی اتنی سکر  
آمیز عبارتیں ہیں کہ شمار سے باہر ہیں۔ اسی مقام میں تھوڑا سا آگے چل کر  
حضرت مجدد لکھتے ہیں جس نے بھی اس قسم کی باتیں لکھی ہیں انکا منشا سکر  
ہے۔ خالص صحو میں اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر جاننا شرک ہوتا ہے۔



صاحب عوارف نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول قدمی ہذہ الخ بقیہ سکر ہی پر محمول کیا ہے۔ تو ان کی مراد اس قول کا تصور نہیں جیسا کہ وہم ہوتا ہے بلکہ بیان واقع کیا ہے یعنی اس قسم کی باتوں کا صدور جو کہ مباحات و افتخار کی خبر دیتی ہیں بغیر بقیہ سکر کے ثابت نہیں کہ صحیح خالص میں ایسی باتیں کہنا مشکل ہے۔ اس بحث سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ جسے بھی ولی تسلیم کیا جائے اس کیلئے سکر کا ثبوت ماننا لازمی ہو گا۔ کیونکہ یہی ذریعہ قرب ہے۔ اور اس کے بعد صحیح میسر ہوتا ہے اور وہ بھی متضمن سکر تا کہ جذب و سلوک دونوں جمع ہو جائیں یہ ہے سالک مجذوب یا مجذوب سالک نتیجہ واضح ہے حضرت غوث پاک یقیناً ولی ہیں۔ تو انکے لئے بھی سکر و جذب یقینی طور پر ماننا پڑے گا۔

حاشیہ:-

۱۔ متعصب قادری حضرت کے لئے سکر کے انکاری اور صحیح کے مثبت ہیں حالانکہ نہیں جانتے کہ حالت سکر میں قائل معذور ہوتا ہے مگر حالت صحیح میں ایسی باتوں کے صدور پر کوئی عذر بھی باقی نہیں رہتا فتوحات میں ہے لا سیما ان ظہرت منه فی حال صحیح ص ۲۳۳ ج ۲

سیدنا عبدالقادر پر شطحات و اولال کا غلبہ تھا

امام الکاشفین حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ فتوحات یکہ شریفہ میں تحریر فرماتے ہیں ص ۵۶۰ ج ۳

### الباب السابع والتسعين وثلاث مائت

فانه تعالى ما يتجلنى له الا في صورة محمدية فتراه في رؤيت محمدية وهي اكمل رؤيت يرى فيها الحق وبها فيرفعه بها منزلا لا يناله الا المحمديون وهو منزل



الھویت فلا یزال فی الغیب مشہدہ فلا یری لہ اثر فی  
الحس وھذا کان مشہد ابی السعود بن شبیل ببغداد من  
اخص اصحاب عبد القادر الجیلی فاذا کان صاحب ھذا  
الشہود غیر صاحب ھویت بل یشہدہ فی الملکوت  
ملیکا (الی ان قال) فیظہر بالاسم الظاہر (الی ان قال)  
واصحاب ھذا المقام (ای غیر صاحب ھویت) علی  
قسمین منهم من یحفظ علیہ ادب اللسان کا بی یزید  
البسطامی وسلیمان الدنیللی

بلاشبہ حق تعالیٰ اس کے لئے صرف صورت محمدیہ میں ہی تجلی فرماتا  
ہے تو وہ اسے رویت محمدیہ سے دیکھتا ہے اور یہی اکمل رویت ہے جس میں  
اور جس کے ساتھ حق کو دیکھا جا سکتا ہے۔ تو اسے اس رویت کے بسبب  
ایسی بلند منزل پر لے جاتا ہے جسے صرف محمدی اولیاء ہی پاسکتے ہیں اور اس  
منزل کا نام منزل ھویت ہے۔ تو اس کا مشہد ہمیشہ عالم غیب میں ہوتا ہے۔  
اور حس میں اس کا کوئی اثر نہیں دیکھا جاتا اور یہی ابو السعود بن شبیل  
بغدادی کا مشہد تھا جو کہ عبد القادر جیلی کے خاص اصحاب سے تھے۔ تو جب  
اسی مشہد کا حامل صاحب ھویت نہ ہو بلکہ اپنے آپ کو ملکوت میں ملکہ  
(بادشاہ) مشاہدہ کرے (تا) تو وہ اسم ظاہر کے ساتھ ظہور کرتا ہے۔ (تا) اور  
اس مقام کے اصحاب (غیر صاحب ھویت) دو قسم پر ہیں انہیں سے بعض  
ایسے ہیں کہ جن پر ادب لسان کی حفاظت کی جاتی ہے۔ جیسے یزید البسطامی  
اور سلیمان الدنیللی

ومنہم من تغلب علیہ الشطحات لتحققہ بالحق کعبد  
القادر فیظہر العلو علی امثاله واشکالہ وعلی من ھو  
اعلیٰ منہ فی مقامہ وھذا عندهم سوء ادب بالنظر الی  
المحفوظ فیہ (ای صاحب ھویۃ ومنہم الشیخ ابو



السعود كما قدم المصنف ذكره والقسم الاول من بدين  
القسمين يروان الذي يشطح بالله على الله فذلك اكثر  
ادب مع الله من الذي يشطح على امثاله (الى ان قال)  
وكان عبد القادر الجيلي رحمه الله ممن يشطح على  
الاولياء والانبياء بصورة حق في حاله فكان غير  
معصوم اللسان

اولياء میں سے وہ ہیں جن پر شطیحات کا غلبہ ہوا اس کے تحقق  
بالحق ہونے کی بنا پر جیسے عبد القادر تو وہ اپنے امثال و اشکال پر اور جو ان سے  
اعلیٰ مقام پر ہوتا ہے اس پر بھی برتری کا اظہار کرتے ہیں۔ اور یہ محفوظ کی  
طرف نظر کے اعتبار سے سوء ادب ہے (یعنی صاحب ہویہ اور انہیں میں  
سے شیخ ابو السعود ہیں جیسے کہ مصنف نے ان کا پہلے ذکر کیا ہے اور ان دو  
قسموں میں سے قسم اول) اور بلاشبہ جو شخص اللہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر شطح  
کا اظہار کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا زیادہ ادب کرنے والا ہے نسبت اس شخص  
کے جو اپنے امثال پر شطح کا اظہار کرتا ہے اور عبد القادر جیلی رحمہ اللہ ان  
میں سے تھے جو اپنے حال میں بصورت حق اولیاء و انبیاء پر شطح کا اظہار  
کرتے تھے تو آپ غیر معصوم اللسان تھے حضرت شیخ اکبر کی عبارت مندرجہ  
بالا سے مندرجہ ذیل نتائج ثابت ہوتے ہیں

(۱) حضرت شیخ عبد القادر پر شطیحات سکر کا بہت غلبہ تھا۔ کیونکہ آپ مستحق  
بالحق یعنی مقام وحدت و فناء میں تھے۔ (۲) آپ نے نہ صرف اپنے امثال  
و اشکال برابر و مساوی پر ہی علو اور بڑائی کا اظہار کیا ہے۔ بلکہ جو اپنے مقام  
میں شیخ سے اعلیٰ تھا اس پر بھی بلندی کا اظہار کیا ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر  
ہے کہ شیخ اکبر علیہ الرحمہ کے نزدیک بعض حضرات آپ سے بلند مقام پر  
فائز ہیں مگر شیخ جیلانی علیہ الرحمہ نے ان پر بھی تفوق کا اظہار کیا ہے (۳) یہ  
اظہار علو سوء ادب ہے بہ نسبت اس کے جو اس سے محفوظ ہے۔ جو اس



قسم کی شطیحات سے محفوظ ہیں انہیں حضرت شیخ اکبر نے صاحب الہویت کا نام دیا ہے۔

ان میں حضرت شیخ اکبر نے شیخ ابو السعود علیہ الرحمہ کا ذکر فرمایا ہے۔ نیز ان دو اقسام میں سے قسم اول کے اولیاء بھی محفوظ فی الشطح ہیں (۴) جو مقام وحدت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ پر شطح کا اظہار کرتا ہے وہ اس سے بہت زیادہ اوب مع اللہ رکھتا ہے جو امثال پر شطح کا اظہار کرتا ہے۔ (۵) حضرت شیخ جیلانی اولیاء کے علاوہ انبیاء پر بھی اظہار شطح کرتے رہے ہیں۔

(۶) آپ کی زبان شطیحات و سکریات سے معصوم نہیں تھی۔

(الی ان قال

وبالجملة فان الادلال على الله لا يصح من المقر بين من اهل الله جملة واحدة" ومن ادعى التقريب مع الادلال فلا علم له بمقام التقريب ولا بالابلية الصحيحة والله يقول الحق وهو يهدي السبيل

(تا) اور حاصل کلام یہ کہ اہل اللہ مقربین کی جانب سے اولال علی اللہ کسی طور درست اور صحیح کام نہیں اور جس نے باوجود اولال کے دعویٰ تقرب کیا تو اسے نہ مقام تقرب کا کوئی علم ہے اور نہ ہی اہلیت صحیحہ کا۔



## اولیاء پر ستر کرامات واجب جیسے کہ انبیاء پر اظہار معجزات واجب

نیز فتوحات میں ہے ص ۳۶ ج ۳ ولہذرات الطائفة ان خرق العوائد۔ واجب ستر ہا علی الاولیاء کما ان اظہار ہا واجب علی الانبیاء لکونہم مشرعین لہم التحکم فی النفوس والاموال والاہل فلا بد من دلیل يدل علی ان التحکم فی ذلک لرب المال و النفس والاہل فان الرسول من الجنس فلا یسلم لہ دعواہ مالیس لہ بأصل الا بدلیل قاطع و برہان والذی لیس لہ التشریع ولا التحکم فی العالم بوضع الاحکام فلا ی شیئی یظہر خرق العوائد حین مکنہ اللہ من ذلک لیجعلہا دلالة لہ علی قربہ عندہ لا لتعرف الناس ذلک منہ فمتی اظہر ہا فی العموم فلر عونة قامت بہ غلبت علیہ نفسہ فیہا فہی البر السکر والا استدراج اقرب منہا الی الکرامة فالملامیة اصحاب ال صحیح فی ذلک فہم الطبقة العلیاء و سادات الطریقہ المثلی و المکانة الزلفی فی العدو دنیا والعدوۃ القصوی ولہم الید البیضاء فی علم المواطن و اہلہا وما تستحق ان تعامل بہ ولہم علم الموازین و اداء الحقوق

یہی وجہ ہے کہ اولیاء اللہ کے نزدیک اولیاء پر خرق عوائد (کرامات) کا ستر واجب ہے جیسے کہ انبیاء پر خرق عوائد (معجزات) کا اظہار واجب ہے ایسے کہ وہ شریعت جاری فرمانے والے ہیں۔ انہیں نفوس و اموال و اہل میں تحکم حاصل ہے لہذا ایسی دلیل ضروری ہے جو دلالت کرے کہ یہ تحکم مال نفس اور اہل کے رب کا ہے۔ پس بے شک رسول اسی جنس سے ہے پس اسکا دعویٰ تسلیم نہیں کیا جائے گا جو کہ اسکا اصل کام نہیں۔ مگر دلیل قاطع اور برہان سے اور وہ شخص جسکا کام وضع احکام کے ساتھ



تشریح و تحکم نہیں کس وجہ سے خرق عوائد کا اظہار کرے گا جب اللہ تعالیٰ نے اسے یہ قوت اس لئے عطا فرمائی کہ اسے اپنے عند اللہ قرب پر دلالت بنائے نہ اس لئے کہ لوگوں پر اس چیز کا اظہار کرے پس جب حالت عموم میں کرامت کا اظہار کرے تو یہ اس رعوت کی وجہ سے ہے جو اس کے ساتھ قائم ہے اسکا نفس اس پر غالب ہے تو یہ خوارق نسبت کرامت کے مکر و استدراج کے اقرب ہیں تو ملامیہ اس معاملہ میں اصحاب علم صحیح ہیں پس وہی بلند مرتبہ کے لوگ ہیں اور بہترین طریقہ اور مقام قرب کے سادات ہیں دنیا و آخرت میں اور مقامات اور اہل مقامات اور انکے استحقاق کے علم میں انہیں کے پاس ید بیضاء ہے اور تمام موازین اور اداء حقوق کا علم بھی انہیں کے پاس ہے۔ ۱۲

البتہ حضرت شیخ اس مقام اعلیٰ کی طرف بوقت وفات منتقل ہوئے جیسا کہ حضرت ابن عربی نے بارہا صراحتاً فرمایا ہے  
نیز فرمایا ہے۔

فان الوارث يجب عليه ستر الحال الظاهر

فان اظہارہ موقوف علی الامر الالہی الواجب

بلاشبہ وارث پر ستر حال ظاہر واجب ہے پس بے شک اس کا اظہار امر الہی و جوبی پر موقوف ہے۔ فتوحات یکہ ص ۲۵۸ ج ۳

ہر مدل بقدر اولال خود معرفتہ باللہ میں ناقص ہوتا ہے

نیز فتوحات یکہ شریفہ ص ۲۳۳ ج ۱ میں ہے۔

فاعلم انه حکى عن بعضهم انه قال اقعده على البساط يريد بساط  
العبادة واياك والا نبساط اى التزم ماتعطيہ حقيقة العبودية من  
حيث انها مكلفة بامور حدها له سيدها فانه لو لا تلك الامور  
لا قطنى مقامها الا دلال و الفخر و الزهو من اجل مقام من هو  
عبد له (الى ان قال) فما قبض العبيد من الادلال و ان يكونوا فى  
الدنيا مثل مالهم فى الاخرة الا التكليف فهم فى شغل باو امر



سیدہم الی ان یفرغوا منها فاذا لم یبق لہم شغل قاموا فی مقام الا  
 دلال الذی تقتضیہ العبودیۃ و ذلک لا یکون الا فی الدار الاخرۃ  
 فان التکلیف لہم مع الانفاس فی الدار الدنیا فکل صاحب  
 ادلال فی ہذہ فقد نقص من المعرفۃ باللہ علی قدر ادلالہ ولا  
 یتبلغ درجۃ غیرہ ممن لیس لہ ادلال ابدانہ فاتتہ انفاس کثیرۃ  
 فی حال الذی یناقض الاشتغال بہ الادلال فلیست الدنیا بدار  
 ادلال الا ترى عبدالقادر الجیلی مع ادلالہ لما حضرته الوفاۃ و  
 بقى عليه من انفاسه فی ہذہ الدار ذلک القدر الزمانی وضع  
 خدہ فی الارض و اعترف بان الذی ہو فیہ الان هو الحق الذی  
 ینبغی ان یکون العبد علیہ فی ہذہ الدار و سبب ذلک انہ کان فی  
 اوقات صاحب ادلال لما کان الحق یعرفہ بہ من الحوادث  
 الاکوان عصم اللہ ابالسعود تلمیذہ من ذلک الادلال فلازم  
 العبودیۃ المکلّفۃ مع انہ الانفاس الی حین موته فما حکى انہ  
 تغیر علیہ الحال عند موته کما تغیر علی شیخہ عبدالقادر  
 جان لو بعض اولیائے کرام سے حکایت کی گئی ہے انہوں نے کہا اپنی بساط پر بیٹھے یعنی  
 بساط عبادت پر اور انبساط سے پرہیز کرو یعنی جو کچھ حقیقت عبودیت دیتی ہے اس شیت  
 سے کہ وہ کچھ امور کی مکلفہ ہے جن کی حد انکے سید نے مقرر کر دی ہے کا التزام  
 کرو اگر یہ امور مکلفہ نہ ہوتے تو مقام عبودیت جس کا وہ عبد ہے اس کے مقام  
 کیوجہ سے اولال و فخر و زہو کا تقاضا کرتا ہے۔ بندوں کو اولال اور اس چیز سے کہ دینا  
 میں آخرت کے مثل ہوں کوئی چیز نہیں روکتی مگر تکلیف۔ پس وہ اپنے سید کے  
 احکامات کی ادائیگی میں مشغول ہیں۔ یہاں تک کہ ان سے فارغ ہوں جب ان کیلے  
 مشغولی باقی نہ رہی تو مقام اولال میں قائم ہونگے۔ جسکا عبودیت تقاضا کرتی ہے۔ اور یہ  
 دار آخرت میں ہی ہو گا۔ اسلئے کہ دار دنیا میں جب تک سانس ہے تکلیف موجود ہے تو  
 اس دار دنیا کا ہر صاحب ادلال بقدر اپنے اولال کے معرفت باللہ میں ناقص ہے اور



صاحب اولال اس شخص کے درجے کو نہ پہنچے گا جس کے لئے کبھی اولال نہ ہوا اسلئے کہ صاحب اولال کے حال اولال میں بہت سے سانس ضائع ہو گئے وہ اس چیز سے غائب رہا جو اس پر دار دنیا میں واجب تھی یعنی تکلیف جس میں مشغولی اولال کے مناقض و منافی ہے۔ کیا تو عبدالقادر جیلانی کو نہیں دیکھتا اپنے اولال کے باوجود جب وقت وفات ہوا اور آپ کے انفاس میں سے معمولی قطرہ گیا تو آپ نے اپنا رخسارہ زمین پر رکھا اور اقرار کیا کہ یہ حال جس میں اب ہوں یہی حق ہے جس پر دار دنیا میں بندے کا ہونا لائق ہے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ آپ اپنے وقت میں صاحب اولال تھے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حوادث اکوان کا علم دے دیتا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے تلمیذ ابوالسعود کو اس اولال سے محفوظ رکھا آپ نے تمام زندگی وقت وفات تک عبودیت مکلفہ کو لازم پکڑے رکھا تو آپ کے بارے میں یہ حکایت نہیں کی گئی کہ بوقت وفات آپ کا حال بھی متغیر ہوا ہو جیسا کہ آپ کے شیخ عبدالقادر جیلانی کا حال متغیر ہوا۔

حضرت شیخ اکبر کے اس کلام سے حسب ذیل نتائج عیاں ہیں۔

نمبر ۱ :- بساط عبودیت پر ٹھہرنا ضروری ہے۔ یعنی حقیقت عبودیت ( بندگی ) اس حیثیت سے کہ انسان کو دینا میں اسکا مکلف بنایا گیا اور اس تکلیف عبودیت میں سید و مالک نے اس کیلئے کچھ امور کی حد مقرر فرمادی ہے پر قیام لازمی ہے۔

نمبر ۲ :- اگر عبودیت مکلفہ بامور نہ ہوتی تو یہ عبودیت اولال زہو و فخر کا تقاضا کرتی ہے اس حیثیت سے کہ یہ ایک بہت بڑے سید کی عبودیت ہے۔

نمبر ۳ :- مکلف ہونا فخر و اولال و شطح کا مانع ہے کیونکہ مکلف اوامر سید میں مشغول ہوتا ہے۔

نمبر ۴ :- جب عبد اس شغل تکلیف سے فارغ ہو گا تو مقام اولال میں قائم ہو گا مگر یہ دار آخرت میں ہی ہو سکے گا کیونکہ تکلیف مع الانفاس قائم ہے۔

نمبر ۵ :- جو بھی دنیا میں صاحب اولال ہوا ہے وہ بقدر اولال معرفتہ باللہ میں



ناقص رہا۔

نمبر ۶ :- صاحب اولال اس کے مرتبہ کو نہیں پا سکتا جو صاحب اولال نہیں ہے۔

نمبر ۷ :- صاحب اولال کے بہت سے سانس ضائع ہو گئے کیونکہ اولال تکلیف کے منافی ہے۔

نمبر ۸ :- دنیا دار اولال نہیں اور شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب اولال تھے۔

نمبر ۹ :- وفات کے قریب حضرت شیخ نے اپنا رخسارہ زمین پر رکھ دیا اور اعتراف کیا کہ یہ حال جس میں میں اب ہوں یہی حق ہے اور دنیا میں بندہ کیلئے اسی پر قائم رہنا لائق ہے۔

نمبر ۱۰ :- وہ صاحب اولال تھے چونکہ اللہ تعالیٰ انہیں حوادث اکون جنوا دیتا تھا یعنی وہ انکا اظہار فرمادیتے تھے۔

نمبر ۱۱ :- حضرت شیخ کے تلمیذ شیخ ابوالسعود کو اللہ نے محفوظ فرمایا انہوں نے عبودیت مکلفہ مع الانفاس کو موت تک لازم پکڑے رکھا۔

نمبر ۱۲ :- بوقت وفات حضرت شیخ جیلانی کا حال متغیر ہو گیا مگر شیخ ابوالسعود کے حال میں کوئی تغیر نہ ہوا۔

نمبر ۱۳ :- حضرت شیخ کے ہمعصر حضرات میں سے بھی بعض حضرات آپ، زمانہ کے بعد یا آپ کے زمانہ میں ہی آپ سے بلند مقام پر فائز ہوئے مثلاً شیخ ابوالسعود اور آپ کے زمانہ سے مراد قطبیت پر فائز ہونے سے وفات تک کا زمانہ ہے۔ یاد رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک انا سیدہ لد آدم و لافخر وغیرہ سے جواب نہیں دیا جاسکتا اس لئے کہ انبیاء پر غیر انبیاء کا قیاس نہیں کیا جاسکتا قائلین افضلیت شیخ تو کہتے ہیں کہ حضرت غوث پر کسی کا قیاس نہیں کیا جاسکتا تو حضور آقائے نامدار سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی دوسرے کا قیاس کیسے کیا جاسکتا ہے۔ نیز انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ وحی معصوم ہیں بخلاف اولیاء کے کہ انہیں ایسا قطعی ذریعہ میسر نہیں۔ نیز



انبیاء کو حکم اظہار ہے کہ ان کا کام تشریح ہے۔ بخلاف اولیاء کے کہ انہیں ستر کا حکم ہے۔ اور انکی تبلیغ بحکایت ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فتوحات و دیگر کتب تصوف کسی قدر تفصیل آگے بھی مذکور ہوگی حضرت ابن عربی لکھتے ہیں۔

اوجب اللہ علی الرسل اظہار ہا لکونہم مامورین بالدعاء الی اللہ ابتداء والولی لیس کذالک لانہ یدعو الی اللہ بحکایة دعوة الرسول ولسانہ لا بلسان یحدثہ کما یحدث لرسول آخر والذی اسئل اللہ تعالیٰ ان یرزقنا اعلیٰ مقام عنده یكون لا علی ولی فان باب الرسالة و النبوة مغلق فتوحات ص ۵۳۱ ج ۲

فتوحات یکہ ص ۸۰ ج ۲ میں ہے فان الرجال فی ذلک کانوا تحت قہر عبدالقادر فیما یحکی لنا من احوالہ و احوالہم فکان یقول ہذا عن نفسہ فیسلم لہ حالہ فان شاہدہ یشہدہ بصدق دعواہ فانہ کان صاحب حال مؤثرۃ ربانیۃ مدۃ حیاتہ لم یکن صاحب مقام و ما انتقل الی حال ابی السعود و ان کان تلمیذہ الا عند موتہ وہی الحال الکبریٰ وکانت ہذہ الحال مستصحبۃ لابی السعود طول حیاتہ فکان عبداً محضاً لم یشب عبودیتہ ربوبیۃ فاعلم ذلک

بلاشبہ اسوقت مردان حق قبر عبدالقادر کے تحت تھے جیسا کہ ہمیں آپکے اور مردوں کے احوال بتائے گئے ہیں تو آپ ایسی بات اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے مگر آپ کا حال سلامت رہتا بلاشبہ آپ کا شاہد آپکے صدق دعویٰ کی شہادت دیتا ہے بلاشبہ آپ اپنی مدت حیات تک صاحب حال مؤثر ربانی تھے صاحب مقام نہ تھے اور ابوالسعود کے حال کی جانب منتقل نہ ہوئے اگرچہ وہ آپکے تلمیذ تھے مگر بوقت موت حالانکہ یہی (ابوالسعود کا حال) حال کبریٰ ہے۔ اور ابوالسعود کا ساری زندگی یہی حال تھا۔ (ابوالسعود) عبد



محض تھے۔ آپ کی عورت میں ربوبیت کی آمیزش نہ تھی اس بات کو جان لو۔  
 نیز ص ۱۳۱ ج ۲ میں ہے۔ فان قلت ما المکر قلنا ارداف النعم مع  
 المخالفت وقد ر ایناه فی اشخاص و ابقاء الحال مع سوء الادب  
 و هو االب علی اهل العراق و مانجی منه فی علمنا لا  
 ابوالسعود بن شبیل سید وقتہ

اگر تو کہے کہ مکر کیا ہے تو ہم کہیں گے مخالفت کے باوجود نعمتوں کا عطا فرمانا۔ ہم نے یہ  
 سوء ادب کے باوجود ابقاء حال کئی اشخاص میں دیکھا اور اهل عراق پر یہی غالب ہے اور  
 ہمارے علم کے مطابق اس (مکر) سے کوئی بھی نجات نہ پاسکا سوا ابوالسعود بن شبیل کے  
 جو اپنے وقت کے سید تھے ص ۲۳۲ ج ۲ پر لکھتے ہیں۔ فان الشطح نقص  
 بالانسان لانه يلحق نفسه فيه بالرتبة الالهية و يخرج عن  
 حقيقته فيلحقه الشطح بالجهل بالله و بنفسه وقد وقع من  
 الاكابر ولا اسميهم لانه صفة نقص و اما رعا ع الناس فلا كلام  
 لنا معهم فانهم رعا ع بالنظر الى هؤلاء السادة و اذا وقع مثل هذا  
 من السادة فعليهم يقع العتب منا وقد يشطح ايضا الادنى علی  
 الاعلیٰ كمثل الشطحات علی مراتب الانبياء و هي اعظم عند  
 الله في المواخذة من شطحهم علی الله فان مرتبة الا له تكذبهم  
 بالحال و عند السامع و اما شطحهم علی الانبياء فموضع شبهة  
 يمكن ان تقبل الصحة في نفس الا مر فيغتر بها السامع  
 الحسن الظن به الذي لا معرفة عنده بمراتب اصناف الخلق  
 عند الله فيغار الله لذلك حيث هو حق للغير و ما يؤثر من  
 الضلالة في الناس فيواخذ صاحب الشطحات بها ولا سيما ان  
 ظهرت منه في حال صحو و كذلك من الشطحات المنقولة  
 عن السادة رؤية فضلية جنسهم من البشر علی الملكة جهلا  
 منهم و هم مسؤولون مواخذون بذلك عند الله و العالم بالله



المکمل هو الذی یحمی نفسه ان یجعل الله علیه حجة بوجه من الوجوه و من اراد ان یسلم من ذلك فلیقف عندا لا مر و النهی و الیرتقب الموت و یلزم الصمت الا عن ذکر الله من القرآن خاصة فمن فعل ذلك فلم یدع للخیر مطلباً ولا من الشر مهر با وقد استبرأ لنفسه واعطى کل ذی حق حقه كما اعطى الله کل شیء خلقه و هذا هو العاقل مقصود الحق من العالم و ما فوق هذه المرتبة مرتبة لمخلوق اصلاً هذا قد مشی من الفتوة طرف صالح فی حکمها فی الجناب الالهی۔

بلاشبہ شیخ انسان میں نقص ہے اس لئے کہ وہ شخص اپنے آپ کو رتبہ الہیہ کے ساتھ لاحق کر دیتا ہے اور اپنی اصلیت و حقیقت سے نکل جاتا ہے۔ تو شیخ اسے جھل باللہ و بنفسہ تک پہنچا دیتا ہے۔ اور تحقیق یہ چیز اکابر سے وقوع پذیر ہوئی مگر میں ان کا نام نہیں لیتا اسلئے کہ یہ صفت نقص ہے۔ بہر حال عام اولیاء ہمارا ان سے کوئی کلام نہیں کہ وہ ان سادات کی نسبت سے عوام ہیں۔ اور جب ایسا کلام سادات سے واقع ہو جائے تو ہماری طرف سے ان پر عتاب واقع ہوتا ہے۔ اور کبھی ادنیٰ اعلیٰ پر اظہار شیخ کرتا ہے۔ جیسے کہ مراتب انبیاء پر شطحات اور یہ عند اللہ مواخذہ میں اعظم ہے۔ نسبت اللہ کی ذات پر شیخ کے۔ اسلئے کہ مرتبہ الہیہ کے ساتھ اور سامع کے نزدیک ایسے لوگوں کی تکذیب کرتا ہے۔ بہر حال انبیاء پر شیخ موضع شبہ ہے نفس الامر میں قبول صحت کا امکان ہے۔ تو حسن ظن رکھنے والا سامع جسے عند اللہ اصناف خلق کے مراتب کا علم نہیں دھوکا کھا جائے گا اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ غیرت فرماتا ہے کہ یہ حق غیر ہے۔ اور لوگوں کی گمراہی میں موثر ہے۔ تو اس صاحب شیخ پر مواخذہ فرماتا ہے خصوصاً اگر شطحات کا صدور و ظہور صحو میں ہوا ہو یوں ہی سادات سے منقولہ شطحات میں سے ہے اپنی انسانی جنس کو جہالت کے ساتھ ملائکہ سے افضل جاننا حالانکہ وہ لوگ بایں سبب عند اللہ مسؤل و ماخوذ ہونگے اور عارف کامل وہ ہے جو اپنے آپ کو اس چیز سے بچاتا ہے۔ کہ کسی وجہ سے بھی اسپر اللہ کی حجت قائم ہو تو جو شخص اس



سے سلامت رہنے کا ارادہ رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اللہ کے امر و نہی پر وقوف اور موت کا انتظار کرے اور سکوت لازم پکڑے ماسواء اللہ کے ذکر کے جو خاص طور پر قرآن پاک سے ہو تو جس نے یہ کر لیا اس نے طلب خیر اور شر سے بھاگنے کا کوئی مقام نہ چھوڑا اور اپنے آپ کو بچا لیا اور ہر حق والے کو اس کا حق دیا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے ہر شئی کو اسکی تخلیق دی اور یہی وہ عاقل ہے جو اس عالم سے مقصود حق تعالیٰ ہے۔ اور اس مرتبہ سے اوپر مخلوق کیلئے کوئی مرتبہ نہیں۔ یہ شخص جناب الہی میں حکم کے اعتبار سے فتوۃ و جواں مردی کی صالح جانب پر چلا ۱۲

مگر بالآخر جلد ثالث میں آپ نے صراحتاً نام ذکر کر ہی دیا جس کا حوالہ سابقاً ہو چکا ہے۔

حاشیہ :-

۱۔ فاین الراحة فی دار التکلیف (الی) فاذا فرغت من امرانت فیہ فانصب فی امر تاتیک فی کل نفس فاین الفراغ (فتوحات ص ۴۳۱ ج ۴)

**واعبد ربک حتی یاتیک الیقین**



## مردان خدا کی چار اقسام

رجال ظاہر رجال باطن رجال حد رجال مطلع  
 رجال ظاہر سے افضل رجال باطن؛ رجال باطن سے افضل رجال حد  
 رجال حد سے افضل رجال مطلع ہیں

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رجال ظاہر سے ہیں۔

فتوحات یکہ ص ۱۸۷ ج ۱ میں ہے۔ ثم اعلم ان رجال اللہ علی  
 اربع مراتب رجال لهم الظاهر و رجال لهم الباطن و رجال لهم  
 الحد و رجال لهم المطلع فان اللہ سبحانه لما اغلق دون الخلق  
 باب النبوة والرسالة ابقى لهم الفهم عن اللہ فيما يوحى به على  
 نبيه ﷺ في كتابه العزيز وكان على ابن ابي طالب رضي الله عنه  
 يقول ان الوحي قد انقطع بعد رسول اللہ ﷺ وما بقى  
 بايدينا الا ان يرزق اللہ عبدا فهما في هذا القرآن (الى) فرجال  
 الظاهر لهم التصرف في عالم الملك و الشهادة (الى) وهو  
 المقام الذي تركه الشيخ العاقل ابوالسعود بن شبل البغدادي ادبا  
 مع اللہ (الى ان قال) نحن تركنا الحق يتصرف لنا وهو قوله  
 تعالى فاتخذہ وكيلا فامتثل امر اللہ (الى) واما رجال الباطن  
 فهم الذين لهم التصرف في عالم الغيب والملكوت (الى) واما  
 رجال الحد فهم الذين لهم التصرف في عالم الارواح النارية عالم  
 البرزخ والجبروت (الى) واما رجال المطلع فهم الذين لهم  
 التصرف في الاسماء الالهية فيستنزلون بها منها ماشاء اللہ  
 وهذا ليس لغيرهم ويستنزلون بها كل ما هو تحت تصريف  
 الرجال الثلاثة رجال الحد والباطن والظاهر وهم اعظم الرجال



وہم الملامیۃ ہذا فی قوتہم و ما یظہر علیہم من ذلک شیئی  
 منہم ابو السعود وغیرہ فہم والعامۃ فی ظہور العجز و ظاہر  
 العوائد سواء وکان لابی السعود فی ہولاء الرجال تمیز بل کان  
 اکبرہم (الی) وکان یقول ما ہوا لا الصلوۃ الخمس وانتظار  
 الموت و تحت ہذا الکلام علم کبیر و کان یقول الرجال مع  
 اللہ تعالیٰ کساعی الطیر فم مشغول و قدم تسعی و ہذا اکبر  
 حالات الرجال مع اللہ اذالکبیر من الرجال من یعامل کل  
 موطن بما یتحققہ و موطن ہذا الدنیا لا یمکن ان یعاملہ  
 المحقق الا بما ذکرہ ہذا الشیخ فاذا ظہر فی ہذا الدار من رجل  
 خلاف ہذا المعاملۃ علم ان ثم نفسا ولا بد الا ان یکون مامورا  
 بما ظہر منہ و ہم الرسل والانبیاء علیہم السلام و قد یکون  
 بعض الورثۃ لہم امر فی وقت بذالک و ہو مکر خفی فانہ  
 انفصال عن مقام العبودیۃ الی خلق الانسان لہا۔

پھر جان لے بلاشبہ رجال اللہ چار مراتب پر ہیں۔ کچھ ایسے رجال ہیں جنکے لئے ظاہر  
 بعض کیلے باطن بعض کیلئے حد اور بعض کیلئے مطلع ہے۔ بلاشبہ جب اللہ سبحانہ نے  
 باب نبوت و رسالت بند کر دیا تو ان کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کردہ  
 وحی کا فہم عن اللہ باقی رکھا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے  
 بلاشبہ سلسلہ وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد منقطع ہو گیا اور ہمارے  
 پاس باقی نہیں رہا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو فہم قرآن عطا فرمائے۔ (تا) تو رجال  
 ظاہر کیلئے عالم ملک و شہادت میں تصرف ہے (تا) اور یہی وہ مقام ہے جسے شیخ عاقل  
 ابو السعود بن شبلی البغدادی نے ادب الہی کے باعث ترک کر دیا (تا) فرمایا ہم نے یہ  
 بات حق تعالیٰ پر چھوڑ دی ہے کہ وہ ہمارے لئے تصرف فرمائے اور یہ قول خداوندی  
 ہے اسے اپنا وکیل بنا لے آپ نے امر الہی کا امثال کیا۔ (تا) بہر حال رجال باطن وہ  
 اہگ ہیں جن کے لئے عالم غیب ملکوت میں تصرف ہے۔ (تا) اور رجال حد وہ لوگ



ہیں جنکو عالم ارواح ناریہ عالم برزخ و جبروت میں تصرف حاصل ہے (تا) اور رجال مطلع وہ ہیں جنہیں اسماء اہیہ میں تصرف حاصل ہے۔ تو ان میں سے جس قدر اللہ چاہتا ہے یہ لوگ نازل کر لیتے ہیں اور یہ چیز انکے غیر کیلئے نہیں اور رجال ثلاثہ حد و باطن و ظاہر کی تصریف میں جو کچھ ہوتا ہے اسے بھی یہ لوگ نازل کر لیتے ہیں یہ رجال اللہ میں سب سے اعظم و افضل ہیں اور یہ لوگ ملامیہ ہیں یہ چیزیں انکی قوت میں ہیں لیکر۔ ان پر اس میں سے کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی ان میں سے ابوالسعود وغیرہ ہیں تو وہ عام لوگ ظہور و عجز اور ظاہر عوائد میں برابر ہیں اور ابوالسعود کو ان رجال میں ایک تمیز خاص حاصل تھا بلکہ آپ ان میں سے اکبر تھے۔ (تا) اور آپ فرمایا کرتے تھے صرف پانچ نمازیں ہیں اور انتظار موت اس کلام کے تحت بہت بڑا علم ہے اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ بندہ اللہ کی بارگاہ میں سعی کرنے والے پرندے کی مانند ہے منہ مشغول اور قدم دوڑتے ہوئے اور یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مردوں کے حالات میں سے اکبر حال ہے۔ اسلئے کہ مردان خدا میں سے بڑا اور اعلیٰ وہ ہے جو ہر مقام اور موطن میں وہ معاملہ کرے جس کا وہ مقام مستحق ہے۔ اور اس موطن دنیا میں محقق کے لئے کوئی اور معاملہ ممکن نہیں مگر وہی جو اس شیخ نے ذکر کیا۔ تو جب اس دار دنیا میں کسی شخص سے اسکے خلاف ظاہر ہو تو معلوم ہو گیا کہ یہاں نفسانیت کا دخل ہے۔ اور یہ بات ضروری ہے مگر یہ کہ وہ مامور ہو اور وہ صرف رسل و انبیاء ہی ہیں کبھی بعض ورثہ کو اسکا امر ہوتا ہے لیکن یہ مکر خفی ہے اسلئے کہ یہ اس مقام عبودیت سے انفصال ہے جس کیلئے انسان پیدا کیا گیا۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ رجال ظاہر کیلئے تصرف ثابت ہوتا ہے مگر شیخ اکمل ابوالسعود نے اللہ کے ساتھ ادب کیلئے ترک کر دیا کیونکہ یہی افضل ہے نیز اس درجہ سے اوپر اولیاء اللہ کے لئے تین درجات اور ہیں یعنی رجال باطن وحد و مطلع ان درجات پر فائز حضرات رجال ظاہر سے نہایت ہی ارفع و اعلیٰ مقامات پر فائز ہیں۔

الکبریٰ الاحمر ص ۸۴ میں حضرت امام شعرانی شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں۔

وقال فی الباب السابع والتسعين وثلاثمائة انما ظہر الشیخ عبد



القادر الجلیلی بالتصریف فی الوجود والتأثیر والدعوی العریضة لان مشهده من الحق تعالیٰ کان حضرة الاسم الظاهر فاعطاه مقام الصولة والهمة والشطح واطهار العلو علی امثاله واشکاله بل علی من هو اعلیٰ منه فی مقامه قال وهذا المقام وان کان رفیعاً فثم ما هو ارفع منه وهو مقام الادب واطهار الذل والمسکنة قال ومن شطح علی الله اکثر ادب ممن شطح علی عباد الله لان الله تعالیٰ یقبل الشطح لوسعه بخلاف المخلوق لضعفه الیواقیت والجواهر ص ۱۰۴ تصنیف حضرت امام شعرانی میں ہے فان قلت فهل القتل بالهمة والولاية والعزل الذی یقع من بعض الاولیاء کمال فیهم ام نقص فالجواب هو نقص بالنسبة لما فوکه من المقامات واعطی الشیخ ابو السعود ابن الشبل مقام التصریف فی الوجود فترکه وقال نحن قوم ترکنا الحق تعالیٰ یتصرف لنا فكان اکمل من الشیخ عبدالقادر الکیلانی مع انه تلمیذه هکذا ذکر الشیخ فی الباب الثانی والتسعين ومائة من الفتوحات

کہ آپ نے باب ۳۹۷ میں فرمایا کہ شیخ عبدالقادر الجیلانی تصریف وتأثیر فی الوجود اور دعوائے عریضہ کے ساتھ ظاہر ہوئے اس لئے کہ آپ کا مشہد حق تعالیٰ سے حضرة اسم ظاہر تھا تو اس نے آپ کو صولت و ہمت شطح اور اپنے امثال واشکال بلکہ اس پر بھی اظہار علو دیا جو اپنے مقام میں آپ سے اعلیٰ تھا۔ شیخ ابر فرماتے ہیں یہ مقام اگرچہ رفیع ہے مگر یہاں اس سے بھی ارفع مقام ہے اور وہ مقام ادب و اظہار ذل و مسکنت ہے اور جس نے احکام الہی پر شطح کا اظہار کیا اس کی نسبت زیادہ ادب والا ہے جس نے اللہ کے بندوں پر شطح کا اظہار کیا۔ اس لئے کہ اللہ اپنے وسع کے باعث شطح قبول کرتا ہے بخلاف مخلوق کے اس لئے کہ مخلوق کے ہاں تنگی ہے اگر تو کہے کہ کیا ہمت اور ولایت کے ساتھ قتل کر دینا یا معزول کر دینا جو کہ بعض اولیاء سے واقع ہوتا ہے کمال



ہے یا نقص تو جواب یہ ہے کہ مافوق مقامات کے اعتبار سے یہ نقص ہے شیخ ابوالسعود بن شبل کو مقام تصریف فی الوجود عطا فرمایا گیا تو آپ نے اسے ترک کر دیا اور فرمایا کہ ہم وہ قوم ہیں کہ ہم نے حق تعالیٰ پر چھوڑ دیا ہے کہ ہمارے لئے تصرف فرمائے۔ لہذا آپ شیخ عبدالقادر جیلانی سے باوجود آپ کے تلمیذ ہونے کے افضل تھے۔



## تمام مقامات سے اعلیٰ مقام عبودیتہ محضہ ہے

صاحب روح المعانی ص ۵۵ ج ۶ پر

الحافظون لحدود اللہ کی تفسیر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں

ہم القائمون فی مقام العبودية بعد کشف صفات الربوبية لهم  
 فلا يتجاوزون ذلك وان حصل لهم ما حصل فهم فی مقام  
 التمکین والصحو لا يقولون ما يقوله سكارى المحبة ولا  
 يهيمون فی اودية الشطحات (الی) فان الوقوف عند القدر من  
 شان الكاملین ومن هنا قيل لا تؤثر همة العارف بعد کمال  
 عرفانه ای اذا تیقن وقوع کل شیئی بقدره تعالیٰ الموافق  
 للحکمة البالغة وان ماشاء اللہ کان وما لم يشاء لم یکن ولم یتهم  
 اللہ فی شیئی من الفعل والترك سکن تحت كهف الا قدار  
 وسلم لمدعی الارادة وانصت لمنادی الحکمة وترك مراده  
 لمراد الحبيب بل لا یريد الا ما یریده وهو الذی یقتضیه مقام  
 العبودية المحضة الذی هو اعلیٰ المقامات ودون ذلک مقام الا  
 دلال ولقد کان حضرة مولانا القطب الربانی الشیخ عبدالقادر  
 الکیلاتی قدس سره فی هذا المقام وله کلمات تشعر بذلک  
 لکن لم یتوقف قدس سره حتی انتقل منه الی مقام العبودية  
 المحضة کما نقل مولانا عبدالوهاب الشعرانی فی الدرر  
 والیواقیت وقد ذکر ان هذا المقام کان لتلمیذہ حضرت مولانا  
 ابوالسعود الشبلی قدس سره صاحب روح المعانی ص ۵۶ ج ۱۷  
 پر تحت قوله تعالیٰ بل عباد مکرمون لا یسبقونه بالقول وهم  
 بامرہ یعملون رقم طرازہیں اشارۃ ان الکامل لا یختار شیئا شانه  
 التفویض والجریان تحت مجار الاقدار مع طیب النفس ومن  
 هنا قيل ان القطب الربانی الشیخ عبدالقادر الکیلاتی قدس



سرہ وغمرنا برہ لم يتوقف حتى ترقى عن مقام الادلال الى  
التفويض المحض وقد نص على ذلك الشيخ عبدالوهاب  
الشعرانی فی کتابہ الجواهر والیواقیت

وہ وہ ہیں جو کشف صفات ربوبیت کے بعد مقام عبودیت میں قائم ہیں تو اس  
سے تجاوز نہیں کرتے خواہ انہیں حاصل ہے جو بھی حاصل ہے۔ تو وہ مقام تمکین و صحو  
میں ہیں جو کچھ سکری محبت کہہ جاتے ہیں یہ لوگ نہیں کہتے۔ اور نہ ہی اودیہ شطحات  
میں بھٹکتے ہیں۔ (تا) پس بلاشبہ وقوف عند القدر کاملین کی شان ہے۔ اسی وجہ سے کہا  
گیا ہے کہ کمال عرفان کے بعد عارف کی ہمت موثر نہیں ہوتی۔ یعنی جب اسے کامل  
یقین حاصل ہو جاتا ہے کہ ہر شئی کا وقوع تقدیر الہی سے ہے۔ جو کہ حکمت کاملہ کے  
موافق ہے اور یہ کہ جو اللہ نے چاہا ہوا اور کسی شئی کے فعل و ترک میں اللہ تعالیٰ پر  
اتمام نہیں لگاتا کھف اقدار میں سکون پذیر ہو جاتا ہے اور مدعی ارادہ کے سامنے سر  
تسلیم خم کرتا ہے۔ اور منادی حکمت کے لئے خاموش ہو جاتا ہے۔ اور اپنی مراد حبیب  
کی مراد کے لئے ترک کر دیتا ہے۔ بلکہ کسی شئی کا ارادہ ہی نہیں کرتا مگر اس چیز کا جس  
کا محبوب ارادہ فرمائے۔ اور یہی (تواضع و عجز و نیاز) وہ ہے جس کا مقام عبودیتہ محض  
تقاضا کرتا ہے جو کہ تمام مقامات سے اعلیٰ مقام ہے اس سے نیچے مقام اولال ہے اور  
حضرت مولانا قطب ربانی شیخ عبدالقادر گیلانی قدس سرہ اس مقام میں تھے اور آپ کے  
کچھ ایسے کلمات ہیں جو اس کی خبر دیتے ہیں لیکن آپ یہاں متوقف نہ رہے بلکہ یہاں  
سے مقام عبودیتہ محض کی طرف منتقل ہو گئے جیسا کہ مولانا عبدالوهاب الشعرانی نے  
الدرر والیواقیت میں نقل فرمایا ہے اور آپ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ یہ مقام (عبودیتہ  
محض) آپ کے تلمیذ مولانا ابوالسعود الثبلی قدس سرہ کا تھا آیہ کریمہ میں اس بات کی  
طرف اشارہ ہے کہ کامل کسی کام میں اپنا اختیار استعمال نہیں کرتا بلکہ اس کی شان یہ  
ہے بطیب خاطر جمیع معاملات اللہ جل شانہ کے سپرد کر دینا اور تقادیر الہیہ کے تحت  
چلنا اور اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ ٹھہرے  
نہ رہے حتیٰ کہ مقام اولال سے ترقی کر کے تفویض محض تک پہنچے اس پر شیخ



عبدالوہاب شعرانی نے اپنی کتاب الجواہر والیواقیت میں نص کی ہے۔ ۱۲ لیکن یہ انتقال بوقت انتقال ہوا جب کہ شیخ ابو السعود دیگر کاملین تادمت حیات اسی اعلیٰ مقام عبودیت محض میں رہے وقد نص علی ذالک الشیخ ابن العربی والامام الشعرانی وغیرہما علیہم الرحمة والرضوان

اب شطح کی وضاحت ملاحظہ فرمائیے تاکہ بحث

پوری طرح واضح ہو جائے

فتوحات مکیہ ص ۳۸۷ ج ۲ میں ہے

ان الشطح كلمة دعوى بحق تفصح عن مرتبته التي اعطاه الله من المكانة عنده افصح بها عن غير امر الهی لكن علی طریق الفخر بالراء فاذا امر بها فانه يفصح بها تعريفاً عن امر الهی لا يقصد بذلك الفخر قال عليه السلام انا سيد ولد آدم ولا فخر يقول ما قصدت الا فتخار عليكم بهذا التعريف انبائتكم به لمصالح لكم في ذلك ولتعرفوا منة الله عليكم برتبة نبیكم عند الله والشطح زلة المحققين اذالم يومر به فيقولها كما قالها عليه السلام ولهذا بين فقال ولا فخر فاني اعلم اني عبدالله كما انتم عبيدالله والعبد لا يفتخر على العبد اذا كان السيد واحداً وكذا نطق عيسى عليه السلام فبدا بالعبودية وهو بمنزلة قوله عليه السلام ولا فخر (الی ان قال) فهذه كلها لو لم تكن عن امر الهی لكانت من قائلها شطحات فانها كلمات تدل علی الرتبة عند الله علی طریق الفخر بذالك علی الامثال والاشكال وحاشا اهل الله ان يتميز واعن الامثال او يفتخر و او لهذا كان الشطح رعونة نفس فانه لا يصدر من محقق اصلا فان المحقق ماله مشهود سوى ربه وعلی ربه ما يفتخر وما يدعی



بل هو ملازم عبوديته مهيا لما يرد عليه من اوامره فيسارع اليها وينظر جميع من في الكون بهذه المثابة فاذا شطح فقد انحجب عما خلق له وجهل نفسه وربيه ولو انفعل عنه جميع ما يدعيه من القوة فيحيى ويميت ويولى ويعزل وما هو عند الله بمكان بل حكمه في ذلك حكم الدواء المسهل او القابض يفعل بخاصية الحال لا بالمكانة عند الله كما يفعل الساحر بخاصية الصنعة في عيون الظاهرين فيخطف ابصارهم عن روية الحق في ما اتوا به فكل من شطح فعن غفلة شطح وما راينا ولا سمعنا عن ولى ظهر منه شطح لرعونة نفس وهو ولى عند الله الا ولا بد ان يفتقر وينزل ويعود على اصله ويزول عنه ذلك الزهو الذى كان يصول به فذلك لسان حال الشطح هذا اذا كان بحق هو مذموم فكيف لو صدر من كاذب فان قيل فكيف صورة الكاذب في الشطح مع وجود الفعل و الاثر منه قلنا نعم ما سالت عنه اما صورة الكاذب في ذلك فان اهل الله و ذلك المسمى شطحا عندهم حيث لم يقترن به امر الهى امر به كما تحقق ذلك عن الانبياء عليهم السلام فمن الناس من يكون عالما بخواص الاسماء فيظهر بها الاثار العجيبة والانفعالات الصحيحة ولا يقول ان ذلك عن اسماء عنده و انما يظهر ذلك عند الحاضرين انه من قوة الحال والمكانة عند الله والولاية الصادقة وهو كاذب في هذا كله و هذا لا يسمى شطحا ولا صاحبه شاطحا بل هو كذب محض ممقوت فالشطح كلمات صادقة صادرة من رعونة نفس عليها بقية طبع تشهد لصاحبها يبعده من الله في تلك الحال و هذا القدر كاف في معرفة حال الشطح

سطح ايا حق دعوى ہے جس سے بغیر امر الہی کے اپنے اس مرتبہ



و مقام کو بطور فخر بیان کرے جو اسے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ جب اسے امر دیا جائے تو وہ بامر خداوندی اپنی تعریف کرتا ہے اور اس سے فخر کا قصد نہیں کرتا۔ سرکارِ دو عالم علیہ السلام نے فرمایا انا سید ولد آدم ولا فخر۔ میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور فخر نہیں۔ آپ فرما رہے ہیں میں نے تم پر فخر کا قصد نہیں کیا لیکن میں نے تمہاری مصالح کے لئے تمہیں خبر دی ہے تاکہ تم اپنے نبی کے عند اللہ رتبہ سے اپنے آپ پر اللہ تعالیٰ کا احسان پہچان لو اور شطح محققین کی زلت ہے جب امر نہ دیا گیا ہو تو ایسی بات کہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے۔ اسی وجہ سے آپ نے وضاحت فرمادی ولا فخر فخر نہیں اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ ہوں جیسے تم اللہ کے بندے ہو اور عبد عبد پر فخر نہیں کرتا جب کہ سید ایک ہو اور ایسے ہی عیسیٰ علیہ السلام نے نطق فرمایا تو ابتداء عبودیت کے اظہار سے کی اور وہ بمرتبہ حضور کے قول ولا فخر کے ہے (الی ان قال) تو یہ سب اگر امر الہی سے نہ ہوتے تو یہ قائل کی شطحات ہوتے۔ کہ وہ ایسے کلمات ہیں جو عند اللہ رتبہ پر دلالت کرتے ہیں امثال و اشکال پر فخر کے طریق سے اور اہل اللہ اس بات سے بہت دور ہیں کہ امثال سے متمیز ہوں یا فخر کریں یہی وجہ ہے کہ شطح رعونت نفس ہے تو وہ کسی محقق سے صادر نہیں ہوتا کہ محقق کا مشہود ماسوی اپنے رب کے کچھ نہیں ہوتا اور اپنے رب پر نہ فخر کر سکتا ہے اور نہ دعویٰ بلکہ وہ اس کی عبودیت کو لازم پکڑنے والا اور اپنے آپ پر وارد ہونے والے اوامر ربانی کے لئے تیاری کرنے والا ہوتا ہے تو وہ ان کی ادائیگی میں مسارعت اختیار کرتا ہے اور تمام کائنات کو اسی مقام میں دیکھتا ہے تو جب شطح کیا تو اس سے حجاب میں ہو گیا جس کے لئے پیدا کیا گیا۔ اور نہ اپنے آپ کو پہچانا اور نہ ہی اپنے رب کو خواہ وہ جس قوت کا مدعی ہے اس کے تمام تر اثرات کا اس سے ظہور ہو وہ زندہ کر دے یا مار دے یا والی بنائے یا معزول کرے تو اس کے باوجود وہ عند اللہ کسی مقام پر نہیں ہے بلکہ اس کا حکم دوائے مسهل یا قابض کا ہے وہ خاصیت حال سے کرتا ہے نہ عند اللہ مرتبے سے جیسے کہ ساحر خاصیت صفت سے ظاہر بین نظروں میں کرتا ہے تو ان کی آنکھیں حق کے دیکھنے سے بند کر لیتا ہے تو جس نے بھی شطح کا اظہار کیا غفلت سے کیا



اور ہم نے کوئی ولی دیکھا نہ سنا کہ اس سے رعونت نفس سے شطح کا ظہور ہوا ہو حالانکہ وہ شخص عند اللہ ولی ہو تو وہ لازمی طور پر اقتدار و ذلت پیش کرے گا اور اپنے اصل کی طرف عود کریگا اور اس سے یہ فخر و زہو زائل ہو جائے گا جس کی وجہ سے وہ حملہ آور ہوتا ہے تو یہ لسان حال شطح ہے جبکہ حق ہو تو مذموم ہے تو پھر کیسے ہو گا اگر کاذب سے صادر ہو اگر کہا جائے باوجود فعل و اثر کے کاذب فی الشطح کی صورت کیا ہے ہم کہیں گے جو تو نے سوال کیا ہے بہت اچھا ہے کاذب فی الشطح کی صورت یہ ہے کہ اہل اللہ سے اگر کوئی شخص بغیر امر الہی کے اس طرح کی کسی چیز کا اظہار کرتا ہے جیسے امور کا تحقق انبیاء علیہم السلام سے ہوتا ہے تو یہ شطح ہے اور بعض لوگ وہ ہوتے ہیں جو خواص اسماء کے عالم ہوتے ہیں تو ان اسماء سے آثار عجیبہ اور انفعالات صحیحہ کا اظہار کرتے ہیں اور یہ نہیں کہتے یہ اسماء کی تاثیر ہے تو حاضرین کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوت حال اور عند اللہ مرتبہ اور ولایت صادقہ کی وجہ سے ہے حالانکہ وہ اس سب میں کاذب ہوتا ہے تو اسکا نام شطح اور اسکے صاحب کا نام شاطح نہیں بلکہ یہ کذب محض ہے جس پر ناراضگی ہے تو شطح کلمات صادقہ ہیں جو رعونت نفس سے صادر ہوئے بقیہ طبع کی وجہ سے یہ اپنے صاحب کو اس حال کی وجہ سے اللہ سے دور کرتے ہیں یہ مقدار حال شطح کی معرفت کیلئے کافی ہے۔

### تحکم

اب مزید وضاحت کیلئے تحکم جو کہ شطح کی ہی ایک قسم ہے وہ بھی ملاحظہ

فرمائیے۔

فتوحات یکہ شریفہ ص ۵۲۰ ج ۲ میں ہے۔

عین التحکم عند القوم التصرف لاظہار الخصوصیة بلسان الانبساط فی الدعاء ہذا ضرب من الشطح وقرب منه لما یتوہم من دخول النفس فیہ الا ان یکون عن امر الہی فلا مواخذة علی صاحبه فیہ (الی ان قال) فاذا کان عن امر الہی بتعریف فالانسان فیہ عبد ممثّل امر سیدہ بطریق الوجوب)



(الی ان قال)

فعین التحکم مخصوص بالرسول فی اظهار المعجزات  
 والتحدی بها عن الامر الالهی فانهم مرسلون بالدلالات علی  
 انهم رسل اللہ فہم مخبرون بالحال انہم المصطفون الاخیار لا  
 بالقصد ثم قد یقع منہم بعد ثبوت الرسالة قول خارج عن  
 مقتضی الدلالة ولا یكون منہم الا عن امر الہی یوزن ذلك  
 القول بمر تبة القائل عند اللہ مثل قوله صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم انا سید الناس یوم القیمة فلما کان فی قوة هذه اللفظ  
 اظهار الخصوصية عند اللہ ومن هو مشغول باللہ ما عنده فراغ  
 لمثل هذا و من شغل اهل اللہ باللہ امثال امر اللہ فاخبر علیہ  
 السلام حین عم فقال ولا فخر ای ما قصدت الفخر ای ہکذا  
 امرت ان اعرفکم فان العارف کیف یفتخر و المعرفة تمنعه و  
 مشاہدۃ الحق تشغله ولا یظهر مثل هذا ممن لیس بما مور بہ  
 الا عن رعونة نفس او فناء لغلبة حال یتستغفر اللہ من ذلك اذا  
 فارقه ذلك الحال الذی افناه (الی ان قال) و منہم من یتبلغ فی  
 التحکیم ان یقسم علی اللہ فی امر فیبراء الحق قسمہ ومع هذا  
 یتستغفر اللہ ولو لا ان فیہ رائحة ما استغفر والحکایات فی  
 التحکیم عن الصالحین کثیرة لا سیما ما یحکی عن  
 عبدالقادر الجیلی رحمہ اللہ۔

اولیائے کرام کے نزدیک عین التحکم اظہار خصوصیت کیلئے بلسان انبساط فی الدعاء تصرف کا  
 نام ہے یہ سطح کی ہی ایک قسم ہے اور اسکے قریب ہے کہ اس میں بھی نفس کا دخل ہو  
 سکتا ہے۔ مگر یہ کہ امر الہی سے ہو تو اس کے صاحب پر کوئی مواخذہ نہ ہو گا۔ (الی ان  
 قال) جب امر الہی تعریف کے بارے میں ہو تو انسان اس میں اپنے سید کے وجوبی امر کا  
 امثال کرنے والا عبد ہو گا۔ (الی ان قال)



پس عین تحکم رسل کرام کے ساتھ مخصوص ہے بامر الہی اظہار معجزات میں اور تحدی میں کہ وہ ایسے معجزات کے ساتھ بھیجے گئے ہیں جو دلالت کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں تو وہ حال کے ساتھ خبر دینے والے ہیں کہ وہ چنیدہ پسندیدہ ہیں نہ کہ قصد سے پھر ثبوت رسالت کے بعد کبھی ان سے دلالت مذکورہ کے مقتضی سے خارج قول بھی وقوع پذیر ہو جاتا ہے لیکن رسل عظام سے ایسا بغیر امر الہی کے نہیں ہوتا یہ قول عند اللہ قائل کے مرتبہ کی خبر دیتا ہے۔ جیسے حضور علیہ السلام کا ارشاد انا سید الناس یوم القیامۃ پس جبکہ ان الفاظ سے عند اللہ اظہار خصوصیت ہوتا تھا اور جو اللہ کی ذات کے ساتھ مشغول ہو اس کے پاس ایسی باتوں کیلئے فراغت نہیں ہوتی اور اہل اللہ کا اللہ کی ذات کے ساتھ شغل اسکے امر کا امثال ہے تو حضور علیہ السلام نے اپنی خصوصیت کی خبر دینے کے بعد ولا فخر فرمایا۔ یعنی میں نے فخر کا قصد نہیں کیا یعنی مجھے اسی طرح حکم دیا گیا ہے کہ تمہیں جنواؤں اسلئے کہ عارف کیسے فخر کر سکتا ہے کہ معرفت اسکو منع کرتی اور مشاہدہ حق اسے مشغول رکھتا ہے۔ اور ایسی بات غیر مامور لوگوں سے ظہور پذیر نہیں ہوتی مگر رعونت نفس یا فنا۔ غلبہ حال سے تو جب اس سے یہ حال جس نے اسے مقام فنا میں پہنچا دیا ہے جدا ہوتا ہے تو وہ ایسی بات سے اللہ کی ذات سے مغفرت طلب کرتا ہے۔ اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو مقام تحکیم میں یہاں تک پہنچ جاتے ہیں کہ اللہ کی ذات پر قسم اٹھا دے تو اللہ اس کی قسم پوری کر دیتا ہے اور اس کے باوجود وہ اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہے اگر اسمیں راحۃ نفس نہ ہوتی تو وہ استغفار نہ کرتا اور تحکیم میں صالحین سے بہت سی حکایات ہیں خاص طور پر عبد القادر الجیلی رحمۃ اللہ علیہ سے۔

## بحث مکر

اولیاء پر ستر واجب ہے جیسے کہ انبیاء پر اظہار واجب ہے تاویل سے زیادہ ضرر رساں کوئی چیز نہیں۔

تکمیل بحث کیلئے حضرت ابن عربی کی مکر اللہ پر تحریر بھی پیش خدمت ہے ص



واما مكر الله بالخاصة فهو مستور في ابقاء الحال عليه مع سوء الادب الواقع منه و هو التلذذ بالحال و الوقوف معه وما يورثه من الادلال فيمن قام به و الهجوم على الله و عدم طلب الانتقال منه وما قال الله لنبيه و قل رب زدني علما وما اسمعنا ربك الا تنبيها لنقول ذلك ونطلب من الله ولو كان مخصوصا بالنبي لم يسمعنا او كان يذكر انه خاص به كما قال في نكاح الهبة فللحال لذة و حلاوة في النفوس يعسر على بعض النفوس طلب الانتقال من الامر الذي اورثه ذلك الحال بل لا يطلب المزيد الا منه و جهل ان الاحوال مواهب واما المكر الذي في خصوص الخصوص وهو في اظهار الآيات و خرق العوائد من غير امر ولا حد الذي هو ميزانها فانه لما وجب على النبياء سترها كما وجب في الرسل اظهارها اذا مكن الولي منها واعطى عين الحكيم في العالم يطلب الممكوريه لنقص حظ عن درجة غيره يريد الحق ذلك به وجعل فيهم طلبا لطريق اظهارها من حيث لا يشعر ان ذلك مكر الهى يوءدى الى نقص حظ فوق الالهام في النفس باظهار الايات على ايديهم من انقياد الخلق الى الله عزوجل وانقياد الغرقى من بحار الذنوب المهلكة و اخذهم عن الماء ولوفات وان ذلك من اكبر ما يدعى به الى الله ولهذا كان من نعت الانبياء و الرسل ويرى في نفسه انه من الورثة وان هذا من وراث الاحوال فيحجبهم ذلك عما اوجب الله على الاولياء من ستر هذه الايات مع قوتهم عليها وغيبيهم عما اوجب الله على الرسل من اظهارها لكونهم مامورين بالدعاء الى الله ابتداء والولى ليس



كذلك انما يدعو الى الله بحكاية دعوة الرسل ولسانه لا بلسان  
يحدثه كما يحدث لرسول آخر والشرع مقرر من عند  
العلماء به فالرسول على بصيرة في الدعاء الى الله بما اعلمه الله  
من الاحكام المشروعة والولى على بصيرة في الدعاء الى الله  
بحكم الاتباع لا بحكم التشريع فلا يحتاج الى آية ولا بينة  
فانه لو قال ما يخالف حكم الرسول لم يتبع في ذلك ولا كان  
على البصيرة فلا فائدة لاظهار آية بخلاف الرسول فانه  
ينشئ التشريع وينسخ بعض شرع مقرر على يد غيره من  
الرسول فلا بد من اظهار آية وعلامة تكون دليلا على صدقه انه  
يخبر عن الله ازالة ما قرره الله حكما على لسان رسول آخر  
اعلاما بانتهاء مدة الحكم في تلك المسئلة فيكون الولى مع  
خصوصيته قد ترك واجبا فنقصه من مرتبة ما يعطيه الوقوف  
مع ذلك الواجب والعمل به فلا شئى اضر بالعبد من التاويل  
في الاشياء فالله يجعلنا على بصيرة من امرنا ولا يتعدى بنا  
ما يقتضيه مقامنا والذى اسئال الله تعالى ان يرزقنا اعلى مقام  
عنده يكون لا على ولى فان باب الرسالة والنبوة مغلق وينبغى  
للعالم انه لا يسئال فى المحال

اللہ کا مکر خاص لوگوں کے ساتھ ابقائے حال میں مستور ہے باوجود سوء ادب کے جو اس  
سے واقع ہوا ہے اور وہ ہے حال کے ساتھ تلذذ اور اسکے ساتھ وقوف جو کچھ اولال دیتا  
ہے جسکے ساتھ قائم ہوتا ہے اور اللہ کی ذات پر ہجوم اور اس حال سے طلب انتقال ہ  
عدم اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو رب زدنی علما نہ کہا اور ہمیں نہ سنایا مگر  
تنبیہ کیلئے تاکہ ہم یہ کہیں اور اللہ تعالیٰ سے طلب کریں اگر نبی پاک کا خاصہ ہوتا تو  
اللہ تعالیٰ ہمیں نہ سناتا یا فرمادیتا کہ یہ آپ کے ساتھ خاص ہے جیسے کہ نکاح ہبہ میں  
فرمادیا تو طبیعت میں حال کی ایک لذت اور حلاوت ہوتی ہے کہ بعض طبائع پر حال کے



دیئے ہوئے امر سے طلب انتقال نہایت ہی مشکل ہوتا ہے بلکہ اسی میں اضافہ طلب کرتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ احوال مواہب ہیں خاص الخاص لوگوں میں مکر الہی یہ ہے کہ ان سے بغیر امر الہی اور حد مقررہ کے آیات و خوارق عادات کا اظہار ہوتا ہے جب اولیاء پر ستر واجب ہے جیسے کہ انبیاء پر اظہار واجب تو جس وقت ولی کو اسپر تمکین دی جاتی ہے اور اسے عالم میں عین التحکیم عطا کیا جاتا ہے تو مہمور اسے طلب کرتا ہے اسلئے کہ اسکا حظ دوسرے سے کم ہوتا ہے۔ تو وہ طلب اظہار کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ یہ مکر الہی ہے جو نقص حظ تک پہنچائے گا تو نفس میں اظہار آیات کا الہام واقع ہوتا ہے یعنی خلق کا ذات حق کیلئے انقیاد اور مہمک۔ گناہوں کے سمندروں میں مستغرق لوگوں کو بچانا۔ اگرچہ موت ہی واقع ہو چکی ہو پھر بھی ان کو پانی سے زندہ نکال لینا اور یہ ان بڑی چیزوں میں سے ہیں جن کے ساتھ اللہ کی طرف بلایا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ انبیاء و رسل کے صفت ہے اور وہ مہمور یہ سمجھتا ہے کہ وہ ورثہ انبیاء سے ہے حالانکہ یہ صرف وارث احوال ہے۔ تو ان کو یہ چیز اس بات سے محبوب کر دیتی ہے کہ اولیاء پر باوجود قوت کے ستر آیات واجب ہے۔ اور یہ بھی ان پر مخفی رہتا ہے کہ رسل کرام پر اظہار واجب ہے اس وجہ سے کہ وہ ابتداء دعوت الی اللہ پر مامور ہیں اور ولی ایسا نہیں ہے وہ اللہ کی طرف بحکایت دعوت رسول اور اسی کی زبان سے دعوت دیتا ہے نہ کہ اپنی طرف سے نئی زبان سے جیسا کہ ایک نیا رسول دعوت دیتا ہے۔ اور شرع علماء کے نزدیک مقرر ہے تو رسول دعوت الی اللہ میں بصیرت پر ہوتا ہے کہ اللہ نے اسے احکام مشروعہ کا علم دیا ہے اور ولی دعا الی اللہ میں بحکم اتباع بصیرت پر ہوتا ہے نہ بحکم تشریح لہذا وہ کسی آیت و علامت کا محتاج نہیں ہوتا اور نہ ہی بینہ کا اسلئے کہ اگر وہ ایسی بات کہے جو حکم رسول کے مخالف ہو تو اس میں اسکی اتباع نہیں کی جائے گی اور نہ ہی بصیرت پر ہو گا تو اظہار آیات کا کوئی فائدہ نہ ہوا بخلاف رسول کے کہ وہ ایک نئی شریعت بناتا ہے اور ایک دوسرے رسول کے ہاتھ پر مقرر شدہ شرع کو منسوخ کرتا ہے۔ تو اس کے لئے اظہار آیت و علامت ضروری ہے جو دلالت کرے کہ وہ اللہ کی طرف سے خبر دے رہا ہے۔ تاکہ دوسرے رسول کی زبان سے جو حکم ثابت ہوا



ہے اسکا ازالہ ہو سکے کہ اس مسئلہ کی مدت مستحی ہو چکی ہے تو ولی نے باوجود اپنی خصوصیت کے واجب کو ترک کر دیا ہے تو اس واجب پر وقوف اور عمل سے جو رتبہ اسے ملتا ہے اس میں نقص پیدا کر دیا پس بندے کیلئے تاویل سے زیادہ کوئی چیز نقصان دہ نہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے کام میں بصیرت پر رکھے اور ہمارا مقام جسکا تقاضا کرتا ہے اس سے تعدی سے بچائے اور وہ جو کچھ میں اللہ سے مانگتا ہوں یہ ہے کہ ہمیں اپنے ہاں وہ اعلیٰ مقام عطا فرمائے جو کسی اعلیٰ ولی کو میسر ہو سکتا ہے کہ باب رسالت و نبوت بند ہو چکا ہے اور عالم کے لئے یہ لائق ہے کہ محال کا سوال نہ کرے۔

## شیخ کے ایک قول کی تشریح

نیز نبراس شرح، شرح العقائد ص ۵۶۲ مصنفہ علامہ عبدالعزیز الفرباروی میں

ہے۔

ان قلت قد حكي عن القطب الاعظم عبدالقادر الجيلاني قدس سره انه قال خضنا بحرا وقف الانبياء على ساحله قلت اراد الاحوال التي لا يحسن صدورها عن الانبياء كالوجد والرقص والشطحيات اء فان الحق سبحانه تعالى حفظ الانبياء عنها بتوسيع بواطنهم وكانت تجري فيها بحار العشق والذوق ولا يغلب عليهم الاحوال

اگر تو کہے کہ قطب اعظم عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا ہم ایسے سمندر میں غوطہ زن ہوئے کہ انبیاء اسکے ساحل پر کھڑے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ اپنے ان احوال کا ارادہ فرمایا جنکا صدور انبیاء کیلئے اچھا نہیں جیسے وجد و رقص و شطیحات۔ کہ حق سبحانہ نے انبیاء کو بتوسیع بواطن ان سے محفوظ فرمایا ہے حالانکہ ان میں عشق و ذوق کے سمندر رواں تھے مگر ان پر احوال غالب نہ ہوتے تھے۔  
حاشیہ :-

۱۔ حاشیہ نبراس میں ہے۔ الشطح عبارة عن كلمة عليها رائحة رعونة ودعوى وهو من زلات المحققين فانه دعوى بحق



یصفح بها العارف من غیر اذن الہی بطریق الشعر کذافی  
الاصطلاحات

ترجمہ۔ شمع عبارت ہے ایسے کلمہ سے جس میں رائحہ رعونت و دعویٰ ہو اور یہ  
ذات محققین سے ہے اسلئے کہ یہ ایسا حق دعویٰ ہوتا ہے جسکو عارف بطریق شعر  
بغیر اذن الہی بیان کرتا ہے۔

**فلا تزکو انفسکم ہو اعلم بمن  
اتقی**



## بلا امر الہی (وحی) اظہار منزلت و مرتبت زلتہ ہے

فتوحات یکہ ص ۶۲۶ ج ۲ میں ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولا فخر اما اذا کان تعریف العارف منزلتہ للناس من غیر امر الہی فانہ ہوی نفس بتاویل ظہر لہ وہی زلۃ وقعت منہ ینبغی ان یتعود باللہ من شرہا فان الموطن الدنیاوی لا یقتضی الفتح ولا التعریف بالمقام الا بالانبیاء خاصۃ واما الاولیاء فحضر تہم العبودیۃ المحضۃ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولا فخر فرمایا تو جب عارف کا اپنے مرتبہ کا لوگوں کے سامنے بیان کرنا بغیر امر الہی کے ہو تو وہ خواہش نفس ہے کسی ایسی تاویل کی وجہ سے جو اسکے سامنے ظاہر ہوئی اور یہ لغزش ہے جو اس سے وقوع پذیر ہوئی لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے اسکے شر سے پناہ طلب کرے پس بلاشبہ موطن دنیاوی اپنے مقام و مرتبہ کی تعریف و وضاحت نہیں چاہتا مگر انبیاء کے لئے خاص طور پر بہر حال اولیاء تو ان کا مقام عبودیت محض ہے یعنی صرف عجز و نیاز۔

حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد امر و نہی جدید

کا نزول نہیں ہو سکتا

الیواقیت و الجواہر ص ۵۸ مصنفہ عارف باللہ سیدی امام شعرانی میں ہے۔

قد قال الشیخ محی الدین فی الباب الثانی والعشیرین من قال من الاولیاء ان اللہ تعالیٰ امرہ بشئی فہو تلبیس لان الامر من قسم الکلام وصفته وھذباب مسدود دون الاولیاء من جهة التشریع وایضاح ذالک انه لیس فی الحضرة الالہیۃ امر تکلیفی الا وهو مشروع فما بقی للاولیاء الاسماع امرہا شیخ محی الدین نے باب نمبر ۲۲ میں فرمایا ہے کہ جس نے بھی اولیاء میں سے یہ کہا کہ



اللہ تعالیٰ نے اسے کسی شئی کا امر دیا ہے تو یہ تلبیس ہے اسلئے کہ امر قسم و صفت کلام میں سے ہے۔ اور یہ باب بوجہ تشریح اولیاء پر مسدود ہے اسکی وضاحت یہ ہے کہ بارگاہ الہی میں جو بھی امر تکلیفی تھا وہ مشروع ہو چکا تو اولیاء کیلئے باقی نہ رہا مگر اسی امر کا سماع

فتوحات کیہ ص ۳۸ ج ۳ میں ہے۔

لان الملك لا ينزل بوحي على قلب غير نبى اصلا ولا بامر الهى جملة واحدة فان الشريعة قد استقرت و تبين الفرض والواجب والمندوب والمباح والمكروه فانقطع الامر الالهى بانقطاع النبوة والرسالة ولهذا لم يكتف رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بانقطاع الرسالة فقط لئلا يتوهم ان النبوة باقية فى الامة فقال عليه السلام ان النبوة والرسالة قد انقطعت فلا نبى بعدى ولا رسول فما بقى احد من خلق الله يا امره الله بامر يكون شرعا يتعبده به فانه ان امره بفرض كان الشارع قد امره به فالامر للشارع وذلك وهم منه وادعاء نبوة قد انقطعت فان قال انما يا امره بالمباح قلنا لا يخلو اما ان يرجع ذلك المباح واجبا فى حقه فهذا هو عين نسخ الشرع الذى هو عليه حيث صير بهذا الوحي المباح الذى قرره الرسول مباحا واجبا يعصى بتركه وان ابقاه مباحا كما كان فكذلك كان فاي فائدة فى الامر الذى به جاء هذا الملك لهذا المدعى صاحب هذا المقام فان قال ما جاء به ملك لكن الله امرنى به من غير واسطة قلنا هذا اعظم من ذلك فانك ادعيت ان الله يكلمك كما كلم موسى عليه السلام ولا قائل به من علماء الرسوم ولا من علماء اهل الذوق ثم انه لو كلمك او لو قال لك فما كان يلقي اليك فى كلامه الا علوما واخبارا الاحكاما ولا شرعا ولا يامرک اصلا



فانه ان امرک کان الحکم مثل ماقلنا فی وحی الملک فان کان  
 ذلک الذی دندنت علیہ عبارة عن ان اللہ خلق فی قلبک علما  
 بامر ما قماثم فی کل نفس الا خلق العلم فی کل انسان ما  
 يختص به ولی من غیره وقد بینا فی هذا الكتاب وغیره ما  
 هو الا مر علیہ ومنعنا جملة واحدة ان یامر اللہ احدا بشریعة  
 یتعبده فی نفسه او یبعثه بها الی غیره وما نمنع ان یعلمه الحق  
 علی الوجه الذی نقرره وقرره اهل طریقنا بالشرع الذی تعبده  
 به علی لسان الرسول علیہ السلام من غیر ان یعلمه ذلک عالم  
 من علماء الرسوم بالمبشرات التی ابقیت علینا من آثار النبوة  
 وبی الرء ویا یراها الرجل المسلم او تری له (الی) فما بقی  
 للاولیاء الیوم بعد ارتفاع النبوة الا التعریف وانسدت ابواب الا  
 وامر الالهیة والنواهی فمن ادعاها بعد محمد فهو مدع شریعة  
 او وحی بها الیه سواء وافق بها شرعنا او خالف واما فی غیر زماننا  
 قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآله وسلم فلم یکن تحجیر  
 ولذلك قال العبد الصالح خضر ما فعلته عن امری فانه زمانه  
 اعطی ذلک وهو علی شریعة من ربه وقد شهدله الحق بذالک  
 عند موسی وعندنا وزکاه (الی) وكذلك عیسی علیہ السلام اذا  
 نزل فلا یحکم فینا الا بسنتنا عرفه الحق بها علی طریق  
 التعریف لا علی طریق النبوة وان کان نبی فتحفظوا یا اخواننا  
 من غوائل هذا الموطن فان تمییزه صعب جدا

اسلئے کہ بلاشبہ فرشتہ وحی و امر الہی کسی غیر نبی کے قلب پر ہرگز نازل نہیں کرتا ہے  
 بے شک شریعت مستقر ہو چکی فرض، واجب، مستحب، مباح و مکروہ واضح ہو چکے۔ نبوت  
 و رسالت کے انقطاع سے امر الہی کا نزول منقطع ہو چکا اسی لئے رسول اللہ صلی



اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا نبوت و رسالت منقطع ہو گئی میرے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول۔ تو اللہ کی مخلوق میں سے کوئی ایسا شخص باقی نہیں جسے اللہ کسی امر سے مامور فرمائے جو شریعت بن جائے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کا تعبد (فرمانبرداری) کرے اگر ایسے فرض کا امر دیا ہے تو شارع علیہ السلام کو بھی امر دیا گیا تو درحقیقت وہ امر شارع کیلئے ہے۔ اور اسے وہم ہے۔ اور ایسی نبوت کا ادعا ہے جو منقطع ہو چکی اگر وہ مدعی یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ اسے مباح کا امر دیتا ہے۔ تو ہم کہیں گے یا تو یہ مباح (بوجہ امر) اسکے حق میں واجب بن جائے گا تو یہ اس شرع کا نسخ ہے جس پر وہ ہے کہ اس (نئی) وحی کے بسبب وہ مباح جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مباح قرار دیا واجب بنا دیا گیا کہ اس کے ترک سے عاصی ہو گا اگر اس وحی (جدید) نے اسے مباح ہی رکھا جیسا کہ پہلے تھا تو اس امر جدید کا کیا فائدہ جسے یہ فرشتہ اس مدعی پر لایا اگر یہ کہے کہ فرشتہ وحی نہیں لایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بلا واسطہ امر دیا ہے تو ہم کہیں گے کہ اس سے بھی بہت بڑی بات ہے کہ تو نے دعویٰ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ کلام فرماتا ہے جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمائی۔ اسکا قائل کوئی بھی نہیں نہ علماء رسوم۔ نہ علماء ذوق (اولیاء اللہ) سے پھر اگر بالفرض اس نے تیرے ساتھ کلام فرمایا تو اس نے تیری طرف علوم (فہم قرآن) یا خبریں القاء فرمائیں نہ احکام و شریعت اور حق تعالیٰ تجھے قطعاً کسی شئی کا امر نہ دے گا بلاشبہ اگر اس نے تجھے امر دیا تو حکم اسی طرح ہو گا جیسے ہم وحی ملک میں بیان کر چکے پس یہ جو تو بڑ بڑایا ہے اگر اس سے یہ مراد ہے کہ اللہ عزوجل نے تیرے دل میں کسی امر کا علم پیدا فرمایا ہے تو علم و فہم اللہ نے ہر انسان میں پیدا فرمایا اسمیں ولی وغیر ولی کا کوئی اختصاص نہیں اور ہم نے اس کتاب اور دیگر کتب میں حقیقت حال کو واضح کر دیا ہے۔ اور ہم نے مکمل طور پر اس بات کو منع کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی کو شرعی امر دے جس پر وہ خود اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے یا اللہ تعالیٰ اسے اس امر کے ساتھ دوسرے لوگوں کی طرف مبعوث کرے اور ہم یہ منع نہیں کرتے کہ حق تعالیٰ ہمارے اور ہمارے اہل طریق کے بیان کردہ طریقہ کے مطابق بذریعہ مبشرات جو کہ آثار نبوت سے ہمارے لئے باقی رکھے گئے



ہیں اس شرع کا علم عطا فرمائے جس پر وہ رسول اللہ کے ارشاد کے مطابق خدا کی عبادت کرتا ہے۔ مبشرات وہ خواب ہیں جو مرد مسلم خود دیکھتا ہے یا اس کے لئے دیکھے جاتے ہیں (تا) تو اولیاء کیلئے آج ارتقاء نبوت کے بعد ماسوائے تعریف (قرآن و سنت کی تفہیم) کے کچھ باقی نہیں رہا۔ اوامر و نواہی الہیہ کے دروازے بند ہو گئے پس جو ان کا دعویٰ کرے وہ نئی شریعت کا مدعی ہے۔ خواہ ہماری شرع کی موافقت کرتا ہے یا مخالفت بہر حال ہمارے (امت محمدیہ) کے زمانے کے غیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل تجحیر (رکاوٹ) نہ تھی اسی وجہ سے اللہ کے عبد صالح حضرت خضر نے کہا ما فعلتہ عن امری بلا شبہ آپ کو آپکے زمانہ نے یہ چیز دی وہ اپنے رب کی طرف سے شریعت پر تھے۔ حق تعالیٰ نے آپکے لئے اس چیز کی شہادت دی جو موسیٰ علیہ السلام کے ہاں اور ہمارے پاس بھی پہنچی اللہ تعالیٰ نے آپ کا تزکیہ فرمایا (تا) اور یونہی عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو ہمارے طریقہ کے مطابق حکم فرمائیں گے۔ جس کا علم آپ کو حق تعالیٰ بطریق تفہیم دے گا نہ بطور نبوت اگرچہ وہ نبی ہیں پس اے ہمارے بھائیو اس مقام کے غوائل (گمراہیاں) سے بچ جاؤ بلا شبہ اس کی تمیز بہت مشکل ہے۔

فتوحات شریفہ ص ۱۸۹ ج ۲ میں ہے۔

الامر الالہی من صفة الکلام وهو مسدود دون الاولیاء من جهة التشریح  
امر الہی صفت کلام سے ہے اور یہ اولیاء پر مسدود ہے اسلئے کہ نئی شریعت نہیں آسکتی۔

فتوحات ص ۱۸۸ ج ۱ میں ہے۔

فاذا ظهر فی هذه الدار من رجل خلاف هذه المعاملة علم ان ثم  
نفسا ولا بد الا ان یکون مامور ابما ظهر منه وهم الرسل  
والانبياء

تو جب اس دار دنیا میں کسی آدمی سے اس معاملہ (عبودیت و عجز و نیاز و تواضع)



کے خلاف کا ظہور ہوا تو معلوم ہو گیا کہ یہاں نفسانیت ہے اور یہ چیز ضروری ہے مگر یہ کہ جو کچھ ظہور پذیر ہوا ہے اس میں مامور ہو اور مامور صرف انبیاء و رسل ہی ہیں۔

## خلاصہ کلام

بحوث سابقہ سے ماہتاب و آفتاب کی طرح نمایاں ہوا کہ حضرت شیخ اکبر و دیگر اولیاء عظام کا موقف یہ ہے کہ اپنے مرتبہ و مقام کا بیان و اظہار بلا امر الہی ہو تو یہ نسبت اعلیٰ ترین و ارفع ترین مقام کے نقص ہے اور بامر الہی ہو تو درست ہے مگر یہ دوسری صورت انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے۔ نیز امر سے مراد حکم بذریعہ وحی الہی اور مامور سے مراد مامور بالوحی ہے۔ نیز اباحت مذکورہ میں اولیاء عظام کے ارشادات عالیہ سے یہ بات بھی آفتاب نیروزی طرح عیاں ہو گئی کہ بامر (وحی) الہی عند اللہ اپنی مرتبت و منزلت کا بیان درست رائج طبع سے پاک و حظ نفس سے مبرا ہے کہ اس صورت میں عبد مامور (نبی) اپنے رب کے امر کا ممثل (ماننے والا) ہے بلکہ عبد مامور پر اپنا اظہار واجب و لازم ہے کہ اسے اظہار کا حکم دیا گیا ہے اگر باوجود امر کے اظہار نہیں کرتا تو یہ عدم امتثال حکم اور رسالت و تبلیغ میں کوتاہی و تقصیر ہوگی جو کہ بوجہ عصمت ناممکن ہے۔ قرآن کریم میں ہے وان لن تفعل فما بلغت رسالتہ مگر یہ صورت صرف انبیاء و رسل کے ساتھ خاص ہے کہ باب نبوت و رسالت و تشریح اولیاء پر مغلق و مسدود ہے دوسری صورت یہ ہے کہ



عبد بلا امر (وحی) الہی عند اللہ اپنے مقام و مرتبہ کا اظہار و اعلان کرے یہ صورت راکھ طبع و حظ نفس سے خالی نہیں ہو سکتی اس میں نفس کا دخل لازمی و لابدی ہے یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی ولی سے ایسے قول کا صدور ہوا آخر کار اس نے ایسی بات سے توبہ و استغفار و رجوع کیا اور حال شطح و ادلال و زہو و حکیم سے عبودیت محض کی طرف منتقل ہو گیا جو کہ ارفع ترین مقام اولیاء ہے یہی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے ساتھ ہوا۔ کہ آپ کو بوقت وفات بالکل آخری انفاس میں مقام استطالہ و شطح سے رجوع و انتقال الی مقام العبودیت المحضہ حاصل ہوا اور آپ کے حال میں آخری انفاس میں تغیر و تبدل واقع ہو گیا جبکہ کتنے ہی ایسے اکمل ترین و ارفع ترین مقام ولایت (عبودیت محض) کے حامل اولیاء ہوئے ہیں جو ساری زندگی اسی مقام عبودیت پر رہے اور کوئی بڑا بول۔ اپنی زبان مبارک سے نہ نکالا جیسے حضرت شیخ ابوالسعود انکا حال بوقت وفات متغیر نہ ہوا۔ فکان عبداً محضاً فتوحات

### حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی مقام اولال میں رکے رہے

اب مسئلہ زیر بحث بالکل بے حجاب و بے غبار ہو گیا کہ حضرت شیخ نہ نبی تھے نہ رسول لہذا آپ کا یہ قول بلا امر (وحی) الہی تھا اسی وجہ سے آپ نے بھی آخری انفاس میں اس سے استغفار و رجوع کیا۔ حضرت ابن عربی علیہ الرحمہ نے تو بار بار ہر بحث میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کا نام صراحتاً ذکر فرما کر کسی قسم کا خفاء و اشتباہ باقی نہیں رہنے دیا۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ فتوحات شریفہ ص ۲۸۱ ج ۲ میں بھی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مقام اولال میں رک جانے اور آپ کی فضیلت آپ کے وقت کے ساتھ مخصوص ہونے کی صراحت فرماتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔  
منہم من یقام فی مقام الادلال کعبدالقادر الجیلی ببغداد سید وقتہ یعنی ان میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو مقام اولال میں روک دیے جاتے ہیں جیسے بغداد میں عبدالقادر جیلی جو اپنے وقت کے سردار تھے۔ نیز فرماتے ہیں۔  
انتہر الشیخ ابوالسعود شخصاً ذکر عبدالقادر وعظم منزلة



عبدالقادر وافرط فقال واللہ انی لا علم حال عبدالقادر کیف کان مع اہلہ وکیف ہو الآن فی قبرہ فتوحات یکہ ص ۶۲ ج ۲ و ص ۲۲۳ ج ۲ حضرت شیخ ابوالسعود نے ایک ایسے شخص کو جھڑک دیا جس نے شیخ عبدالقادر کا ذکر کیا اور حضرت شیخ عبدالقادر کا مرتبہ بہت بڑھایا اور افراط سے کام لیا پس آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میں عبدالقادر کے حال کو خوب جانتا ہوں وہ اپنے اہل کے ساتھ کیسا تھا اور وہ اب اپنی قبر میں کیسے ہے۔

## امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کی رائے

اب مسئلہ زیر بحث پر امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے بھی ملاحظہ فرمائیے  
مکتوبات شریفہ کے ص ۲۹۳ ج ۱ میں ہے۔

آنچہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی فرمودہ ”قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ“ او جمیع الاولیاء صاحب عوارف کہ مرید و مرہائے شیخ ابوالنجیب سروردی است کہ از محرمان و مصاحبان حضرت شیخ عبدالقادر بودہ است این کلمہ را از آں کلمات ساختہ است کہ مشعر عجب اند کہ از مشائخ در بدایت احوال بواسطہ بقایائے سکر یافتہ اند و در نجات از شیخ حماد دباس کہ از شیوخ حضرت شیخ است نقل کردہ است کہ اوبطریق فراست فرمودہ کہ این عجمی را قد میست کہ در وقت وے برگردن ہمہ اولیاء خواہد بود و ہر آئینہ مامور شود بانکہ بگوید قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ و ہر آئینہ آزا بگوید و ہمہ اولیاء برگردن بنھند بہر تقدیر حضرت شیخ در این کلام محق اند این کلام خواہ از بقایائے سکر از ایشان سر برزودہ باشد و خواہ مامور باشند باظہار این کلام چہ قدم ایشان برگردن ہائے جمیع اولیائے آنوقت بودہ است و جمیع اولیائے آن وقت بزیر قدم ایشان بودہ اند لیکن باید دانست کہ این حکم مخصوص باولیائے آن وقت است اولیائے ماتقدم و ماتاخر از این حکم خارج اند چنانکہ از کلام شیخ حماد مفہوم میشود کہ قدم او در وقت وے برگردن ہمہ اولیاء خواہد بود و نیز غوثی کہ در بغداد بودہ است و حضرت شیخ عبدالقادر و ابن سقاو عبداللہ بزیارت اور فتنہ بودند کہ آن غوث بطریق فراست در



حق شیخ گفته کہ نیم تراور بغداد کہ بمنبر برآمدہ و میگوئی قدمی حذہ علی رقبة کل ولی اللہ و می بینم اولیاء وقت ترا کہ ہمہ گردن ہائے خود را پست کردہ اند اجلال و اکرام ایشاں از کلام این بزرگ نیز مفہوم کہ آل حکم مخصوص باولیاء آنوقت بودہ است در این وقت نیز اگر کے راحق سبحانہ چشم بینا عطا فرماید . سیند چنانچہ آل غوث دیدہ بود کہ گردنہائے اولیاء آنوقت زیر قدم وے اند و این حکم تجاوز بغیر اولیاء آنوقت نکرده است در اولیاء ما تقدم این حکم چگونه مجوز بود کہ شامل اصحاب کرام است کہ بیستین از حضرت شیخ افضل اند در ماتا خر چگونه متمشی شود کہ شامل حضرت مہدی است کہ آنحضرت بقدم او بشارت داده است و امت را بوجود او مبشر ساخته و او را خلیفۃ اللہ فرمودہ و ہم چنین اصحاب حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰتے والسلام کہ از انبیاء اولوالعزم است از سابقانند و بواسطہ متابعت این شریعت ملحق باصحاب خاتم الرسل اند علیہم السلام از بزرگی متاخرین این امت تواند بود کہ آل سرور فرمودہ باشد علیہ و علی آلہ الصلوٰتے والسلام "لا یدری اولہم خیر ام آخرہم" بالجملہ حضرت شیخ عبدالقادر رادر ولایت شان عظیم است و درجہ علیا است ولایت خاصہ محمدیہ را علی صاحبہا الصلوٰتے والسلام والتحیہ از راہ سیر بنقطہ آخر رسانیدہ است و سر حلقہ آل دائرہ گشت از اینجا کہ تو ہم نہ کند کہ چون شیخ سر حلقہ دائرہ محمدیہ بود باید کہ از ہمہ اولیاء افضل باشد چہ ولایت محمدی فوق جمیع ولایت انبیاء است علی نبینا علیہم الصلوٰتے والتحیات زیرا کہ سر حلقہ ولایت محمدی است کہ از راہ سر حاصل گشتہ است چنانکہ گذشت نہ سر حلقہ مطلق آل ولایت تا افضلیت لازم آید یا آنکہ گویم سر حلقہ مطلق ولایت محمدیہ بودن مستلزم افضلیت نیست زیرا کہ تواند بود کہ دیگرے در کمالات نبوتہ محمدیہ بطریق تبعیت و وراثت پیش قدم بود افضلیت از راہ آل کمالات اور اثبات باشد جمع از مریدان حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ در حق شیخ غلوی نمایند و در محبت جانب افراط میگیرند در رنگ مہمان مفرط حضرت امیر کرم اللہ وجہہ از فحوائے کلمہ و کلام این جماعت مفہوم میشود کہ شیخ را ایشاں از جمیع اولیاء ما تقدم و ماتاخر افضل میدانند و غیر از انبیاء علیہم الصلوٰتے والتسلیمات معلوم نیست کہ دیگرے رابر حضرت شیخ افضل دهند این از افراط محبت است



اگر گویند آل قدر ظہور خوارق و کرامات کہ از شیخ بوجود آمدہ است از ہیچ ولی ظہور نیامدہ پس فضل اورا باشد گویم کہ کثرت ظہور خوارق بر افضلیت دلالت ندارد و تواند بود کہ یکے بود کہ ہیچ خارقے ازوے بظہور نیاید افضل باشد ازاں کس کہ خوارق و کرامات ازوے بظہور ے آیند شیخ الشیوخ در عوارف بعد ذکر کرامات و خوارق مشائخ فرمودہ است کل ہذہ مواہب اللہ سبحانہ و قد یکاشف بہا قوم ویعطی و قد یکون فوق ہولاء من لا یکون لہ شیئی من ہذا لان ہذہ کلہا تقویۃ للیقین و من منح صرف الیقین لا حاجۃ لہ الی شیئی من ہذہ الکرامات دون ما ذکرنا من الذکر فی القلب و وجود ذکر الذات کثرت ظہور خوارق را دلیل پر افضلیت ساختن در رنگ آنست کہ کثرت فضائل و مناقب حضرت امیر را دلیل افضلیت او سازد بر حضرت صدیق رضی اللہ عنہما کہ آنقدر فضائل و مناقب ازوی بظہور نیامدہ است اے برادر بشنو خوارق عادات بر دو نوع است نوع اول علوم و معارف الہیست جل سلطانہ کہ بذات و صفات و افعال واجبی جل و علی تعلق دارد آل سوائے عقل است و خلاف متعارف و معتاد است کہ بندہ ہائے خاص خود را بآں ممتاز ساختہ است و نوع ثانی کشف صور مخلوقات و اخبار از مغیبات کہ بعالم تعلق دارد و نوع اول مخصوص باہل حق و ارباب معرفت است و نوع ثانی شامل محق و مبطل است زیرا کہ اہل استدراج رانیز نوع ثانی حاصل است نوع اول نزد خدا جل و علا شرافت و اعتبار دارد کہ باولیاء خود مخصوص ساختہ است و اعدا را در اں شرکت نہ دادہ و نوع ثانی نزد عوام خلایق معتبر است و در انظار ایشان معزز و محترم این معنی اگرچہ از اہل استدراج بظہور آید نزدیک است کہ از نادانی اورا پرستش نمایند و بر رطب و یابس کہ اوایشان را تکلیف نماید مطیع و منقاد او گردند بلکہ مجوہاں نوع اول را از خوارق نمے دانند و از کرامات نمے شمردند۔ خوارق نزد ایشان منحصر نوع ثانی است و کرامات بزعم این مجوہاں مخصوص بکشف صور مخلوقات است و اخبار از مغیبات ایشان زہے بے خرداں علمے کہ باحوال مخلوقات حاضر یا غائب تعلق دارد کدام شرافت و کرامت دروے حاصل است بلکہ این علم شایان



است کہ بجہل مبدل گردد تانسیان از مخلوقات و احوال ایشان حاصل آید معرفت  
واجبی است حق تعالی و تقدس کہ بشرف و کرامت سزاوار است و باعزاز و احترام شایان

پری نہفتہ رخ دیو در کرشمہ و ناز بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجبی است  
اور وہ جو حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ نے فرمایا میرا یہ قدم ہرولی کی گردن پر ہے  
صاحب عوارف نے جو شیخ ابوالنجیب سرودی قدس سرہ کے مرید اور تربیت یافتہ ہیں  
اور شیخ ابوالنجیب سرودی قدس سرہ حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ کے دوستوں اور  
راز داروں میں ہوئے ہیں اس کلمے کو ان کلمات میں شامل کیا ہے جو خود بنی کو ظاہر  
کرتے ہیں۔ اور جو اولیائے کرام سے ابتدائے احوال میں سکر کے باقیماندہ اثرات  
کیوجہ سے صادر ہوئے اور نفعات میں شیخ حماد دباس سے منقول ہے جو حضرت شیخ  
کے شیوخ میں سے ہوئے ہیں کہ انہوں نے بطور فراست فرمایا کہ اس عجمی کا قدم وہ  
مبارک قدم ہے جو اس کے وقت کے اولیاء کی گردن پر ہو گا اور اسکو خدا کی طرف  
سے حکم ہو گا کہ یوں کہے کہ میرا یہ قدم ہرولی کی گردن پر ہے اور یہ شخص یہ کلمات  
ضرور کہے گا اور سب اولیاء اپنی گردن جھکا دیں گے بہر صورت حضرت شیخ اس کلام  
میں حق بجانب ہیں۔ یہ کلام خواہ سکر کے باقیماندہ اثرات کیوجہ سے آپ سے صادر  
ہوا ہو یا اس کلام کے اظہار کا آپ کو خدا کی طرف سے حکم ہوا بہر صورت اسوقت کے  
تمام اولیاء آپ کے قدموں کے نیچے تھے لیکن معلوم ہونا چاہئے کہ یہ حکم اس وقت  
کے ساتھ مخصوص ہے پہلے یا بعد کے اولیاء اس حکم سے خارج ہیں  
جیسے کہ شیخ حماد کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا قدم ان کیوقت میں تمام اولیاء  
کی گردن پر ہو گا نیز ایک غوث نے جو بغداد میں تھے اور حضرت شیخ عبدالقادر اور ابن  
سقا اور عبداللہ ان کی زیارت کے لئے گئے تھے بطریق فراست حضرت شیخ کے حق  
میں فرمایا کہ میں تجھے بغداد میں منبر پر بیٹھا دیکھتا ہوں اور تو اپنی زبان سے کہہ رہا کہ میرا  
یہ قدم ہرولی کی گردن پر ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ تیرے وقت کے تمام اولیاء نے  
اپنی گردنیں تیرے احترام اور اعزاز میں جھکا دیں ہیں اس بزرگ کے کلام سے معلوم



ہوتا ہے کہ وہ حکم اسوقت کے اولیاء کیساتھ خاص ہے اسوقت بھی حق سبحانہ کسی کو چشم بینا عطا فرمائے تو وہ دیکھ سکتا ہے کہ جس طرح اس غوث نے دیکھا کہ اسوقت کے اولیاء کی گردنیں آپ کے قدم کے نیچے ہیں اور یہ حکم اسوقت کے اولیاء کے علاوہ کسی اور کیطرف تجاوز نہیں کرتا۔ پہلے اولیاء کرام میں یہ حکم کیسے

جائز ہو جبکہ پہلے اولیاء میں صحابہ کرام بھی داخل ہیں جو حضرت شیخ سے یقیناً افضل ہیں اور کے بعد اولیاء میں بھی یہ حکم کیسے جاری ہو سکتا ہے کیونکہ

کے بعد اولیاء میں حضرت امام مہدی بھی شامل ہیں جنکے تشریف لانے کی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بشارت دی ہے اور امت کو آپ کی بشارت سے نوازا ہے اور انہیں خلیفۃ اللہ فرمایا اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیساتھی کہ حضرت عیسیٰ اولوالعزم سابقین انبیاء میں سے ہیں اور اس شریعت کی متابعت کے واسطے سے اصحاب خاتم الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ملحق ہیں متاخرین کی بزرگی کے باعث ہی شاید آنسور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”کہ نہیں معلوم کہ اس امت کے پہلے بہتر ہیں یا پچھلے (ترمذی) مختصر یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر کی ولایت میں شان عظیم ہے اور بلند ترین درجہ حاصل ہے ولایت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کو لطیفہ کے راستے سے نقطہ آخر تک پہنچایا ہے اور اس دائرہ کے سر حلقہ ہوئے ہیں یہاں سے کوئی یہ وہم نہ کرے کہ جب شیخ قدس سرہ ولایت محمدیہ خاصہ کے سر حلقہ ہیں تو سب اولیاء سے افضل ہونگے کیونکہ ولایت محمدی تمام انبیاء کی ولایتوں سے اوپر ہے علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کہ ہم کہیں گے حضرت شیخ قدس سرہ اس ولایت محمدی کے سر حلقہ ہیں جو لطیفہ کے راستے سے حاصل ہے۔ جیسے کہ پہلے گزرا نہ کہ مطلق ولایت محمدیہ کے سر حلقہ ہیں تاکہ افضلیت لازم آئے یا ہم یوں کہتے ہیں کہ ولایت محمدیہ کا سر حلقہ ہونا افضلیت کو مستلزم نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی دوسرا بطریق تبعیت و وراثت کمالات نبوۃ میں پیش قدم ہو اور ان کمالات کی وجہ سے افضلیت اسے حاصل ہو حضرت شیخ قدس سرہ کے مریدین کی ایک جماعت شیخ قدس سرہ کے حق میں بہت غلو کرتی ہے اور محبت میں حد سے بڑھ جاتی ہے۔ جس طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم



کے محب (شیعہ) حد سے بڑھ گئے اس جماعت کی گفتگو کے اشارات سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ حضرت شیخ کو پہلے اور بعد آنے والے تمام اولیاء سے افضل قرار دیتے ہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا کوئی دوسرا معلوم نہیں ہوتا جس کو حضرت شیخ سے افضل تسلیم کرتے ہوں یہ محبت میں افراط کی وجہ سے ہے اگر سوال کریں کہ جسقدر خوارق و کرامات حضرت شیخ قدس سرہ سے وجود میں آئے ہیں اور کسی ولی سے ظاہر نہیں ہوئے لہذا سب سے حضرت شیخ قدس سرہ ہی افضل ہونے چاہئے تو میں کہوں گا کہ ظہور خوارق کی کثرت افضلیت پر دلالت نہیں کرتی ایسا ممکن ہے کہ کسی ولی سے ایک امر خارق بھی ظاہر نہ ہو۔ اور اس ولی سے بہتر ہو جس سے بہت خوارق و کرامات کا ظہور ہوا ہو شیخ الشیوخ (شہاب الدین سروردی) نے مشائخ کی کرامات و خوارق کے بعد فرمایا کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی عطائیں ہیں کبھی اولیاء اللہ میں سے ایک گروہ کو ان خوارق کا مکاشفہ کرایا جاتا ہے اور اسے عطا کی جاتی ہیں اور کبھی ایسا نہیں بھی ہوتا کہ ان سب لوگوں سے اوپر وہ شخص ہوتا ہے جس سے ان میں سے کوئی بات بھی ظاہر نہیں ہوتی کیونکہ یہ سب چیزیں تقویت یقین کے لئے ہیں اور جسے ویسے ہی یقین عطا کر دیا گیا ہو اسے ان میں سے کسی شئی کی ضرورت نہیں ہوتی تو یہ کرامات جو ہم نے ذکر کی ہیں دل میں ذکر الہی کے رسوخ اور ذکر ذات کے وجود سے کم درجہ ہیں۔ کثرت ظہور خوارق کو افضلیت کی دلیل بنانا بالکل ایسے ہے جسطرح کوئی شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کثرت فضائل و مناقب کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر افضلیت کی دلیل بنائے کیونکہ جس قدر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فضائل و مناقب ظہور پذیر ہوئے ہیں حضرت صدیق اکبر سے نہیں ہوئے اے برادر عزیز اچھی طرح سن خوارق عادات دو قسم ہیں نوع اول علوم و معارف خداوند تعالیٰ جل سلطانہ ہیں کہ ذات و صفات اور افعال واجب تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں اور نظر عقل کے دائرہ سے ورا ہیں۔ اور متعارف اور معتاد کے خلاف ہیں جن کے ساتھ اس نے اپنے خاص بندوں کو ہی ممتاز فرمایا ہے۔ اور دوسری قسم مخلوقات کی صورتوں کا کشف اور عالم سے تعلق رکھنے والے علوم غیبیہ کی خبریں دینا ہے۔ نوع اول اہل حق اور ارباب



معرفت کے ساتھ خاص ہے۔ اور نوع ثانی سچے اور جھوٹے دونوں طرح کے لوگوں کو شامل ہے اسلئے کہ اہل استدراج کو بھی نوع ثانی حاصل ہے۔ نوع اول خدا جل و علا کے ہاں بزرگی اور اعتبار رکھتی ہے کہ اسے اس نے اپنے اولیاء کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ اور دشمنوں کو اس میں شریک نہیں کیا اور نوع ثانی عام مخلوقات کے نزدیک معتبر ہے۔ اور ان کی نظروں میں معزز اور محترم ہے۔ یہ چیز اگر اہل استدراج سے ظہور پذیر ہو نزدیک ہے کہ عوام نادانی کے باعث انکی پرستش شروع کر دیں اور رطب و یا بس میں کہ وہ انہیں اسکے متعلق کہیں۔ انکے تابع اور فرمانبردار بن جائیں بلکہ یہ محبوب لوگ یعنی عوام نوع اول کو خوارق میں سے شمار نہیں کرتے کیونکہ انکے نزدیک خوارق قسم ثانی میں منحصر ہیں اور ان محبوبوں کے خیال میں کرامت مخلوقات کی صورتوں کے کشف اور ان کو غیبی چیزوں کی خبریں دینے کے ساتھ مخصوص ہے کتنے بے عقل ہیں۔ وہ علم جو حاضر و غائب مخلوقات کے حالات سے تعلق رکھتا ہے اسمیں کیا شرافت و کرامت ہے۔ بلکہ یہ علم تو اس لائق ہے کہ جہل سے تبدیل ہو جائے۔ تاکہ مخلوقات اور انکے حالات سے نسیان حاصل ہو۔ واجب تعالیٰ و تقدس کی معرفت ہی شرافت اور کرامت اور اعزاز احترام کے لائق ہے۔

پری نے رخ چھپا لیا اور دیو کرشمہ و ناز میں ہے عقل حیرت سے جل گئی کہ یہ کیسی بوالعجبی ہے واضح رہے کہ حضرت امام ربانی کے نزدیک یہ قول بوجہ بقیہ سکر ہی صادر ہوا ہے۔ اور جانب سکر ہی آپ کے خیال شریف میں راجح ہے جیسا کہ دفتر سوم حصہ دوم ص ۱۳۵ کے مکتوب نمبر ۱۳۱ سے واضح ہے جو کہ ملخصاً صفحہ ۷۴ پر تحریر ہو چکا ہے۔ خیال رہے کہ یہ مکتوب شریف بھی مکتوبات میں سے بالکل آخری ایام کا ہے اس کے بعد صرف تین مکتوبات شریفہ تحریر ہوئے ہیں۔ محترم ناظرین کرام لسان القوم سید الکاشفین حضرت محی الدین ابن عربی و حضرت علی الخواص کی شہادت و اقیعہ خارجیہ اور امام شعرانی ( جنہیں اعلیٰ حضرت اپنی کتب میں سیدی عارف باللہ امام عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہیں) اور شیخ شہاب الدین السروردی جو حضرت شیخ ابوالنجیب کے تربیت یافتہ ہیں



اور گھر کے رازدان ہیں نیز اس محفل میں شامل ہونے والے ہیں (جنہوں نے اپنی رائے کو اپنی کتاب میں درج فرما کر اسے صاحب بھجہ سے محفوظ فرمایا) اور دیگر اولیائے عظام کے بیانات سنیہ سے مسئلہ کی حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو گئی ہے تاہم بعض توہمات کے دور کرنے کیلئے مزید بیان کی ضرورت ہے۔ یہ بات یاد رہے ایک فرد وقت جب اپنے علو کا اظہار کرتا ہے تو چونکہ اس زمانہ کے لوگوں سے واقع میں وہ افضل ہوتا ہے لہذا وہ اسکی بات تسلیم کرتے ہیں مگر اسوقت کے لوگوں کا ادب کرنا سر جھکانا اس کلمہ کو عجب و سکر و شطح و ادلال سے نہیں نکال سکتا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی اس کلام میں محق تھے کہ اسوقت کے لوگوں سے آپ بلند مرتبہ تھے لیکن جمیع متقدمین و متاخرین کسی صورت میں قدمی ہذہ علی رقبہ کل ولی اللہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔

### عرفا صحابہ و ائمہ پر لفظ ولی کا اطلاق ہوتا ہے

نیز ثابت ہو گیا کہ بعض لوگوں کا یہ قول کہ عرفا لفظ ولی میں صحابہ کرام و ائمہ عظام داخل نہیں ہیں اور لفظ ولی عرف میں غیر صحابہ و ائمہ پر بولا جاتا ہے درست نہیں۔ اگر ایسا کوئی عرف موجود ہوتا تو یقیناً حضرت مجدد الف ثانی اس سے بے خبر نہ ہوتے اور نفی عموم در ہر عصر پر ولایت صحابہ سے استدلال فرماتے ہوئے یہ نہ فرماتے ”در اولیاء ما تقدم ایں حکم چگونہ مجوز بود کہ شامل اصحاب کرام است ص۔ ۱۰ ج۔ ۳۔“ نیز ولایت و نبوت کے درمیان کوئی تیسرا مقام نہیں ہے جہاں ولایت کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے نبوت کی ابتداء ہوتی ہے۔ البتہ دائرہ ولایت کے اندر مختلف مخصوص نام ضرور ہیں مثلاً صحابہ، تابعین تبع تابعین، شہداء ائمہ بدلاء و نجباء و نقبا صدقین اقطاب اغواث افراد مگر یہ سب لفظ ولی و حیطہ ولایت میں داخل ہیں تو مقربین بارگاہ میں سے جس پر لفظ نبی کا اطلاق نہ ہو سکے گا اسپر لفظ ولی کا اطلاق ہو گا۔

### صریح حوالہ

حضرت شیخ اکبر قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں الخواص منہم الا کابر یقال



لهم رسل و انبياء و من نزل عنهم بقى عليه اسم الولاية فتوحات شريفة  
ص - ۱۳ - ج - ۳

انہیں سے خواص اکابر کو رسل اور انبیاء کہا جائے گا اور جوان سے نیچے ہو  
گا اسپر ولایت کا نام باقی رہے گا تو جو بھی نبی نہ ہو گا اسپر لفظ ولی کا اطلاق ہو گا حضرت  
شیخ عبدالقادر خود فرماتے ہیں لان نہایة الولی بدياة النبى بهجة ص ۶۳  
و کذا فی رساله قشیریہ ص ۱۱۸ و خیر المجالس ص ۱۲۰ ملفوظات  
حضرت شاہ نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ۔ نیز فرمایا اول احوال الانبیاء غایت  
مراقی اقدام الاولیاء بهجة ص ۲۹  
حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں اصل الطريق ان نہایات الاولیاء بديات  
الانبياء فتوحات مکیہ ص ۵۱ ج ۲۔

حضرت امام شعرانی فرماتے ہیں فهذا کتاب لخصت فيه طبقات  
جماعة من الاولیاء الذین یقتدی بهم فی طریق اللہ عزوجل من  
الصحابة والتابعین الی آخر القرن التاسع الطبقات الكبرى ص  
۱۷۳

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کشف المحجوب میں فرماتے ہیں نہایت ولایت  
بديات نبوت است ص ۱۷۷ بديات رسول نہایت ولی بود ص ۱۷۸  
نیز حضرت خواجہ سید نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کمال انبیاء  
کمال رسل سے کم ہے اور کمال اولیاء کمال انبیاء سے کم ہے۔ خیر المجالس ص ۸۷  
حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فتوح الغیب میں اور شیخ محقق شرح فتوح میں لکھتے  
ہیں فمنتھی امر الولی ابتداء امر النبى پس نہایت کا رولی ابتدائے کار نبی  
است ما بعد الولاية والبديت الالنبوة نیست بعد از درجات ولایت  
وبديت مگر مقام نبوت و چوں مراتب و درجات ولایت تمام گشت مقام نبوت آغاز شد۔  
شرح فتوح الغیب ص ۳۱۵ پس ولی کے کام کی نہایت نبی کے کام کی ابتداء ہے ولایت  
وبديت کے درجات کے بعد نہیں مگر مقام نبوت جب مراتب و درجات ولایت تمام ہو



گئے تو مقام نبوت کا آغاز ہو گیا۔

حضرت داتا صاحب کشف المحجوب ص ۵۳ پر لکھتے ہیں منہم شمع آل محمد و از جملہ علائق مجرد و سید زمانہ خود ابو عبد اللہ الحسین ابن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما از محتشمان اولیاء بود و قبلہ اہل بلا و قتل کربلا ان میں سے شمع آل محمد جملہ علائق سے مجرد سید زمانہ خود ابو عبد اللہ حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ آپ معزز اولیاء میں سے تھے قبلہ اہل بلا اور قتل کربلا فتوحات مکیہ ص ۵۷۱ ج ۲ میں ہے ومن الاولیاء اثنان وهما الحسن والحسین سبطا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء میں سے دو حسن اور حسین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سبطین کریمین حضرت ابن عربی فرماتے ہیں ولم یحکم احد من الاولیاء ولا قام فیہ مثل هذا المقام مثل ابی بکر الصدیق الا من لا اعرفه فانه رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما ظهر قط علیہ مما کان علیہ فی باطنہ من المعرفة شیئی لقوته الا یوم مات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و ذہبت الجماعت ص ۱۶ ج ۳ اولیاء میں سے کوئی بھی ابو بکر کی طرح اس مقام میں قائم نہ ہوا اور نہ اسے محکم کیا۔ مگر وہ جسے میں نہ جانتا ہوں آپ کی قوت کیوجہ سے آپکی باطنی معرفت کبھی ظاہر نہ ہوئی مگر جس دن رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی حالانکہ صحابہ کی جماعت کو ذہول ہو گیا امام ابوالقاسم القشیری متوفی ۴۶۵ھ رسالہ قشیریہ میں ”کیا ولی کو اپنی ولایت کا علم ہونا جائز ہے“ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ العشرة من الصحابة صدقوا الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فیما اخبرهم به انهم من اهل الجنة صحابہ میں سے دس حضرات نے اس چیز میں رسول پاک کی تصدیق کی جسکی آپ نے ان کو خبر دی کہ وہ اہل جنت ہیں شیخ الاسلام زکریا الانصاری اس پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں



فقد علموا بذلك انهم من اولياء الله واجمعت الامة على فضلهم آگے فرماتے ہیں فامارتبة الاولياء فلا تبلغ رتبة الانبياء عليهم السلام تو لازمی طور پر انہیں اس خوشخبری سے یقین حاصل ہو گیا کہ وہ اولیاء اللہ ہیں اور امت ان کی فضیلت پر مجتمع و متفق ہے بہر حال اولیاء کا رتبہ انبیاء کے رتبہ کو نہیں پہنچتا تمام اولیاء کرام نے ولی سے اوپر نبی کو اور درجہ ولایت کے اوپر درجہ نبوت کا ذکر فرمایا ہے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کشف المحجوب کے ص ۳۰۳ پر ایک حدیث شریف درج کرتے ہیں اشد الناس بلاء الانبياء ثم الاولياء ثم الامثل فالامثل

سب سے زیادہ سخت آزمائش اور مصیبت انبیاء پر آئی ہے ان کے بعد اولیاء پر پھر درجہ بدرجہ ص ۱۷۷ پر عنوان قائم فرماتے ہیں۔ الکلام فی تفضیل الانبياء علی الاولياء اولیاء پر انبیاء کی فضیلت میں کلام ص ۱۲۲ پر فرماتے ہیں فالمعجزة تختص للانبياء والكرامات يكون للاولياء معجزة انبياء کے لئے خاص ہے اور کرامات اولیاء کیلئے ہوتی ہیں۔ نیز کرامات اولیاء و اثبات ولایت کے عنوان کے تحت حضرت عمرو دیگر صحابہ کی کرامات تحریر فرمائی ہیں نیز کشف المحجوب ص ۳۹۸ پر لکھتے ہیں انبیاء کے بعد اولیاء کرام کو بھی ایک درجہ خوارق عادات امور کا عطا ہوا اور اس کا نام کرامت رکھا گیا۔ کشف المحجوب ص ۳۰۱ پر فرماتے ہیں کرامت بغیر تصدیق صاحب معجزہ نہیں ہوتی اور وہ امتی سے ظہور پذیر ہوتی ہے کشف المحجوب ص ۱۲۳ میں ہے شرط معجزہ اظہار است و کرامت کتمان معجزہ کی شرط اظہار ہے اور کرامت کی کتمان (اخفاء) ص ۱۷۷ پر فرماتے ہیں جملہ انبیاء اولیاء باشند اما از اولیاء کے نبی نباشد۔ جملہ انبیاء اولیاء ہوتے ہیں مگر اولیاء میں سے کوئی شخص نبی نہیں ہوتا۔ اپنے زمانہ کے غوث اعظم سیدنا شاہ سلیمان تونسوی کے ملفوظات کے ص ۸۴ میں ہے می فرمودند کہ آدمی انبیاء و اولیاء اند۔ آپ فرماتے ہیں کہ آدمی تو انبیاء اور اولیاء ہیں۔ ملفوظات حضرت تونسوی کے ص ۳۶ میں ہے کہ اگر دنیا بہتر بودے اور انبیاء و اولیاء قبول می کردندے و حال آن کہ ہیج نبی و ولی اورا قبول نکرده۔ فرماتے اگر دنیا بہتر ہوتی تو



اسے انبیاء و اولیاء قبول فرماتے حالانکہ کسی نبی اور ولی نے اسے قبول نہیں کیا ملفوظات کے ص ۱۳۸ پر فرماتے ہیں اما کرامت آنست کہ اولیاء را باشد آنچه از ایشان بظہور آید کرامت است۔ بہر حال کرامت وہ ہے جو اولیاء سے ظہور پذیر ہوتی ہے جو کچھ ان سے ظاہر ہو کرامت ہے۔ پیر صاحب گولڑہ شریف سیف چشتیائی ص ۱۸ پر یہ قاعدہ تحریر فرماتے ہیں۔ الولی لا یبلغ درجۃ النبی۔ تاج الاسلام امام ابوبکر الکلابادی م ۵۳۸۰ اپنی تصنیف لطیف موضوع تصوف پر معتمد ترین و قدیم ترین کتاب التعرف لمذہب اہل التصوف ص ۷۲ مطبوعہ مصر کے الباب السادس و العشرون میں قولہم فی کرامات الاولیاء کے تحت لکھتے ہیں وجواز ذلک فی عصر النبی وغیر عصرہ واحد (الی) وقد کان بعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لعمر بن الخطاب حین نادى ساریة قال لساریة یا ساریة ابن حصن الجبل الجبل۔ وعمر بالمدينة علی المنبر و ساریة فی وجه العدو علی مسیرة شهر۔ جواز کرامت زمانہ پیغمبر وغیر زمانہ پیغمبر میں برابر ہے (تا) نبی پاک ﷺ کے بعد حضرت عمر سے کرامت کا ظہور ہوا جب آپ نے ساریہ کو ندا کی آپ نے ساریہ کو فرمایا اے ساریہ ابن حصن پہاڑ کو لازم پکڑو پہاڑ کو لازم پکڑو حالانکہ عمر رضی اللہ عنہ مدینہ پاک میں منبر شریف پر تھے اور ساریہ ایک ماہ کی مسافت پر دشمن کے سامنے التعرف ص ۷۳ میں ہے۔ فالذی للانبیاء معجزات و للاولیاء کرامات انبیاء کیلئے معجزات ہیں اور اولیاء کیلئے کرامات التعرف ص ۷۴ میں ہے لان الاولیاء قد یخشی علیہم الفتنة مع عدم العصمت والانبیاء لا یخشی علیہم الفتنة بها لانہم معصومون۔ اسلئے کہ عدم عصمت کیوجہ سے اولیاء پر فتنہ کا خدشہ ہے اور انبیاء پر عصمت کی بناء پر فتنہ کا خدشہ نہیں یہاں سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ جو لوگ معصوم ہیں وہ انبیاء ہیں اور جو معصوم نہیں وہ اولیاء ہیں۔ التعرف ص ۷۵ میں ہے وهو مع هذا لیس بمعصوم من صغيرة ولا كبيرة فان وقع فی احدهما قار نہ التوبة



الخالصة والنبی معصوم۔ اور ولی مع ہذا صغیرہ وکبیرہ سے معصوم نہیں پس اگر ان دونوں میں سے کسی ایک میں واقع ہو گیا تو اسکے ساتھ توبہ خالصہ کی مقارنت ہو گی نیز فرماتے ہیں وزوال خوف العاقبة لیس بممتنع بل هو جائز یعنی ولی سے خوف عاقبت کا زوال ممنوع نہیں بلکہ جائز ہے۔ اور اس دعویٰ کی دلیل یہ پیش فرمائی و قد اخبر النبى صلى الله تعالى عليه وآله وسلم اصحابه بانهم من اهل الجنة وشهد للعشرة بالجنة التعرف ص ۷۵ نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کو خبر دی کہ وہ اہل جنت سے ہیں۔ اور دس صحابہ کو بیک وقت جنت کی خوشخبری دی۔ امام اجل ابو ابراہیم بن اسماعیل المستملی البخاری اسپر تبصرہ فرماتے ہوئے شرح تعرف ص ۲۷ ج ۳ طبع نول کشور لکھنؤ میں رقمطراز ہیں و گواہی پیغمبر لامحاله راست باشد و برایشان واجب است بایں گواہی ایمان آور دن و چوں گرویدند ایمان آور دند و از خوف عاقبت ایمن گشتند و بایں ہمہ از جملہ اولیاء بودند۔ پیغمبر کی گواہی لامحاله سچی ہے۔ اور ان پر لازم و واجب ہے کہ اس گواہی پر ایمان لائیں تو چونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے گرویدہ تھے تو لازمی طور پر ایمان لائے۔ اور خوف عاقبت سے مامون و محفوظ ہو گئے۔ اور اسکے باوجود جملہ اولیاء میں سے تھے امام ابوالقاسم القشیری اپنے معروف و مقبول رسالہ القشیریہ میں باب کرامات الاولیاء کے تحت صحابہ کی کرامات کا ذکر فرماتے ہیں۔ نیز فرمایا وقد ظهر على السلف من الصحابة والتابعين ثم على من بعدهم من الكرامات ما بلغ حد الاستفادة ص ۱۶۲ سلف صالحین صحابہ و تابعین اور بعد کے اولیاء سے کرامات کا اسقدر ظہور ہوا ہے جو حد شہرت تک پہنچا ہے۔ یہاں سے شمس و امس کی طرح روشن ہے کہ جس سیکرامت کا ظہور ہوتا ہے وہ ولی ہے اور جس سے معجزہ ظاہر ہوتا ہے وہ نبی ہے کرامت و معجزہ کے مابین کوئی اور چیز حائل نہیں ہے۔ صحابہ کرام سے جو خوارق عادات ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی کرامت ہے۔ لہذا صحابہ کرام بھی اولیاء میں شامل ہیں۔ خود ان پر عرفاً لفظ ولی کا اطلاق ہو گا۔ اور ان سے ظاہر ہونے والے خارق عادت امر پر لفظ کرامت کا اطلاق ہو گا۔ التعرف ص ۱۵۹ میں لکھتے ہیں معجزہ کی شرائط میں سے



دعوی نبوت ہے والولی لا یدعی النبوة ولی نبوت کا دعوی نہیں کرتا تو مقربین میں سے جو بھی مدعی نبوت نہ ہو گا وہ ولی ہو گا انتخاب مناقب سلیمانہ اشاعت گولڑہ ص ۷۷ میں ہے۔

بے نیازی گر بخوابد آل الہ انبیاء و اولیاء رانیت راہ اگر اللہ تعالیٰ بے نیازی فرمائے تو انبیاء و اولیاء کیلئے کوئی راہ نہیں ہے۔ شرح مواقف ص ۶۷۵ میں ہے یمتاز الکرامت عن المعجزة بانها مع دعوی الولاية کرامت معجزہ سے یوں ممتاز ہے کہ کرامت کے ساتھ دعوی ولایت ہے۔ حضرت مولا علی کے ذکر شریف کے بعد لکھتے ہیں والا جماع منعقد علی ان الانبیاء افضل من الاولیاء شرح مواقف ص ۷۴۳۔ سلطان الاولیاء و المشائخ حضرت محبوب الہی نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں اما کرامت آنست کہ اولیاء را باشد کرامت وہ ہے جو اولیاء کیلئے ہو فوائد الفواد ص ۷۷ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی خود فتوح الغیب میں فرماتے ہیں واعمال الانبیاء والاولیاء بعد اداء الاوامر و انتهاء النواهی الصبر والرضاء والموافقت فی حالت البلاء وکارہائے پیغمبراں و دیگر دوستان خدا کہ پیروان ایشان اند پس از گزاردن و بجا آوردن فرمودہائے خدا و باز آمدن از نافرمودہائے وے سبحانہ صبر کردن و راضی بودن و موافقت نمودن است در حالت بلا و آزمائش خدا فتوح و شرح فتوح از شیخ محقق دہلوی ص ۳۸۳ اور انبیاء اور خدا کے دوسرے دوستوں کا کام جو انبیاء کے پیروکار ہیں۔ خدا کے احکام بجالانے اور نافرمانیوں سے باز آنے کے بعد صبر کرنا اور حالت بلاء و آزمائش میں راضی رہنا ہے۔ فوائد الفواد شریف ملفوظات حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کے ص ۷۷ میں ہے معجزہ ازاں انبیاء است کہ ایشان را علم کامل و عمل کامل باشد و ایشان صاحب وحی اند آنچه ایشان اظهار کنند آن معجزہ باشد اما کرامت آنست کہ اولیاء را باشد ایشان را نیز علم کامل و عمل کامل باشد فرق ہمیں است کہ ایشان مغلوب باشند آنچه از ایشان در ظہور آید آل کرامت باشد۔ معجزہ انبیاء سے ہے کہ انکا علم و عمل کامل ہوتا ہے۔ اور یہ صاحب وحی ہیں جو کچھ یہ ظاہر کریں گے معجزہ ہو گا۔ بحر حال کرامت وہ



ہے جو اولیاء کیلئے ہوتی ہے ان کا بھی علم و عمل کامل ہوتا ہے۔ فرق یہی ہے کہ یہ مغلوب (الحال) ہوتے ہیں۔ جو کچھ ان سے ظہور میں آئے گا کرامت ہو گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جو کچھ صحابہ سے ظاہر ہوتا ہے اسے کیا کہا جائے گا۔ اگر اسے بھی کرامت ہی کہا جائے گا اور یقیناً ایسا ہی ہے تو صحابہ کرام بھی اولیاء ہیں۔ فوائد الفواد ص ۱۶۰ میں ہے لیکن انبیاء واجب العصمت اندو اولیاء جائز العصمت لیکن انبیاء واجب العصمت ہیں اور اولیاء جائز العصمت ہیں ص ۲۳۶ میں ہے فرمود آری انبیاء معصوم اندو اولیاء محفوظ فرمایا ہاں انبیاء معصوم ہیں اور اولیاء محفوظ۔ فرمائیے کیا صحابہ کرام بھی محفوظ ہیں یا معصوم۔ یقیناً صحابہ بھی جائز العصمت اور محفوظ ہیں نہ کہ معصوم لہذا یہ بھی اولیاء ہیں حضرت ابن عربی ارشاد فرماتے ہیں۔ فالرسل منہم معصومون فی خلافہم والاولیاء محفوظون فی خلافہم فللرسل التشریع وللاولیاء الانفعال فتوحات ص ۱۸۳ ج ۳ شریعت جاری کرنا رسل کرام کا کام ہے اور قبول کرنا اولیاء کا کام بتائیے کیا صحابہ نے بھی شریعت قبول کی یا نہ؟ لسان القوم حضرت محی الدین ابن عربی مومن کی اقسام بیان فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں فالمومن منہ طائع وعاص وولی ونبی ورسول فتوحات یکہ ص ۲۳۲ ج ۱ یعنی مومن کی پانچ اقسام ہیں طائع (فرمانبردار) عاصی (نافرمان) ولی اور نبی اور رسول اب صحابہ کو تلاش کرو وہ کہاں گئے اہل جنت کے اقسام بتاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ثم اعلم ان اهل الجنة اربعة اصناف الرسل و هم الانبياء والاولیاء و هم اتباع الرسل علی بصیرة و بینة من ربہم والمؤمنون و هم المصدقون بہم والعلماء بتوحید اللہ انہ لا الہ الاہو من حیث الادلة العقلیة فتوحات ص ۳۱۹ ج ۱۔ پھر جان لے اہل جنت کے چار اقسام ہیں۔ رسل و انبیاء و اولیاء اور یہ وہ لوگ ہیں جو بصیرت اور بینہ کے ساتھ رسل کرام کے پیروکار ہیں۔ اور مومن اور یہ وہ ہیں جو انکی تصدیق کرنے والے ہیں۔ علیہم السلام اور دلائل عقلیہ کے اعتبار سے اللہ کی توحید کے علماء کہ کوئی معبود نہیں مگر وہی مزید فرماتے ہیں۔ وهو لاء الاربع الطوائف یتمیزون فی



جنت عدن عند روية الحق في الكتيب الابيض وهم فيه على  
 اربعة مقامات طائفة منهم اصحاب منابر وهي الطبقة العليا  
 الرسل و الانبياء و الطائفة الثانية هم الاولياء و رثة الانبياء قولاً  
 و عملاً و حالاً و هم على بينة من ربهم و هم اصحاب الاسرة  
 و العرش و الطبقة الثالثة العلماء بالله من طريق النظر البرهاني  
 العقلي و هم اصحاب الكراسي و الطبقة الرابعة و هم المومنون  
 المقلدون في توحيدهم و لهم المراتب فتوحات ص ۳۲۰ ج ۱ یہ  
 چار گروہ جنت عدن میں کتیب ابیض کے اندر رویت حق کے وقت ایک دوسرے سے  
 متمیز ہونگے اور وہ وہاں چار مقامات پر ہونگے۔ ایک جماعت اصحاب منابر ہوگی۔ یہ  
 سب سے بلند مرتبہ طبقہ انبیاء و رسل کا ہے دوسرا طبقہ اولیاء ہیں جو کہ انبیاء کے قول  
 عمل اور حال میں وارث ہیں۔ یہ اپنے رب کی طرف سے بینة پر ہیں۔ یہ حضرات  
 اصحاب اسرہ و عرش ہیں۔ تیسرا طبقہ بطریق نظر و فکر برهان عقلي کے ساتھ اللہ کا علم  
 رکھنے والا طبقہ ہے یہ اصحاب کراسی ہیں۔ چوتھا طبقہ وہ مومن ہیں جو مقلد فی التوحید  
 ہیں اور انکے بھی مختلف مراتب ہیں۔ ایک اور مقام میں اللہ کے برگزیدہ اور چنیدہ  
 لوگوں کا ذکر فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ فاختار من النوع الانسانی  
 المومنین و اختار من المومنین الاولیاء و اختار من الاولیاء  
 الانبیاء و اختار من الانبیاء الرسل فتوحات ص ۳۶۵ ج ۱ اللہ عزوجل  
 نے نوع انسانی میں سے مومنین کو مومنین میں سے اولیاء کو اولیاء میں سے انبیاء کو  
 انبیاء میں سے رسل کو اپنا برگزیدہ و چنیدہ بنایا۔ غور فرمائیے اللہ کے عباد مختار و مجتبی  
 میں صحابہ کرام کس مقام پر ہیں کیا وہ بھی اتباع رسل بصیرت و بینہ ہیں یا نہیں؟ نیز  
 اولیاء میں سے اللہ تعالیٰ نے انبیاء منتخب فرمائے ہیں۔ تو صحابہ کرام کس درجہ میں  
 کھڑے ہیں۔ نیز محرر ہیں۔ الان البیت هو الدین الا ان ارکانہ ہی  
 الرسالة و النبوة و الولاية و الايمان۔ خبردار بلاشبہ بیت سے مراد دین ہے بلا  
 شبہ اسکے ارکان رسالت نبوت ولایت اور ایمان ہیں فتوحات ص ۵ ج ۲ پر لکھتے ہیں۔



المراتب اربع التي تعطى السعادة للانسان هي الايمان والولاية والنبوة والرسالة. چار مراتب ہیں جو انسان کو سعادت دیتے ہیں ایمان ولایت نبوت اور رسالت صاف ظاہر ہے کہ صحابیت کوئی الگ مرتبہ نہیں بلکہ دائرہ و مرتبہ ولایت میں ہی داخل و شامل ہے۔ مزید فرمایا۔ فاعلم ان الله تعالى لما خلق الخلق خلقهم اصنافا وجعل في كل صنف خيارا واختر من الخيار خواص وهم المومنون واختر من المومنين خواص وهم الاولياء واختر من هولاء الخواص خلاصة وهم الانبياء فتوحات ص ۷۴ ج ۲۔ پس جان لے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو انکی کئی اقسام بنائیں ہر صنف میں چنییدہ لوگ بنائے اور ان برگزیدہ لوگوں میں سے خواص چنے اور یہ خواص مومنین ہیں۔ اور مومنین میں سے خواص منتخب فرمائے اور یہ اولیاء ہیں اور ان خواص میں سے خلاصہ و زبدہ کا انتخاب فرمایا اور وہ انبیاء ہیں۔ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

فالمرتبة الاولى ايمان والثانية ولاية والثالثة نبوة والرابعة رسالة پہلا مرتبہ ایمان دوسرا ولایت اور تیسرا نبوت اور چوتھا رسالت ہے ص ۷۴ ج ۲ حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں ہمارے شیخ ابو محمد عبد اللہ الشکار یہ ان لوگوں میں سے سب سے بڑے تھے جن سے میری راہ خدا میں ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا یا احیی الرجال اربعة (الی) فاراد بالرجال الاربعة حصر المراتب لانه ماثم الارسول و نبی و ولی و مومن و ماعدا هولاء الاربعة فلا اعتبار لهم فتوحات مکیہ ص ۹ ج ۳ اے میرے بھائی رجال اللہ چار ہیں (تا) پس رجال اربع کے ذکر سے آپ نے حصر مراتب کا ارادہ فرمایا اسلئے کہ یہاں صرف رسول نبی ولی اور مومن ہے۔ اور ان چار کے ماسوا کا کوئی اعتبار نہیں یعنی ان چار کے ماسوا غیر معتبر و غیر معتد لوگ ہیں جو مقام قرب میں کسی شمار و قطار میں نہیں آتے۔

فرمائیے صحابہ بھی کسی معتبر و معتد حصے میں ہیں یا نہیں؟ ہیں تو کس حصہ میں ہیں اسکی نشاندہی فرمائیے؟ علامہ اساماعیل غیلطقی روح البیان ص ۵۹ ج ۳ میں فرماتے ہیں



وللاولياء في شان التبتل والتنزه درجات متفاوتة حسب تفاوت درجات استعداداتهم اقصاها ما انتهى اليه همم الانبياء عليهم السلام جمعوا بين رياستي النبوة والولاية اولياء الله کے بحسب استعدادات شان تبتل وتنزه میں درجات مختلفہ ہیں۔ اقصی وہ ہیں جن تک فقط انبیاء کی رسائی ہے انہوں نے نبوت ولایت کی دونوں ریاستیں جمع کر لیں۔ حافظ امام ابو نعیم الاصبھانی متوفی ۴۳۰ھ اپنی تصنیف لطیف حلیۃ الاولیاء کے ص ۶۱ پر تحریر فرماتے ہیں علی ابن ابی طالب نور المطیعین و ولی المتقین و امام العادلین ص ۶۱۔ ۶۲ پر حدیث بیان فرمائی کہ انس بن مالک فرماتے ہیں مجھے نبی ﷺ نے ابی برزہ الاسلمی کی طرف بھیجا تو میں سن رہا تھا کہ آپ نے فرمایا یا ابا برزہ ان رب العالمین عہدالی عہدافی علی ابن ابی طالب فقال انه رایة الهدی ومینار الایمان و امام اولیائی و نور جمیع من اطاعنی کہ اللہ رب العالمین نے میرے ساتھ علی ابن ابی طالب کے بارے ایک عہد کیا ہے پس فرمایا بلاشبہ وہ ہدایت کا جھنڈا ایمان کا مینار میرے اولیاء کا امام اور اطاعت گزاروں کا نور ہے۔ الامام الزاهد ابو عبدالرحمن السلمی طبقات الصوفیہ ص ۴ پر لکھتے ہیں واتبع الانبياء عليهم السلام بالاولياء يخلفونهم في سننهم ويحملون امتهم على طريقهم۔ اللہ رب العزت نے اولیاء کرام کو انبیاء کے اتباع بنایا کہ یہ ان کی راہوں میں ان کے خلف ثابت ہوں اور انکی امتوں کو انکے طریق پر چلائیں ص ۵ پر فرماتے ہیں ذکر ت فی کتاب الزهد من الصحابة والتابعین وتابع التابعین قرنا فقرنا وطبقة فطبقة الى ان بلغة النبوة الى ارباب الاحوال والمتكلمين على لسان التفريد وحقائق التوحيد واستعمال طرق التجريد فاحببت ان اجمع في سير متاخرى الاولياء کتابا اسمیه طبقات الصوفیہ

میں نے کتاب الزهد میں صحابہ اور تابعین و تبع تابعین کا قرنا فقرنا طبقة



فطبقة ذکر کیا یہاں تک کہ نوبت ارباب احوال اور لسان تفرید اور حقائق توحید کے ساتھ تکلم اور طریق تجرید استعمال کرنے والوں تک پہنچی تو میں نے چاہا کہ متاخرین اولیاء کی سیر میں ایک کتاب جمع کروں جس کا نام طبقات الصوفیہ رکھوں۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہ تابعین تبع تابعین اولیائے متقدمین ہیں۔

عرفا صحابہ و آئمہ پر لفظ ولی کا اطلاق ہوتا ہے

ایک صریح نص اور فیصلہ کن حوالہ

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قادری قدس سرہ اپنی مایہ ناز تصنیف الفتوحات المکیہ ص ۵۶۹ ج ۲ میں تحریر فرماتے ہیں۔

بل اختص الله كل واحد باستعداد وهناك تمييز الطوائف والاتباع من غير الاتباع والانبياء من الرسل والرسل من الاتباع المسمين في العرف اولياء بلکہ ہر ایک خصوصی استعداد کے ساتھ خاص کیا گیا ہے۔ اور یہیں سے تمام جماعتیں (ایک دوسری سے) متمیز ہوتی ہیں۔ اتباع غیر اتباع سے انبیاء رسل سے اور رسل اتباع سے جن اتباع (پیروکاروں) کا نام عرف میں اولیاء ہے۔

لوحی عرف عرف کا بڑا شور سنتے تھے حضرت ابن عربی قادری علیہ الرحمۃ نے عرف کے بارے صاف و صریح فیصلہ صادر فرما دیا کہ عرف میں انبیاء و رسل کے جملہ اتباع (پیروی کرنے والوں) کا نام اولیاء ہے۔

۵ بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا جو چیرا تو اک قطرہ خون نکلا

حضرت شیخ عطار نے تذکرۃ الاولیاء تحریر فرمائی تو ابتداء ذکر آئمہ سے کی حضرت امام حافظ ابو نعیم الاصفہانی نے حلیۃ الاولیاء لکھی تو ابتدا ذکر صحابہ سے کی جبکہ جلد اول میں صرف صحابہ ہی کے مناقب مذکور ہیں۔ آپ فرماتے ہیں قدر وینا بعض مناقب الاولیاء و مراتب الاصفیاء حلیۃ ص ۱۷ ج ۱ ہم نے اولیاء و اصفیاء کے بعض مناقب و مراتب بیان کئے ہیں مگر یتامی فی العلم کو عرف ابھی



تک معلوم نہ ہو سکا ان لوگوں پر افسوس کہ درس نظامی کی بالکل ابتدائی کتب بھی انکے زیر نظر نہیں ہیں بدائع منظوم مصنفہ علی رضا بغدادی قادری علیہ الرحمۃ کے ص ۴ پر ہے۔

بعد ازاں حامل لواء نبی شاہ مردان حق علی ولی  
پندنامہ شیخ عطار علیہ الرحمۃ میں ہے۔

آنکہ آمد نہ فلک معراج او انبیاء و اولیاء محتاج او  
آگے فرماتے ہیں

صاحبش بودند عثمان و علی بہر آن گشتند در عالم ولی  
متعصب غالیو بتاؤ کہاں ہے تمہارا عرف قبیح و شنیع جس نے صحابہ کرام و ائمہ عظام کو  
اسم ولی سے محروم کر دیا ہے۔

حضرت شاہ ابوالمعالی قادری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

ثم ارحم اسد اللہ علیا و ولیا فمن العلم جلیا ومن القرب  
کملا

جب کرامات اولیاء کے تحت تمام کتب عقائد و تصوف و حدیث میں کرامات اصحاب کا ہی ذکر موجود ہے تو ثابت ہوا کہ نبی سے نیچے سب ولی ہیں لہذا صحابہ کرام بھی ولی ہیں اور کوئی ایسا عرف موجود ہے اور نہ قابل قبول جو صحابہ کی قدسی جماعت اور الا ان اولیاء اللہ کے مخاطبین اولین اور مقربین کا ملین کو اعزاز و اطلاق لفظ ولی سے خارج کر دے اعلیٰ حضرت تجلی الیقین ص ۴۶ پر لکھتے ہیں افضل الاولیاء اولین و الآخرین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یقیناً اولیاء اولین میں صحابہ بھی شامل و مراد ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ صحابہ سے بھی افضل ہیں اور یہی اعلیٰ حضرت کا مقصد ہے اعلیٰ حضرت غایت التحقیق کے ص ۲۱ پر سبع سنابل شریف کے حوالہ سے لکھتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق از روئے حدیث بعد از انبیاء تمام اولیاء سے افضل ہیں۔ یہاں بھی لفظ اولیاء میں صحابہ شامل ہیں اور بعد الانبیاء اسپر نص صریح ہے تو معلوم ہوا کہ لفظ ولی کا صحابہ پر اطلاق عرف میں اب بھی جاری و ساری ہے۔



مقابیس المجالس ملفوظات حضرت قطب وقت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ ص ۹۳۰ میں حضرت نے حدیث شریف من کنت مولاه فعلی مولاه کی تشریح فرماتے ہوئے فرمایا وجہ سوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام مومنین کے سردار ہیں حتیٰ کہ آپ سید الانبیاء و المرسلین ہیں۔ اگر حدیث کے معنی یہ لئے جائیں کہ جس کا میں سردار ہوں اسکا علی بھی سردار ہے تو حضرت علی کی تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت اور ترجیح ثابت ہوتی ہے اور یہ عقلاً و نقلاً صریحی باطل ہے کیونکہ ولی ہرگز نبی کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا چہ جائیکہ ولی نبی سے افضل ہو۔ یہ بات متفق علیہ ہے کہ صحابہ کرام اگرچہ مکمل و اکمل ہیں پھر بھی اولیاء اللہ ہیں۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا لکھتے ہیں۔

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل اور رسولوں سے اعلیٰ ہمار نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہاں بھی لفظ اولیاء میں صحابہ داخل ہیں ورنہ آپ یہ لکھتے کہ خلق سے اولیاء اولیاء سے صحابہ اولیاء سے صحابہ اولیاء سے رسل نہ لکھتے۔ نیز اولیاء کرام کا مشہور و معروف و معمول و وظیفہ دعائے حیدری میں ہے۔ یا اسد اللہ یا ولی اللہ نیز نادعلیا مظهر العجائب تجده عوناً لک فی النوائب کل ہم و غم سینجلی بنبوتک یا رسول اللہ و بولایتک یا علی یا علی یا علی نیز علی ولی اللہ ایک مسلم و معروف بات ہے تو ثابت ہوا کہ یہ دعویٰ کہ۔

لفظ ولی کا اطلاق عرفاً صحابہ پر نہیں ہوتا دعویٰ بلا دلیل ہے

عوارف المعارف شریف میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

کے قول کا ہی ذکر ہے۔

نیز حضرت مجدد نے اپنے اس مکتوب میں بھی تنصیص و تصریح فرمادی ہے کہ عوارف المعارف شریف میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہی قول کا ذکر ہے آپ فرماتے ہیں۔ صاحب عوارف کہ مرید و مریدانے شیخ ابوالنجیب سروردی است کہ از محرمان و مصاحبان حضرت شیخ عبدالقادر بودہ است اس کلمہ را از آل کلمات ساختہ کہ مشعر عجب اند کہ از مشائخ در بدایت احوال بواسطہ بقایائے سر یافتہ اند بعض



نے ”فی ابتداء امر اہم“ سے استدلال کرتے ہوئے اشتباہ پیدا کرنے کی کوشش کی حالانکہ یہاں امر سے مراد امر فنا و غلبہ حال ہے نہ کہ مجاہدہ و ریاضت۔ مجاہدہ اور چیز ہے اور غلبہ حال و مقام فنا اور چیز ہے و شتان بینہما۔ راہ خدا میں مجاہدہ و ریاضت کے بعد غلبہ سلطان حال و کیفیت فنا تام حاصل ہوتی ہے۔ تو غلبہ حال و فنا تام کی ابتداء میں مشائخ کبار سے ایسے کلمات صادر ہو جاتے ہیں اور جن مشائخ کبار پر شطحیات کا غلبہ ہوتا ہے ان سے مسلسل سرزد ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ مقام عبدیت کی طرف منتقل نہ ہو جائیں۔ البتہ حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آخری انفاس میں مقام عبدیت محض کی طرف منتقل ہوئے کما سبق۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لفظ حتی کے بعد مشائخ کبار کی بات کی ہے نہ کہ مبتدی لوگوں کی آپ فرماتے ہیں حتی لقد نقل عن جمع من الکبار اور حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی اکابر مشائخ میں شامل ہیں۔ بعض نے لفظ کل کی بجائے لفظ جمع کے باعث اشتباہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ اہل علم کو معلوم ہے کہ روایت دو طرح سے کی جاتی ہے روایت باللفظ اور روایت بالمعنی حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بالمعنی فرمائی ہے اور ایسا کرنا شائع ذائع ہے ہذا۔

### عموم در ہر عصر ٹوٹ گیا

خیال رہے کہ بقول شما کلام زیر بحث میں لفظ کل احصائے افراد کیلئے ہے تو اگر لفظ ولی کا ایک فرد بھی اس حکم سے خارج ہو گیا تو کلیہ و عموم ٹوٹ جائیگا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ لفظ ولی میں کون سے حضرات داخل ہیں۔ (۱) صحابہ کرام، (۲) ائمہ اثنا عشر (۳) حضرت اویس قرنی (۴) امام الاولیاء امام حسن البصری (۵) سراج الامت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ (۶) حضرت سیدہ مریم (۷) وہ مومن جو آخر زمانہ میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی معیت و صحبت میں ہونگے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امتی ہونے کے بسبب آپ کے رنگ میں رنگین ہونگے

صحابہ کرام اور ائمہ عظام کی افضلیت



صحابہ کرام اور ائمہ عظام کی افضلیت میں کے شبہ ہو سکتا ہے۔ صحابہ رسول وہ ہیں جن کے بارے قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے الزمہم کلمۃ التقویٰ وکانوا احق بہا و اہلہا۔ نیز ارشاد ربانی ہے اولئک اعظم درجۃ نیز فرمایا و آخرین منہم لما یلحقو ابہم و غیر ذلک من الآیات الکریمۃ حدیث پاک میں ہے ولوان احدکم انفق مثل احد ذہبا مابلغ مداحدہم ولا نصیفہ اگر تم سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو ان کے ایک مد کو نہ پہنچے گا اور نہ اسکے نصف کو ایک اور حدیث شریف ملاحظہ کیجئے اگر موصحابی فانہم خیار کم میرے صحابہ کا اکرام و احترام کرو بلاشبہ وہ تم (سب) سے بہتر ہیں۔ ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیے مشکوٰۃ شریف کے ص ۳۲ پر اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی توضیح اشعۃ اللمعات کے ص ۱۳۸ ج ۱ پر دیکھئے حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں اولئک اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کانوا افضل ہذہ الامۃ آل مروہا یاران محمد اند کہ فاضل تراز ہر کہ جز ایشان است در این امت و ابرہا قلوبا و نیک ترین امت از روئے دلہا و اعمقہا علما و دورا اندیشاں تراز روئے علم و اقلہا تکلفا و کم تراز روئے تکلف و تصنع و ریاء و مراعات رسوم و عادات کہ متعارف است میاں مردم و بتکلف آنرا بر خود بنہند (الی ان قال) اختار اللہ لصحبۃ نبیہ ولا قامۃ دینہ برگزید ایشان را خدائے تعالیٰ از برائے صحبت پیغمبر خود صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم و برائے برداشتن دین وے اس دلیلیست بر افضلیت و اکملیت صحابہ یعنی چوں پرور دگار تعالیٰ از میان تمام خلق ایشان را برگزید و یاران پیغمبر خود ساخت معلوم شد کہ ایشان بہترین خلق و خیار امت بودہ اند و جوہر نفوس ایشان برائے انعکاس انوار ہدایت و ایمان قابل تر و لائق تر چنانکہ در قرآن مجید فرماید و الزمہم کلمۃ التقویٰ وکانوا احق بہا و اہلہا۔ و بودند سزاوار تر و لائق تر بکلمہ تقویٰ مستحق تر مر آنرا۔ در آثار آمدہ است پرور دگار تعالیٰ نظر کرد در تمامہ دلہائے



بندگان و یافت دل محمد ﷺ روشن تر و پاک تر پس نہاد نور نبوت را در ان  
و یافت دلہائے صحابہ راصاف تر و لائق تر پس برگزید صحبت او ایشاں را و این خود  
ظاہر است چنانکہ ہج عاقل نہ پسندد کہ آہمائے کہ یاران پیغمبر باشند و مریدان محمد  
ﷺ و رضی اللہ عنہم و عمر ہادر سایہ تربیت او بودہ و خدمت کردہ باشند و ہنوز پاک  
و صاف نشدہ و بدرجہ کمال نہ رسیدہ باشند۔ مریدان مشائخ را بینید کہ در خدمت  
ایشاں بچہ درجہ می رسند و آخر این منقصد حضرت وے ﷺ عائد می گردد (الی ان  
قال) فاعر فوالہم فضلہم پس بشناسید برائے ایشاں فضل ایشاں را  
واتبعوہم علی اثرہم و پیروی کنید ایشاں و بروید بر نشان پائے ایشاں و  
تمسکو ابما استطعتم من اخلاقہم و سیرہم و چنگ در آیند باں  
چہ توانید از خو نہا و روش ہائے ایشاں فانہم کانواعلی الہدی المستقیم  
پس بدرستیکہ بودند ایشاں برراہ راست درغایت راستی سبحان اللہ ابن مسعود باں  
بزرگی و علو شان در دین کہ پیغمبر ﷺ۔ در حق وے فرمود رضیت لامتی  
مارضی بہ ابن ام عبدراضی شدم برائے امت خود باں چہ راضی شد باں  
ابن ام عبد مراد باں ابن مسعود است این چنین تفضیل و تعظیم صحابہ کند چہ جائے  
سخن است نسال اللہ العافیہ

ترجمہ۔ یہ لوگ محمد رسول اللہ ﷺ کے یار ہیں جو کہ فاضل تر ہیں اپنے ہر ماسوا  
سے اس امت میں اور یہ لوگ ساری امت سے نیک ترین ہیں دلوں کے لحاظ سے  
زیادہ گہرائی والے ہیں از روئے علم کے اور تکلف و تصنع ریاء مراعات رسوم اور  
دوسری عادات جو لوگوں میں متعارف ہیں سے مبرا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے  
نبی کی صحبت اور اقامت دین کیلئے برگزیدہ فرمایا یہ ہی افضلیت و اکملیت صحابہ کی  
روشن دلیل ہے یعنی جب پروردگار تعالیٰ نے انہیں تمام مخلوق سے منتخب فرمایا اور  
انہیں اپنے پیغمبر کا یار بنایا تو معلوم ہو گیا کہ یہ ساری مخلوق سے بہترین اور امت  
کے خیار ہیں۔ اور ان کے جواہر نفوس انعکاس انوار ہدایت و ایمان کے قابل تر  
اور لائق تر ہیں جیسے کہ حق تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے والزمہم کلمۃ



التقوى و كانوا احق بها و اهلها یعنی یہ لوگ کلمہ تقوی کے سزاوار اور لائق تر اور ساری امت سے زیادہ مستحق تھے احادیث میں آیا ہے کہ پروردگار عالم جل و علانے اپنے تمام بندوں کے دلوں میں نظر فرمائی تو تمام دلوں سے محمد ﷺ کے دل مبارک کو روشن تر اور پاک تر پایا لہذا اس میں نور نبوت رکھ دیا اور صحابہ کے دلوں کو صاف تر اور سب سے زیادہ لائق پایا لہذا حضور کی صحبت کے لئے انہیں منتخب فرمایا اور یہ بات تو خود ظاہر ہے چنانچہ کوئی عقلمند پسند نہیں کرتا کہ جو لوگ پیغمبر ﷺ کے ہوں اور محمد رسول اللہ کے مرید ہوں اور آپ کے سایہ تربیت میں زندگیاں بسر کر چکے ہوں اور آپ کی خدمت کرتے رہے ہوں ابھی تک پاک و صاف نہ ہوئے ہوں اور درجہ کمال کو نہ پہنچے ہوں مریدان مشائخ کو دیکھو کہ ان کی خدمت میں رہ کر کس درجہ پر پہنچ جاتے ہیں آخر کار یہ نقص آنحضرت ﷺ کی طرف عائد ہو گا۔ لہذا تمام امت پر انکی فضیلت پہچانو اور انکی پیروی اور انکے نقش قدم پر چلو اور انکے اخلاق و سیر عادات و روش کو مضبوطی سے تھام لو یقیناً وہ راہ راست پر تھے راستی کی غایت و نہایت کو پائے ہوئے سبحان اللہ ابن مسعود کے حق میں فرمایا میں اپنی امت کیلئے اس چیز کو پسند کرتا ہوں جسے ابن ام عبد یعنی عبد اللہ ابن مسعود پسند کرتے ہیں اور اسقدر تفضیل و تعظیم صحابہ بیان فرماتے ہیں تو کوئی اور انکی عظمت کیا جانے ہم اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں اللہ ہمیں صحابہ کی ادنی گستاخی سے بھی بچائے۔ شیخ محقق عبدالحق کی عبارت ختم ہوئی اس عبارت سے بعض نتائج بالکل واضح ہیں۔



نمبر ۱۔ صحابہ کرام تمام امت سے افضل ترین اور اکمل ترین ہیں اللہ عزوجل نے اپنے محبوب کی صحبت کیلئے انہیں تمام مخلوق سے منتخب و مختار چنیدہ و برگزیدہ فرمایا لہذا یہ لوگ ہی بہترین خلق اور خیار امت ہیں۔

نمبر ۲۔ یہ مدعا خود قرآن کریم سے ثابت ہے الزمہم کلمۃ التقوی وکانوا احق بہا واهلہا اللہ نے کلمہ تقویٰ ان کے ساتھ پکا کر دیا اور وہی اسکے سب سے زیادہ حق دار اور اہل تھے اب دوسری آیت اس کے ساتھ ملا لوان آکر مکم عند اللہ اتقاکم نتیجہ خود بخود واضح ہے نیز قرآن کریم فرماتا ہے لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا۔ تم میں سے قبل الفتح انفاق و جہاد والے تمہارے برابر نہیں ہیں، وہ لوگ ہی بعد میں انفاق و قتال کرنے والوں سے بہت بڑے درجہ والے ہیں یعنی یہ صحابہ بعد والوں سے درجہ کے اعتبار سے اعظم ہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ہے وسیجنبہا الاتقی نیز انہیں اپنے محبوب کا ثانی فرمایا ثانی اثنین اذہما فی الغار نیز فرمایا اولئک الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقویٰ نیز فرمایا والسابقون الاولون نیز فرمایا اولئک یسارعون فی الخیرات وہم لہا سابقون وہ ہی نیکیوں میں آگے بڑھنے والے ہیں و آخرین منہم لما یلحقوا بہم اور انہیں سے پچھلوں کو پاک کرتے ہیں اور علم عطا فرماتے ہیں جو ان اگلوں سے نہ ملے ان کا زمانہ نہ پایا یا فضل و شرف میں انکے درجہ کو نہ پہنچے کیونکہ صحابہ کے بعد کے لوگ خواہ غوث قطب ہو جائیں مگر فضیلت صحابیت نہیں پاسکتے خزائن العرفان ص ۱۶۵۸ علیحضرت و مولانا نعیم الدین مراد آبادی۔

نمبر ۳۔ صحابہ کو کسی دوسرے سے کم کہنا درحقیقت خود حضور علیہ السلام کی تنقیص و توہین ہے۔ حضور فرماتے ہیں من احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم من اذہم فقد اذانی و من اذانی فقد اذی اللہ جو میرے صحابہ سے محبت کرتا ہے تو میری محبت کیوجہ سے ان سے محبت کرتا ہے اور جو



ان سے دشمنی کرتا ہے تو میرے ساتھ بغض کی بناء پر کرتا ہے۔ جس نے انہیں ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اسے خدا کو ایذا دی۔

نمبر ۴۴۔ صحابہ کی روش کی پیروی ضروری ہے جیسے انہوں نے دعاوی اور اظہار کرامات سے پرہیز کیا یہ ہی اسلم طریقہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اصحابی کالنجوم فباہم اقتدیتم اہتدیتم روش صحابہ کے خلاف جو بھی روش ہے وہ غیر اسلم غیر مامون اور پر خطر ہے حضرت شیخ محقق تحت حدیث اکرموا اصحابی فانہم خیار کم لکھتے ہیں گرامی دارید یاران مرا زیرا کہ بد رستی ایشاں نیک ترین و برگزیدگان شانند و خود چرانہ باشد کہ مصاحبان و ملازمان درگاہ و حاضران گاہ بیگاہ و تربیت یافتگان علم و عمل و حال اویند و اگر ملازمت و مصاحبت نہ کردہ باشند نظارگیان جمال و مشاہدان طلعت باکمال اویند شیخ ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ گفتہ کہ بیک نظرہ کہ بر جمال مصطفیٰ ائمہ چیزے نماید و کارے کشاید کہ دیگران را بار بعینات و خلوات نہ نماید و نشاید و ایمان عیانی و یقین شہودی کہ ایشاں راست کسی را در آنجا شرکت نیست اشعہ ص ۴۳۲ ج ۴

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میرے یاروں کی عزت کرو کہ یقیناً یہ تم سب سے نیک ترین اور برگزیدہ ہیں شیخ اسپر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایسا کیوں نہ ہو کہ یہ حضرات مصاحبان و ملازمان درگاہ و حاضران گاہ و بیگاہ ہیں اور علم و عمل و حال میں آپکے تربیت یافتہ ہیں گویا ان میں کمی یا نقص کا قول حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تنقیص و توہین ہے اور اگر ملازمت و مصاحبت نہ بھی کی ہوتی آپکے جمال کا نظارہ کرنے والے اور طلعت باکمال کہ مشاہدین تو ہیں شیخ ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے ایک نظر جو جمال مصطفیٰ پر پڑتی ہے ایسی چیز دکھاتی ہے اور اس طرح کام کھولتی ہے کہ دوسروں کو چلہ جات اور خلوتوں سے میسر نہیں ہو سکتی۔ اور ایمان عیانی اور یقین شہودی جو انہیں حاصل ہے۔ کسی دوسرے کو اس میں شرکت نہیں۔

نیز حضرت اولیس قرنی تابعین میں سے ہیں۔ تابعین کے بارے صیب اعظم صلی اللہ



علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم نیز فرمایا اکرموا اصحابی فانہم خیار کم ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم یہ قرن آئیوالے تمام قرون سے بفرمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم افضل ہے اور اس قرن کے سب افراد سے افضل حضرت اویس قرنی ہیں جنہیں رسول اکرام صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خیر التابعین قرار دیا اور جن سے دعا منگوانے کا صحابہ کو حکم دیا فرمان نبوی ہے "ان رجلاً" یا تیکم من الیمن یقال لہ اویس لا یدع بالیمن غیر ام لہ قد کان بہ بیاض فدعی اللہ فاذهبہ الا موضع الدینار والدرہم فمن لقیہ منکم فلیستغفر لکم و فی روایۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ان خیر التابعین رجل یقال لہ اویس ولہ والدۃ وکان بہ بیاض فمروہ فلیستغفر لکم نیز شیخ مجدد حضرت اویس کے بارے لکھتے ہیں کہ صحبت رسول علیہ السلام کے علاوہ باقی تمام درجات کی نہایت اور تمام کمالات کی غایت تک پہنچ چکے تھے۔ مکتوبات دفتر اول حصہ دوم مکتوب نمبر ۱۲۰ ص ۳۱۳ حضرت امام مہدی وہ ہیں جن کے تشریف لانے کی حضور علیہ السلام نے بشارت دی انہیں خلیفہ اللہ کے لقب سے ممتاز فرمایا۔ نیز حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک قصیدہ مطبوعہ بر حاشیہ بہجۃ الاسرار عربی مصر ص ۲۲۰ میں لکھتے ہیں ولنا الولاية من الست برکم واما منا المهدی وهو ختامنا مہدی ہمارے پیشوا اور ہمارے خاتم ہیں یعنی خاتم ولایت محمدیہ حضرت سیدہ مریم کی شان اللہ جل مجدہ نے قرآن پاک میں بیان فرمائی ارشاد باری تعالیٰ ہے ان اللہ اصطفاک وطہرک واصطفاک علی نساء العالمین آقائے نامدار جناب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں حسبک من نساء العلمین مریم بنت عمران خدیجہ بنت خویلد و فاطمہ بنت محمد و آسیہ امراة فرعون بعض احادیث نبویہ سے ازواج مطہرات پر بھی انکی افضلیت مفہوم ہوتی ہے۔ ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے قال قال رسول اللہ



صلی اللہ علیہ والہ وسلم سیدۃ نساء اہل الجنة مریم بنت عمران ثم فاطمہ ثم خدیجہ ثم آسیہ امراة فرعون شیخین نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے خیر نساء رکن الابل نساء قریش احناہ علی ولد فی صغره وار عاہ علی بعل فی ذات یدہ ولو علمت ان مریم بنت عمران رکبت بعیرا ما فضلت علیہا احد ابن جریر نے حضرت فاطمہ سے روایت کی ہے قالت قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انت سیدۃ نساء اہل الجنة الامریم البتول بہر حال احادیث و تفاسیر کے مطالعہ سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت فاطمہ اور بعض ازواج مطہرات کے مساوی تمام صحابیات پر حضرت مریم کی افضلیت متفقہ ہے۔ تو واضح ہوا کہ حضرت مریم جو کہ صحابیات سے بھی افضل ہیں اور ولیہ ہیں نیز صحابہ کرام اور امام مہدی اور حضرات آئمہ کرام و حضرت اولیس قرنی وغیرہم سے اس قول کا عموم درہر عصر ٹوٹ گیا۔

خیال رہے کہ یہ باتیں دلائل شرعیہ ظاہریہ اور آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ سے ثابت ہیں کوئی کشف نہیں کہ جس میں خطا کا بے حد احتمال ہوتا ہے۔ اور کسی دوسرے پر تسلیم کرنا لازم نہیں ہوتا۔ دیکھئے کتب اصول فقہ تو یہ بات ثابت ہو گئی کہ لیس قدمہ علی رقبۃ بعض الاولیاء اور اس کی نقیض بے قدمہ علی رقبۃ جمیع الاولیاء ظاہر ہے کہ نقیضین میں سے ایک کا ثبوت دوسری کے رفع کا مستلزم ہے تو اب بقیہ سکر کے باعث صادر شدہ کلام کی تاویل کے بغیر چارہ کار نہیں ہو گا کہ اس کا تحقق صرف اس زمانے کیلئے ہے

## ایک اعتراض اور اس کا جواب

نیز یہ کہنا کہ خاص ناموں سے مخصوص حضرات اس قول سے خارج ہیں مثلاً صحابہ آئمہ اور یہاں عام اولیائے کرام مراد ہیں تو جواباً عرض ہے کہ مخصوص نام تو بہت سے ہیں مثلاً صحابہ تابعین تبع تابعین آئمہ اغواث اقطاب بدلاء نجباء نقباء افراد صدیقین شہداء اگر ان سب مخصوص ناموں سے مختص حضرات خارج ہیں تو باقی کیا رہ گیا صرف



عام اولیاء کرام تو ان عام اولیاء سے تو ہر زمانہ کے مخصوص اولیاء اللہ بلند مراتب ہی ہوتے ہیں خواہ وہ عام اولیاء کسی بھی زمانہ کے ہوں۔

بعض لوگوں کا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مکتوب ۱۲۳ ج ۳ سے

استدلال اور اس کا جواب

### ناظرین پہلے مکتوب ملاحظہ فرمائیں

مکتوب صدو بست وسوم بنور محمد تماری در بیان آنکہ راہ ہائے کہ موصل اند

بجناب قدس دواند بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لله وسلام علی

عبادہ الذین اصطفیٰ راہ ہا کہ بجناب قدس موصل اند دواند راہے است کہ

بقرب نبوت تعلق وارد علی اربابها الصلوٰۃ والسلام وموصل اصل الاصل

است واصلائی اس راہ بالاصالت انبیاء اند علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات وصحابہ ایشاں

واز سائر امتاں ہر کہ راہیں دولت بنوازند

اگرچہ قلیل بودند بلکہ اقل ودریں راہ

توسط و جملوت نیست ہر کہ ازیں واصلاں فیض میگیرد بے توسطے احدے از اصل

اخذے نماید و بیچ یکے دیگرے حائل نیست وراہے است کہ بقرب ولایت تعلق وارد

واقطاب واوتاد و بدلاء و نجباء و عامہ اولیاء اللہ بھی راہ واصل اند راہ سلوک عبارت ازیں

راہ است بلکہ جذبہ متعارفہ نیز داخل ہمیں است و توسط جملوت

دریں راہ کائن است و پیشوائے واصلاں اس راہ و سرگروہ ایشاں و منبع فیض اس

بزرگواراں حضرت علی مرتضیٰ است کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و اس منصب عظیم الشان

بایشان تعلق دارد۔ در اس مقام گویا ہر دو قدم مبارک آں سرور علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ

والسلام بر فرق مبارک اوست کرم اللہ تعالیٰ وجہہ حضرت فاطمہ و حضرات حسنین رضی

اللہ عنہم دریں مقام بایشان شریک اند۔ انگارم کہ حضرت امیر قبل از نشات عصری نیز

ملاز اس مقام بودہ اند چنانچہ بعد از نشاءت عصری و ہر کرا فیض و ہدایت ازیں راہے

رسید بتوسط ایشان مے رسید چہ ایشاں نزد نقطہ مستہائے اس راہ و مرکز اس مقام بایشان

تعلق دارد و چوں دورہ حضرت امیر تمام شد اس منصب عظیم القدر بحضرات حسنین



ترتیباً مفوض و مسلم گشت و بعد از ایشاں بہر یکے از ائمہ اثنا عشر علی الترتیب والتفصیل قرار گرفت و در اعصار این بزرگواراں و همچنین بعد از ارتحال ایشاں ہر کرا فیض و ہدایت مے رسید بتوسط این بزرگواراں بودہ و بحیولت ایشاں ہر چند اقطاب و نجباء وقت بودہ باشند و ملاز و ملجا ہمہ ایشاں بودہ اند۔ چہ اطراف را غیر از لحوق بمركز چارہ نیست تا آنکہ نوبت بحضرت شیخ عبد القادر جیلانی رسید قدس سرہ و چون نوبت این بزرگوار شد منصب مذکور باو قدس سرہ مفوض گشت و مابین ائمہ مذکورین و حضرت شیخ ہیچ کس بریں مرکز مشہود نمی گردد و وصول فیوض و برکات دریں راہ بہر کہ باشد از اقطاب و نجباء بتوسط شریف او مفہوم مے شود چہ این مرکز غیر او را میسر شد۔ ازیں جا است کہ فرمودہ۔

افلت شمس الاولین و شمسنا ابدا علی افق العلی لا تغرب مراد از شمس آفتاب فیضان ہدایت و ارشاد است و از افول آل عدم فیضان مذکور و چون بوجود حضرت شیخ معاملہ کے باولین تعلق داشت باو قرار گرفت و او واسطہ وصول رشد و ہدایت گردید چنانچہ پیش ازوے اولین بودہ اند و نیز تا معاملہ توسط فیضان برپا است بتوسل اوست ناچار راست آمد کہ افلت شمس الاولین و شمسنا الخ سوال این حکم منتقض است بمجدد الف ثانی زیرا کہ در بیان معنی مجدد الف ثانی در مکتوبے از مکتوبات جلد ثانی اند راج یافتہ است کہ ہر چہ از قسمے فیض در آل مدت بامتاں برسد بوسط او باشد ہر چند اقطاب و او تا د باشند و بدلاء و نجباء وقت بودند گویم کہ مراد بمجدد الف دریں مقام نائب مناب حضرت شیخ است و بنیابت حضرت شیخ این معاملہ باو مربوط است چنانکہ گفتہ اند نور القمر مستفاد من نور الشمس فلا محذور۔

سوال :- معنی مجدد الف کہ بالا مذکور شد مشکل است زیرا کہ در مدت مذکورہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام خواهد نزول فرمود ، حضرت مہدی علیہ الرضوان نیز خواہند ظہور نمود و معاملہ این بزرگواراں برتر از انست کہ بتوسط احدے اخذ فیوض نمایند۔

جواب :- گویم کہ معاملہ توسط مربوط براہ دومی است از دو راہ مذکور کہ عبارت از قرب ولایت است و در راہ اول کہ عبارت از قرب نبوت است معاملہ توسط مفقود است ہر کہ



باآں راہ واصل گشتہ است ہیچ حاکے و متوسطے در میان ندارد بے توسط احدے اخذ فیوض و برکات مے نماید۔ توسط و جملوت در راہ اخیر است فقط و معاملہ آں متوطن علی حدہ است چنانچہ گذشت۔ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام و حضرت مہدی علیہ الرضوان براہ اول واصل اند چنانچہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما براہ اول واصل گشتہ در ضمن آں سرور اند علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام و آنجا شان خاص دارند علی تفاوت در جا تما تنبیہہ۔ باید دانست روا است شخصی از راہ قرب ولایت بقرب نبوت برسد و در ہر دو معاملہ شریک باشد و طفیل انبیاء علیہم الصلوٰۃ و التسلیمات اورا آنجا ہم بدہند و کار خانہ باو مربوط سازند و آنجا ہم معاملہ باو منوط گردانند۔ خاص کند بندہ مصلحت عام را

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین



(نور محمد تماری کی طرف صادر فرمایا)

اس بیان میں کہ جو راہ اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچانے والے ہیں وہ دو ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لله وسلام علی عباده الذین  
اصطفیٰ

وہ راہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچانے والے ہیں دو ہیں۔ ایک وہ راہ ہے جو قرب نبوت  
سے تعلق رکھتی ہے

علیٰ اربابها الصلاة والسلام اور اصل الاصل تک پہنچانے والی ہے اس راہ  
سے واصل ہونے والے اصل میں تو انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات ہیں۔ اور انکے  
صحابہ اور امتوں کے باقی لوگوں میں سے جسکو بھی اس دولت سے  
نوازیں۔ اگرچہ وہ تھوڑے ہوتے ہیں بلکہ بہت ہی تھوڑے ہوتے ہیں اور اس  
راہ میں توسط و حیلولت نہیں ہے۔ جو بھی ان واصلین میں سے فیض حاصل  
کرتا ہے وہ بغیر کسی کے وسیلے کے اصل سے حاصل کرتا ہے۔ اور کوئی بھی  
دوسرا اسکی راہ میں حائل نہیں ہوتا اور ایک وہ راہ ہے جو قرب ولایت سے  
تعلق رکھتی ہے اقطاب و اوتاد بدلاء و نجباء اور عام اولیاء اللہ اسی راہ سے واصل ہیں  
اور راہ سلوک اسی راہ سے عبارت ہے بلکہ متعارف جذبہ بھی اسی میں داخل ہے اور  
اس راہ میں توسط و حیلولت ثابت ہے۔ اور اس راہ کے واصلین کے پیشوا اور انکے  
سردار اور ان بزرگواروں کے منبع فیض حضرت علی المرتضیٰ ہیں کرم اللہ تعالیٰ وجہہ  
الکریم اور یہ عظیم الشان منصب آپ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس راہ میں گویا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قدم مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک  
سر پر ہیں اور حضرت فاطمہ اور حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس مقام میں ان  
کے ساتھ شریک ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت امیر اپنی جسدی پیدائش سے پہلے  
بھی اس مقام کے بلجاء و ماوی تھے۔ جیسا کہ آپ جسدی پیدائش کے بعد ہیں اور جسکو  
بھی فیض و ہدایت اس راہ سے پہنچی ان کے ذریعے سے پہنچی۔ اسلئے کہ وہ اس راہ کے  
آخری



نقطہ کے نزدیک ہیں اور اس راہ کا مرکز ان سے تعلق رکھتا ہے اور جب حضرت امیر کا دور ختم ہوا تو یہ عظیم القدر منصب ترتیب وار حضرات حسنین کو سپرد ہوا اور ان کے بعد وہی منصب آئمہ اثنا عشر میں سے ہر ایک کیلئے ترتیب وار اور تفصیل سے مقرر ہوا۔ اور ان بزرگوں کے زمانہ میں اور اسی طرح ان کے انتقال کے بعد جسکو بھی فیض اور ہدایت پہنچتا ہے۔ ان بزرگوں کے ذریعہ اور جہولت سے پہنچتا ہے۔ اگرچہ اقطاب و نجباء وقت ہی کیوں نہ ہوں اور سب کے بچاؤ اور ماویٰ یہی بزرگ ہیں اس لئے کہ اطراف کو اپنے مرکز کے ساتھ الحاق کرنے سے چارہ نہیں یہاں تک کہ نوبت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ تک پہنچی اور جب اس بزرگوار تک نوبت پہنچی تو منصب مذکور آپ کے سپرد ہوا اور آئمہ مذکورین اور حضرت شیخ کے درمیان کوئی بھی اس مرکز پر مشہود نہیں ہوتا اور اس راہ میں فیوض و برکات کا وصول جس کو بھی ہو خواہ وہ اقطاب و نجباء ہوں آپ کے واسطے ہی سے مفہوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ مرکز ان کے علاوہ اور کسی کو میسر نہیں ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے فرمایا۔

افلت شمس الاولین و شمسنا ابداً علی افق العلی لا تغرب  
شمس سے مراد فیضان ہدایت و ارشاد کا آفتاب ہے اور اس کے غروب ہونے کا مطلب فیضان مذکور کا عدم ہے اور جب حضرت شیخ کے وجود سے وہ معاملہ جو پہلے لوگوں سے تعلق رکھتا تھا آپ پر مقرر ہوا اور وہ رشد و ہدایت کے وصول کا واسطہ ہوئے جیسا کہ ان سے پہلے پہلے لوگ تھے اور پھر یہ بھی ہے کہ جب تک فیض کے توسط کا معاملہ قائم ہے انہی کے وسیلہ سے ہے۔ تو لازماً درست ہوا کہ

افلت شمس الاولین و شمسنا الخ  
سوال :- یہ حکم مجدد الف ثانی سے ٹوٹ جاتا ہے۔ کیونکہ مجدد الف ثانی کے معنی کے بیان میں جلد ثانی کے ایک مکتوب میں درج ہوا ہے کہ جو کچھ بھی فیض کی قسم سے اس مدت میں امتوں کو پہنچتا ہے وہ اسی کے ذریعہ سے ہوتا ہی اگرچہ وہ اقطاب و اوتاد ہوں یا نجباء و بدلاء وقت۔

جواب :- میں کہتا ہوں کہ مجدد الف ثانی اس مقام میں حضرت شیخ کے

نائب ہیں اور



حضرت شیخ کی نیابت ہی سے یہ معاملہ اس سے وابستہ ہے۔ جیسا کہ کہا ہے نور القمر مستفاد من نور الشمس۔ چاند کا نور سورج کے نور سے مستفاد ہے تو اب کوئی استحاله نہ رہا۔

سوال :- مجدد الف کا معنی جو اوپر مذکور ہوا مشکل ہے کیونکہ اسی مدت مذکورہ میں حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلاۃ والسلام بھی نزول فرمائیں گے اور حضرت مہدی علیہ الرضوان بھی ظاہر ہونگے اور ان بزرگوں کا معاملہ اس سے بہت بلند ہے کہ وہ کسی کے ذریعہ سے فیض حاصل کریں۔

جواب :- میں کہتا ہوں کہ دو راہوں میں سے دوسرے راہ میں توسط کا معاملہ پیش آتا ہے جو کہ قرب ولایت سے عبارت ہے اور پہلی راہ میں جو کہ قرب نبوت سے عبارت ہے توسط کا معاملہ مفقود ہے جو بھی اس راہ سے واصل ہوا ہے کوئی بھی اس میں حائل اور وسیلہ نہیں ہے۔ وہ کسی کے وسیلہ کے بغیر فیوض و برکت حاصل کرتا ہے۔ توسط اور حیلولت صرف آخری راہ میں ہے۔ اور اس مقام کا معاملہ علیحدہ ہے۔ جیسا کہ گزر چکا اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلاۃ والسلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان پہلی راہ سے واصل ہیں۔ جیسے کہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پہلی راہ سے واصل ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے ضمن میں ہیں۔ اور وہ اپنے مختلف درجات میں اس جگہ ایک خاص شان رکھتے ہیں۔

تنبیہ :- جاننا چاہیے کہ جائز ہے کہ کوئی شخص قرب ولایت کی راہ سے قرب نبوت تک پہنچے اور دونوں معاملات میں شریک ہو اور انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی طفیل اس کو اس جگہ بھی جگہ دے دیں۔ اور کارخانہ کو اس سے وابستہ کر دیں اور اس جگہ بھی معاملہ اس سے متعلق ہو۔

۔ خاص کند بندہ مصلحت عام را

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جس پر چاہے کرے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد لله رب العلمین



## مکتوبات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب نمبر ۱۲۳ ج ۳ کا جواب

نمبر ۱۲۳۔ اگر اس مکتوب کو من و عن اسی مفہوم کے ساتھ تسلیم کر لیا جائے جو یہ مدعیان خام پیش کرتے ہیں کہ قطیبت عظمیٰ و غوثیت کبریٰ ان حضرات کے ساتھ مختص ہے و منحصر ہے نیز یہ قطیبت عظمیٰ دلیل افضلیت بھی ہے تو اہل سنت کے عقیدہ مسلمہ افضلیت شیخین و خلفائے اربعہ و صحابہ کرام بر جمع امت کا بطلان لازم آئیگا اور یہ مکتوب بایں مفہوم اولہ اہل سنت کے معارض ہونے کی بناء پر ناقابل قبول ہو گا لہذا یا تو یہ تسلیم کرنا ہو گا کہ قطیبت عظمیٰ و غوثیت کبریٰ آئمہ اثنا عشر و حضرت شیخ میں محصور و مخصوص نہیں یا یہ کہ یہ منصب دلیل افضلیت بر جمع اولیاء ہر عصر نہیں جمہور اولیاء کرام نہ تو اس منصب کو دلیل افضلیت بر جمع اولیائے ہر عصر تسلیم کرتے ہیں اور نہ ہی محصور و مخصوص بایں حضرات قرار دیتے ہیں جیسا کہ کتب تصوف فتوحات



وغیرہ میں سے ماہ تاب چہارہ آفتاب نیم روز کی طرح واضح ہے۔ ناظرین آئندہ صفحات میں حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بعض حضرات حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب نمبر ۱۲۳ ج ۳ کو مکتوب نمبر ۲۹۳ ج ۱ اور نمبر ۱۲۱ ج ۳ کا معارض قرار دیتے ہوئے مکتوب نمبر ۲۹۳ اور نمبر ۱۲۱ کا نسخہ کہتے ہیں اگر مکتوب آخری کو پہلے دو مکتوبوں کا معارض تسلیم کر لیا جائے تو مکتوب آخری نسخہ نہیں ہو سکتا بلکہ وہ خود ناقابل قبول ہو گا اسلئے کہ یہ محض کشف پر مبنی ہے جبکہ پہلے دو مکتوب ٹھوس دلائل شرعیہ آیات قرآنیہ و احادیث کثیرہ و شواہد و اقیعہ خارجیہ سے مبرہن و مؤید ہیں۔

جیسا کہ بحث مذکور سے واضح ہو چکا ہے حالانکہ نسخ کا منسوخ کے ساتھ قوت میں کم از کم برابر و مساوی ہونا ضروری ہے دیکھئے کتب اصول فقہ۔ لہذا دلائل شرعیہ سے متصادم مفہوم مکتوب ہذا و امثالہ کو جعلی خود ساختہ قرار دیکر مسترد کر دیا جائے گا۔

حاشیہ ۱۰۰۔ خود قادری حضرات بھی اس اختصاص و انحصار کو تسلیم نہیں کرتے چنانچہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا قادری فرماتے ہیں۔ (عرض) غوث کے مراقبے سے حالات منکشف ہوتے ہیں۔ (ارشاد) نہیں بلکہ ہر حال یوں ہی مثل آئینہ پیش نظر ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں۔ غوث کا لقب عبد اللہ ہوتا ہے اور وزیر دست راست عبدالرب اور وزیر دست چپ عبدالملک اس سلطنت میں وزیر چپ وزیر راست سے اعلیٰ ہوتا ہے بخلاف سلطنت دنیا اس لئے کہ یہ سلطنت قلب ہے اور دل جانب چپ ہوتا ہے غوث اکبر و غوث ہر غوث حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں صدیق اکبر حضور کے وزیر دست چپ تھے اور فاروق اعظم وزیر دست راست پھر امت میں سب سے پہلے درجہ غوثیت پر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت امیر المومنین فاروق اعظم و عثمان غنی کو عطا ہوئی اسکے بعد امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو غوثیت مرحمت ہوئی پھر عثمان غنی کو غوثیت عنایت ہوئی اور مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور امام حسن رضی اللہ عنہ وزیر ہوئے پھر مولیٰ علی کو غوثیت دی گئی تو امین محترمین رضی اللہ عنہما وزیر



نمبر ۲- نیز یہ بات قابل غور ہے کہ صرف ایک مکتوب کے فاصلہ سے اگر آپ اپنے پہلے دو مکتوب منسوخ فرما رہے ہوتے تو یقیناً آپ وضاحت و صراحت فرما دیتے کہ میرے پہلے دو مکتوب منسوخ سمجھے جائیں۔ جیسے کہ آپ نے مجدد الف ثانی کے بارے میں وضاحت فرمائی حالانکہ مجدد الف ثانی کے بارے میں وضاحت کھنا اسقدر ضروری واہم نہ تھا جتنا کہ صحابہ کرام امام مہدی اور آخر زمان میں عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کے بارے میں وضاحت کرنا ضروری و اہم تھا یہاں سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یا تو آپ آخری مکتوب کو بحث افضلیت سے غیر متعلق قرار دیتے ہوئے مکاتیب سابقہ کا معارض نہیں سمجھتے تھے یا یہ مکتوب بایں مفہوم (نیز اسکے مثل مضامین جہاں کہیں بھی ہیں) واقعی جعلی و خود ساختہ ہے۔

نمبر ۳- نیز اگر دوسرے مکتوب کو مکتوب اول کا نسخ مان لیا جائے تو یہ بات شیخ مجدد پر بہت بڑے الزام کا باعث بنے گی وہ یہ کہ کیا شیخ مجدد نے آخری عمر میں شیخ قدس سرہ کو صحابہ و امام مہدی و غیرہم سے افضل تسلیم کر لیا تھا؟ اسلئے کہ مکتوب اول میں آپ نے ولایت صحابہ و امام مہدی و غیرہم سے استدلال کرتے ہوئے افضلیت عمورہم عصر کی نفی فرمائی تھی۔

نمبر ۴- نیز اگر اسے درست مان لیا جائے تو تسلیم کرنا ہو گا کہ حضرت شیخ قدس سرہ تمام صحابہ کرام (ما سوائے حضرت علیؑ) سے افضل ہوں اسلئے کہ یہ مقام تو صرف آئمہ اثنا عشر کو حاصل ہے یا حضرت شیخ کو حالانکہ یہ بات مذہب حق اہلسنت کے خلاف ہے لہذا مذہب مہذب اہلسنت سے متصادم ہونے کی بناء پر بایں مفہوم اس مکتوب اور اسکی امثال کو جعلی و الحاقی قرار دیکر مسترد کیا جائے گا۔

نمبر ۵- نیز یہ مکتوب بایں مفہوم مذہب روافض کے عین مطابق اور اسکا مؤید ہے۔ ان کا عقیدہ یہی ہے کہ امامت اہ (جو کہ درحقیقت غوثیت عظمیٰ و قطیبت کبریٰ ہی سے عبارت ہے) آئمہ اثنا عشر میں محصور و مخصوص ہے اور یہ دلیل افضلیت بھی



ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ بارہویں امام کو زندہ اور غائب قرار دیتے ہیں اور متعصب قادری ایک فوت شدہ بزرگ کو تاقیامت اس منصب پر قائم سمجھتے ہیں۔ لیکن جمہور اولیائے کرام کا یہ عقیدہ نہیں ان کے نزدیک جس طرح بیعت کیلئے جیتے جاگتے سانس لیتے اس دنیا میں موجود زندہ پیر کی ضرورت ہے تاکہ اس سے فیض و تربیت حاصل کی جاسکے اسی طرح قطب وقت بھی ایک جیتا جاگتا سانس لیتا اس دنیا میں موجود زندہ ولی ہی ہو سکتا ہے۔ جس سے اولیائے کرام فیض و رہنمائی پا کر لوگوں کو مستفیض فرما سکیں۔ فوت شدہ شخصیت خواہ وہ کتنی ہی بلند پایہ ہو نہ تو اس سے بیعت کی جاسکتی ہے اور نہ ہی وہ جمع ادوار آئندہ کی قطب ہو سکتی ہے اگر فوت شدہ ہستی سے بیعت کی جاسکتی یا وہ ہمیشہ کے لئے قطب ہو سکتی تو اس کے سب سے زیادہ اہل و مستحق خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی ہوتے آپ سے ہی لوگ ہمیشہ کیلئے بیعت کرتے رہتے اور آپ ہی منصب قطبیت پر فائز رہتے اسلئے کہ درحقیقت آپ کے وجود عنصری سے قبل بھی سلسلہ فیض و روحانیت آپ سے ہی منوط و مربوط تھا اور بعد میں بھی آپ سے ہی وابستہ اور متعلق ہے۔ جمہور اولیائے کرام اس نظریہ سے اتفاق نہیں کرتے کہ یہ منصب حضرت شیخ پر بند ہو چکا یا یہ آئمہ اثنا عشر و شیخ کے ساتھ مخصوص ہے یا یہ منصب جمیع اولیاء حمہ عصر پر افضلیت کی دلیل ہے۔ حوالہ جات آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں لہذا یہ مکتوب بایں مفہوم اور اسکے ہم مثل مضامین عقیدہ روافض کے مؤید ہونے کی بناء پر الحاقی سمجھے جائیں گے۔

حاشیہ۔

۱۔ الشیعة هم الذین شایعوا علیا رضی اللہ عنہ و قالوا انہ الامام بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واعتقدوا ان الامامة لا تخرج عنہ و عن اولادہ۔ التہذیبات للعلامة سید میر شریف الجرجانی ص ۱۱۴۔

نمبر ۶۔ اصول اسلامی کے مطابق معیار اکرمیت و افضلیت تقویٰ ہے نہ رنگ و نسل نہ علاقہ و قوم قرآن کریم فرماتا ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم تم سب سے



زیادہ اکرم و افضل اللہ کے نزدیک وہ ہے جو متقی ہے۔ قرآن کریم میں ہی دوسرے مقام پر ہے وسیب جنبہا الاتقی۔ مفسرین کرام کا اتفاق ہے کہ یہاں اتقی سے مراد ابوبکر صدیق ہیں۔ یہ کاذب بایں مفہوم اس اصل شرعی کے بھی خلاف ہے ابن عربی قادری فتوحات یکہ ص ۲۳۷ ج ۴ میں فرماتے ہیں۔

يقول رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول الله تبارك و تعالى اليوم يعني يوم القيامة اضع نسبكم وارفع نسبي اين المتقون قال الله تعالى مخبرا عباده ان اكرمكم عند الله اتقاكم و يقول الله تعالى فلا انساب بينهم يومئذ ولا يتسألون والله يقول الحق وهو يهدى السبيل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج یعنی روز قیامت تمہاری نسب گراتا ہوں اور اپنی نسب مرتفع کرتا ہوں کہاں ہیں متقی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خبر دیتے ہوئے فرمایا ان اكرمكم عند الله اتقاكم نیز فرمایا فلا انساب بينهم يومئذ ولا يتسألون۔ فتوحات یکہ ص ۵۴۵ ج ۱ میں فرماتے ہیں۔

اعلم ان آل الرجل في لغة العرب هم خاصته الاقربون اليه و خاصة الانبياء و آلهم هم الصالحون العلماء بالله المؤمنون (الى) فلا تتخيل ان آل محمد صلى الله عليه واله وسلم هم اهل بيته خاصة ليس هذا عند العرب و قد قال تعالى ادخلو آل فرعون يريد خاصته فان آل لا يضاف بهذه الصفة الا الى الكبير القدر في الدنيا و الآخرة فلها قيل لنا قولوا اللهم صل على محمد و علي آل محمد اور جان لے کہ بلاشبہ آدمی کی آل لغت عرب میں اسکے خاص ہیں جو اسکے قریبی ہیں اور انبیاء کے خاص اور انکی آل وہ صالح لوگ ہیں جو صاحب ایمان علماء باللہ ہیں (تا) یہ خیال نہ کرو کہ آل محمد ﷺ صرف آپکے اہل بیت ہیں۔



آل کا یہ معنی عربوں کے نزدیک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ادخلو آل فرعون تو اللہ تعالیٰ اس کے خاص لوگ مراد لیتا ہے۔ اس طریقہ پر آل کی اضافت کسی کبیر القدر شخص کی طرف ہی کیجاتی ہے۔ خواہ دنیا میں بڑا ہو یا آخرت میں اسی وجہ سے ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اللہم صل علی محمد و آل محمد کہو

نمبر ۷:- خود اس مکتوب میں ہے کہ تمام انبیاء کے صحابہ راہ اول کے فیض یافتہ ہیں۔ نیز ہر نبی کی بقیہ امت میں سے بھی ایسے لوگ ہیں جنہیں اس دولت سے نوازتے ہیں۔ ایسے لوگ اگرچہ اولیائے کرام کی مجموعی تعداد کے مقابلے میں بہت کم ہیں مگر بہر حال ہیں ضرور۔ اسی راہ اول سے فیض پانے والوں کیلئے جملوت و توسط نہیں۔ جب توسط مفقود ہو گیا تو کسی دوسرے کی افضلیت میں کوئی چیز مانع نہ رہی لہذا حضرت شیخ کی افضلیت بر جمیع اولیائے ہر عصر ثابت نہ ہو سکی۔

نمبر ۸:- نیز اسی مکتوب کی تنبیہ میں ہے کہ ایسے حضرات بھی ہوتے ہیں جو دونوں راہوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ قرب ولایت کی راہ سے قرب نبوت کی راہ تک پہنچ جاتے ہیں اب ظاہر ہے کہ جب کوئی قرب ولایت کی راہ سے قرب نبوت کی راہ تک پہنچ جائے گا توسط مفقود ہو جائے گا تو افضل ہونے میں کوئی مانع نہ رہے گا واضح باد کہ اکابر اولیاء کرام یا تو براہ راست قرب نبوت کے فیض یاب ہیں یا قرب ولایت سے قرب نبوت تک پہنچے اور قرب نبوت سے فیض یاب ہو گئے۔ آپ لکھتے ہیں زیرا کہ تواند بود کہ دیگرے در کمالات نبوت محمدیہ بطریق تبعیت و وراثت پیش قدم بود افضلیت از راہ آل کمالات اور اثابت باشد

جب توسط مفقود ہو گیا تو ان حضرات کے افضل ہونے سے کوئی چیز مانع نہ رہی اس قسم کے واصلین امت محمدیہ میں قلیل نہیں ہیں بہت ہیں۔

نمبر ۹:- نیز واسطہ فیض ہونا افضلیت ثابت نہیں کرتا کیا قائلین افضلیت در حد عصر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے مشائخ پر افضلیت نہیں دیتے حالانکہ وہ مشائخ



حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ذریعہ فیض بنے نیز حضرت جبرائیل امین حضور علیہ السلام کے لئے واسطہ وصول وحی الہی بنے رہے حالانکہ یقیناً حضور علیہ السلام حضرت جبرائیل سے افضل ہیں نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اخذ فیض کیلئے بحکم الہی حضرت خضر کے پاس جانا بھی اس مسئلہ کو واضح کرتا ہے۔ حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر سے افضل تھے

نمبر ۱۰۔ اس مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ مجدد صرف اس منصب ایصال فیض میں نائب ہیں ورنہ خود براہ راست فیض حاصل کرتے ہیں شیخ مجدد لکھتے ہیں میں اللہ کا مرید بھی ہوں اور اللہ کا مراد بھی۔ میری تربیت کا کفیل اللہ الباقی ہے آگے لکھتے ہیں اس غیرت کیوجہ سے جو اللہ تعالیٰ میرے حق میں رکھتا ہے جائز نہیں رکھا ہے کہ میری تربیت میں کسی دوسرے کا کوئی دخل ہو یا میں اس معنی میں دوسروں کی طرف متوجہ ہوں میں اللہ کا پروردہ ہوں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم نامتناہی کا مجتبیٰ ہوں مکتوب نمبر ۸۷ دفتر سوم حصہ دوم اس منصب مخصوص میں نیابت کے باعث حضرت شیخ جیلانی کی جزوی اہمیت شیخ مجدد پر ثابت ہوگی نہ کلی تو یہ مکتوب شیخ جیلانی کی شیخ مجدد پر بھی مطلق فضیلت کی دلیل نہ بن سکاچہ جائیکہ کسی اور پر افضلیت کی دلیل بنتا۔

حاشیہ ۱۔ ہر نبی و ولی کو کوئی نہ کوئی جزوی فضیلت و خصوصیت ضرور حاصل ہوتی ہے مگر یہ جزوی خصوصیت دلیل افضلیت مطلقہ نہیں بنتی حضرت ابن عربی قادری فرماتے ہیں لا بد لکل مقرب عند اللہ امر یختص بہ فتوحات ص ۱۵۳ ج ۴ نیز فرمایا لکل شخص من اهل اللہ سلم یخصہ لا یرقی فیہ غیرہ فتوحات ص ۱۶۷ ج ۱۔

نمبر ۱۱۔ اگر اس مکتوب کا بحث افضلیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تو متعصب لوگوں کیلئے یہ بے فائدہ اور بے سود مسودہ ہو گا۔

نمبر ۱۲۔ اسی مکتوب میں مجدد الف ثانی نائب قرار دیا گیا ہے تو قطبیت بالاصالة حضرت شیخ پر بند اور بالنیابت حضرت مجدد پر ختم لہذا متعصب لوگوں میں سے کسی کا یہ



حق نہیں کہ اپنے مشائخ کو قطب و نائب غوث کے لقب سے یاد کرے کہ قطبیت  
اصالة و نیابة ختم ہو چکی۔ نیز تسلیم کرنا ہو گا کہ عصر مجدد سے لیکر تا قیامت جس  
قادری کو بھی فیض حاصل ہو یا ہو گا نقشبندی شیخ حضرت مجدد کی وساطت سے ہو گا۔  
لو آپ اپنے دام میں صیاد پھنس گیا اے عجب ہیں یہ لوگ اسی مکتوب کا کچھ حصہ جو پسند  
کے مطابق ہے قبول مگر اسی مکتوب کا وہ حصہ جو پسند کے خلاف ہے مسترد آفتواء  
منون ببعض الكتاب و تکفرون ببعض واللہ یقول الحق  
وہو یهدی السبیل۔ فماذا بعد الحق الا الضلال

حاشیہ

۱۔ مولانا ابوالبیان محمد داود فاروقی نقشبندی مکتوب حضرت مجدد پر تبصرہ  
فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں اس سے ثابت ہوا کہ حضرت غوث اعظم کا فیضان  
حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو پہنچا اور اب جب تک کہ فیضان کے وسیلہ کا سلسلہ  
جاری ہے فیضان غوثیہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے توسط اور توسط ہی سے حاصل  
ہو سکتا ہے۔ سیرت غوث اعظم مصنفہ مولانا مذکور ص ۲۹۹۔

تعب ہے ان حضرات کو مکتوب ہذا کا اول پسند نہ آخر قبول مگر اوسط کو من  
پسند مطلب پہنا کر حرز جان بنائے ہوئے ہیں۔

نمبر ۱۳۔ حضرت مجدد الف ثانی کے قول وصول فیوض و برکات در این راہ بہر کہ  
باشد خواہ از اقطاب ۲۔ و نجباء باشد بتوسط شریف او مفہوم میشود یعنی ”جو لوگ اسی راہ  
ثانی سے واصل ہیں خواہ اقطاب و نجباء ہوں ان کیلئے توسط و جملوت ہے“ سے مراد یہ  
ہے کہ ان کے ابتداء سلوک میں توسط و جملوت ہے نہ کہ آخر میں اسلئے کہ اگر آخر  
میں بھی جملوت و توسط رہے تو یہ متبوع کے قصور کو مستلزم ہے نہ کہ کمال کو حضرت  
مجدد تو آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جملوت و توسط بھی قبول نہیں  
کرتے تو یہاں کسی اور کی کیا گنجائش اسلئے کہ مطلوب اصلی و حقیقی ذات خداوندی ہے  
تو متبوع وہی باکمال ہو گا جو اپنے تابع کو بلا حجاب و جملوت مطلوب تک پہنچائے نہ کہ



خود حائل و حجاب بنا رہے آپ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ عدم توسط رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال کو مستلزم ہے نہ کہ قصور کو بلکہ قصور وجود توسط میں ہے کیونکہ متبوع کا کمال یہ ہے کہ اسکا تابع اسکی تبعیت اور اسکے طفیل سے کمال کے تمام درجات تک پہنچے اور کوئی دقیقہ نہ چھوڑے اور یہ معنی عدم توسط میں ہے نہ کہ وجود توسط میں اس سے قبل لکھا حقیقت محمدی تک پہنچنے سے پہلے دنوں طرح سے واسطہ ثابت ہے بلکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اس راہ میں وہ شیوخ جو درمیان میں آئے ہیں وہ شہود سالک میں حاجب و متوسط ہیں افسوس اگر آخر حال میں بھی جذبہ انکا تدراک نہ کرے اور معاملہ پردہ سے بے پردگی تک نہ پہنچے مکتوب نمبر ۱۲۱ دفتر سوم حصہ دوم ص ۱۳۳ آپ نے دیکھا کہ حضرت شیخ قدس سرہ کے محب مفرط کسی طرح بے سمجھی میں حضرت شیخ کیلئے قصور ثابت کرتے ہیں نہ کہ کمال اور جو لوگ کمال ثابت کرتے ہیں انکی مخالفت کرتے ہیں ہاں تو جب توسط و جملولت مفقود ہو گئی تو کسی دوسرے کی افضلیت میں کوئی چیز مانع نہ رہی تو حضرت شیخ قدس سرہ کی افضلیت درہر عصر بر جمع اولیاء ثابت نہ ہو سکی۔

خود حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ فرماتے ہیں فاذا بلغ المرید حالة شیخہ افرد عن الشیخ فقطع عنہ فیتولاه الحق۔ پس بکرم و عنایت خود میگیرد کار اورا حق تعالیٰ فیقطعہ عن الخلق جملہ میں قطع میکند و باز میدارد اورا از ہم خلق چہ شیخ وچہ غیروے چنانچہ باز داشته میشود کودک از شیر پس ازاں تربیت و تغذیت نمودہ میشود بالوان اطعمہ و انواع اغذیہ تا میرسد بدرجہ رجال فیکون الشیخ کا الظئر والدایم پس میباشد شیخ مانند دایہ کہ شیر میدہد و مرید ہموچو طفل شیر خوارہ در حجر تربیت وے تامت رضاع کہ قابل اکل اطعمہ و اغذیہ گونہ گونہ نیست میباشد وچوں از شیر باز داشته شد حالش دیگر است لارضاع بعد الحولین نیست شیر خوارگی پس از دو سال لا خلق بعد زوال الهواء والارادہ ہم چنین نیست تعلق مخلق پس از دور شدن هوا و خواہش الشیخ یحتاج الیہ مادام ثمہ هواء و ارادۃ لکسر ہما اما بعد زوالہما فلا لانہ لا کدورۃ ولا نقصان زیرا



کہ نیست تیرگی و کمی و نا تمامی بعد از زوال ہو اور ارادہ چہ بعد از حصول فناء کار تمام شد و سلوک کہ عبارت است از سیرالی اللہ نہایت رسید و سالک بمرتبہ کمال رسید و در دروازہ ولایت درآمد پس ازاں بقاء یافت و کارش بسیر فی اللہ افتاد انکوں بتربیت تجلیات متنوعہ الہی بوساطت امداد نور محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بمرتبہ تکمیل رسید و بمقام لقا خواہد رسید شرح فتوح الغیب شیخ محقق دہلوی ص ۱۰۳ پس جب مرید شیخ کی حالت پر پہنچ جاتا ہے تو شیخ سے الگ اور جدا کر دیا جاتا ہے۔ پھر حق تعالیٰ خود اسکی تولیت و نگہداشت فرماتا ہے پس اسے ساری مخلوق سے منقطع کر دیتا ہے۔ کیا شیخ اور کیا غیر شیخ جیسے کہ بچے کو دودھ چھڑا دیا جاتا ہے اور اس کے بعد اس کی تربیت و تغذیت رنگا رنگ طعاموں اور غذاؤں سے کی جاتی ہے تاکہ درجہ رجال تک پہنچ جائے تو شیخ دایہ کی مانند ہے اور مرید طفل شیر خوار کی طرح کہ اسکی تربیت میں مدت رضاع تک رہتا ہے۔ جب تک کہ وہ قسمائتم کے کھانوں اور غذاؤں کے قابل نہیں ہوتا جب دودھ چھڑا دیا جاتا ہے تو اس کا حال دوسرا ہے دو سال کے بعد شیر خوارگی نہیں۔ یونہی ہواؤ ہوس کے زوال کے بعد مخلوق کے ساتھ کوئی تعلق نہیں شیخ کی محتاجی اسوقت تک ہے جب تک ہواؤ ہوس اور ارادہ موجود ہے تاکہ ہواؤ ہوس کو توڑا جاسکے بہر حال انکے زوال کے بعد شیخ کی محتاجی نہیں اسلئے کہ اب کوئی کدورت کمی و نا تمامی نہیں اسلئے کہ مقام فناء کے حصول کے بعد کام تمام ہوا اور سلوک جو سیرالی اللہ سے عبارت ہے نہایت کو پہنچا سالک مرتبہ کمال تک پہنچا اور دروازہ ولایت کے اندر داخل ہو گیا اور اسکے بعد مقام بقاء پایا اور سیر فی اللہ کا کام شروع ہو گیا اب تجلیات متنوعہ الہی کی وساطت اور نور محمدی کی امداد سے مرتبہ تکمیل تک پہنچ کر مقام بقا پالے گا۔

### حاشیہ :-

۱۔ نیز یہاں اقطاب سے مراد علاقائی اور مخصوص شعبہ جات کے اقطاب ہوں گے اس لئے کہ قطب الاقطاب کی شان سے یہ بات بعید ہے کہ کسی کے توسط سے فیض حاصل کرے حضرات نقشبندیہ کی اصطلاح میں قطب و غوث سے اوپر امام اور امام سے اوپر خلیفہ ہوتا ہے لیکن دوسرے سلاسل کے لوگ غوث و قطب سے



اوپر کے شخص کو قطب الاقطاب یا قطب اعظم یا غوث اعظم کہہ لیتے ہیں چنانچہ حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی قدس سرہ حصر مراتب عروج تا مرتبہ غوثیت کو کوئٹہ اندیشی قرار دیتے ہیں ملاحظہ فرمائیے آئندہ اوراق میں حضرت شیخ شامی کا مکتوب گرامی نیز حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی خلیفہ حضرت مظہر جان جاناں نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اقطاب جزئی و اوتاد و ابدال و نجباء جمیع اقسام اولیاء خدا بوعے محتاج سے باشند السیف المسلول ص ۲۷ و ص ۲۸ یہاں آپ نے اقطاب جزئی (علاقائی) کہہ کر بات صاف فرمادی ہے۔

نمبر ۱۴۔ اگر حضرت مجدد اپنے اس مکتوب کے ساتھ پہلے مکاتیب کو منسوخ فرماتے تو خواجہ محمد معصوم خود اپنے مکتوبات میں وہی سابقہ موقف اختیار نہ فرماتے جب کہ مکاتیب مجدد کا یہ آخری مکتوب نمبر ۱۲۳ ج ۳ حضرت مجدد کی وفات کے بعد خواجہ محمد معصوم ہی معرض تحریر میں لائے۔ اور یہی اسکے سامع بھی تھے جب راوی خود اپنی روایت کی مخالفت کرتا ہے تو یہی بات اسکے غیر معتبر قرار دیئے جانے کیلئے کافی ہے۔ تو واضح ہوا کہ اس مکتوب میں جعل سازی و تحریف ضرور ہوئی ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم مکتوبات معصومیہ ص ۲۵۶ مطبوعہ ترکی کے مکتوب نمبر ۲۴ میں فرماتے ہیں۔ و بر تقدیر تسلیم اس خلافت خاص بوقت حضرت آدم علیہ السلام بودہ نہ خلافت موبدہ تا اشکال متصور شود چنانچہ در شان حضرت داؤد علیہ السلام فرمودہ یاد اوود انا جعلناک خلیفۃ و در شان حضرت مهدی علیہ الرضوان وارودہ فان فیہم خلیفۃ اللہ المہدی و ازیں قبیل است قطب ارشاد و غوث و قطب مدار کہ در ہر وقت میباشند کہ قطبیت و سائر مناصب مخصوص باز منہ ایشان است و ہم چنین قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی فرمودہ است مخصوص باولیاء آل وقت است علی ما حق اور بصورت تسلیم یہ خلافت حضرت آدم علیہ السلام کے وقت کے ساتھ خاص تھی نہ خلافت موبدہ کہ اشکال پیدا ہو جیسے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی شان میں فرمایا اے داؤد بلاشبہ ہم نے تجھے اپنا خلیفہ بنایا۔ اور حضرت مهدی علیہ الرضوان کی شان میں وارد ہوا بے شک ان میں اللہ کا خلیفہ مهدی



ہے۔ قطب ارشاد اور غوث و قطب مدار اسی قبیل سے ہیں۔ کہ یہ حضرات ہر وقت میں ہوتے ہیں۔ اسلئے کہ تقییت اور تمام مناصب انکے زمانوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اور اسی طرح قدمی حذہ الخ جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا اسوقت کے اولیاء کے ساتھ مخصوص ہے۔ جیسے کہ تحقیق کر دی گئی ہے۔

نمبر ۱۵:- آپکی حیات مبارکہ کے اندر معرض تحریر میں آجانے والے مکاتیب کیلئے جس اہتمام اور تحفظ کا خیال رکھا گیا وہ اہتمام و تحفظ اس مکتوب کیلئے نہ ہو سکا۔ بے اہتمامی یہاں تک پہنچی کہ یہ مکتوب بعض نسخوں میں شامل ہو سکا اور بعض میں شامل اشاعت ہی نہ ہو سکا اندریں حالات بعض الفاظ میں تغیر و تبدل کا وقوع پذیر ہو جانا کچھ بعید نہیں لہذا آپ کی حیات طیبہ میں آپ کی زیر نگرانی اہتمام کے ساتھ تحریر اور محفوظ کئے گئے مکاتیب کے مقابلہ میں اس مکتوب کو پیش نہیں کیا جاسکتا بلکہ جن جن نکات میں یہ مکتوب آپ کے سابقہ مکاتیب اور قرآن و سنت و اجماع امت سے متعارض ہو گا انہیں مسترد کر دیا جائے گا۔ ورنہ تقریباً تمام کے تمام مکتوبات بیک مکتوب ضائع و بیکار و منسوخ ماننے پڑیں گے اور حضرت کی ساری زندگی کی محنت رائیگاں جائے گی اور یہی متعصب قادری حضرات کا مقصد وحید ہے۔ اسلئے کہ کسی مقام پر آپ نے افضلیت صحابہ کا ذکر فرمایا ہے اور کہیں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ و مشائخ سلسلہ کے فضائل و مناقب بیان فرمائے ہیں یہی حال اکثر مکاتیب کا ہے۔ آخر میں ہم عالی حضرات کو چیلنج دیتے ہیں کہ حضرت مجدد کا کوئی ایک مکتوب یا ارشاد ایسا پیش کریں جس میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا نزول نام بتایا گیا ہو۔

نمبر ۱۶:- جمہور اولیاء کرام کے کشف بھی اسکے مطابق و موافق نہیں اسکے خلاف ہیں لہذا جمہور اولیاء کے مقابلہ میں انفرادی کشف ناقابل قبول ہو گا حضرات اولیاء کرام کے ارشادات ملاحظہ کیجئے مگر پہلے۔

### حضرت علامہ الوسی کا تبصرہ

حضرت علامہ محمود الوسی حضرت مجدد کے مکتوب نمبر ۱۲۳ پر تبصرہ فرماتے ہوئے



رقطراز ہیں۔

وهذا مما لاسبيل الى معرفته و الوقوف على حقيقته  
 الا بالكشف و انى لى به والذى يغلب على ظنى ان القطب قد  
 يكون من غيرهم لكن قطب الاقطاب لا يكون الا منهم لانهم  
 ازكى الناس اصلا و او فرهم فضلا وان من ينال هذه الرتبة منهم  
 لا ينالها الا على سبيل الاصاله دون النيابة والوكالة وانا لا اعقل  
 النيابة فى ذلك المقام وان عقلت قلت كل قطب فى كل عصر  
 نائب عن نبينا عليه من الله تعالى افضل الصلوة و اكمل السلام  
 الكامل المكمل ولا بدع فى نيابة الاقطاب بعده عنه صلى الله  
 عليه واله وسلم كما نابت عنه الانبياء قبله فهو عليه الصلوة  
 والسلام الكامل المكمل للخليقة والواسطة فى الافاضة عليهم  
 على الحقيقة و كل من تقدمه عصر من الانبياء و تاخر عنه من  
 الاقطاب والاولياء نواب عنه ومستمدون منه (الى ان قال) وارى  
 ان قوله رضى الله تعالى عنه قلت شمس الخ لا يدل على ان من  
 ينال القطبية بعده من اهل البيت الذين عنصرهم وعنصره  
 واحد نائب عنه ليس له فيض الامنه بل غاية ما يدل عليه ويومى  
 اليه استمرار ظهور امره وانتشار صيته وشهرة طريقه وعموم  
 فيضه لمن استفاض على الوجه المعروف عند اهله منه روح  
 المعانى ص ٢٠ ج ١٢ كه مکتوبات میں یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر بلا صالته قطب  
 تھے اور آپکے بعد جس نے بھی یہ مقام پایا بطور نائب پایا۔ جب امام مہدی تشریف  
 لائیں گے تو وہ بلا صالته یہ مرتبہ پائیں گے اور اسکی معرفت اور حقیقت پر وقوف کا بغیر  
 کشف کے کوئی سبیل نہیں اور میرے لئے وہ کہاں۔ اور میرا ظن غالب یہ ہے کہ  
 قطب کبھی اہل بیت کے غیر سے ہوتا ہے مگر قطب الاقطاب ان میں سے ہی ہوتا ہے  
 اسلئے کہ یہ اصل کے اعتبار سے سب سے ازکی اور فضل کے اعتبار سے اکمل ہیں اور



ان میں سے جو بھی یہ رتبہ پائیگا نیابت و وکالت کے بغیر بالاصالت ہی پائیگا اور میں اس مقام میں نیابت نہیں جانتا اگر سمجھوں بھی تو میں کہوں گا کہ ہر قطب ہر زمانہ میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نائب ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد اقطاب کی نیابت کوئی عجیب بات نہیں جیسے کہ آپ سے قبل انبیاء آپ کے نائب ہوئے ہیں تو آپ ہی مخلوق کو کامل و مکمل کرنے والے اور درحقیقت افاضہ کا واسطہ ہیں اور جو زمانہ میں آپ سے مقدم ہوئے ہیں یعنی انبیاء اور جو مؤخر ہوئے ہیں یعنی اولیاء آپ ہی کے نواب اور آپ ہی سے مستمد ہیں (الی ان قال) اور میں یہ دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ کا قول افلت شمس الاولین الی آخرہ اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ اہل بیت کرام جن کا اصل اور شیخ جیلانی کا اصل ایک ہے میں سے جو بھی تقیبت پائے گا آپ کا نائب ہو گا زیادہ سے زیادہ اسپر دلالت کرتا ہے کہ آپ کی شہرت اور آپ کا سلسلہ قائم و جاری رہیگا۔

## اب اصحاب کشف اولیاء کی باتیں سنیں

سند المکاشفین حضرت محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ ص ۱۱۰ ج ۱ میں سیدنا صدیق اکبر کے بارے تحریر فرماتے ہیں فلو فقد النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی ذلک الموطن و حضرہ ابوبکر لقام فی ذلک المقام الذی اقیم فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا نہ لیس ثم اعلیٰ منہ یحجبه عن ذلک فهو صادق ذلک الوقت و حکیمہ و ماسواہ تحت حکمہ

اگر اس وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہ ہوتے اور ابوبکر موجود ہوتے تو اس مقام پر قائم کیئے جاتے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قائم کئے گئے اسلئے کہ یہاں آپ سے اعلیٰ و ارفع کوئی نہیں جو آپ کیلئے حجاب بنے آپ اس وقت کے صادق اور حکیم ہیں اور آپ کے ماسوا آپ کے حکم کے تحت۔ سبحان اللہ حق ہے کہ جمع اولیاء ہر دور سے جو ولی افضل ہے وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں نہ کوئی اور نیز حضرت ابن عربی و اشکاف الفاظ میں اعلان فرماتے ہیں کہ نہ تو قطبیت



عظمیٰ ان حضرات میں محصور و مخصوص ہے اور نہ کسی پر بند ہے۔

الباب الرابع عشر فی معرفة اسرار انباء الاولیاء واقطاب الامم من آدم الی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وان القطب واحد منذ خلقه اللہ لم یمت واین مسکنہ چودھواں باب اولیاء اور اقطاب امم سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کی خبروں کے اسرار میں اور اسکے بیان میں کہ بلاشبہ (حقیقی) قطب ایک ہے جب سے اللہ نے اسے پیدا کیا فوت نہیں ہوا اور اسکا مسکن کہاں ہے میں فرماتے ہیں۔

اما القطب الواحد فہو روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وهو الممد لجميع الانبیاء والرسول سلام اللہ علیہم اجمعین والاقطاب من حین النشاء الانسانی الی یوم القیامة (الی) ولہذا الروح المحمدی مظاهر فی العالم اکمل مظہرہ فی قطب الزمان وفی الافراد وفی ختم الولاية المحمدی وختم الولاية العامة الذی هو عیسیٰ علیہ السلام فتوحات مکیہ ص ۱۵۱ ج ۱ بہر حال وہ ایک قطب پس وہ روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور وہی جمیع انبیاء ورسول علیہم السلام واقطاب کا مد ہے۔ نشات انسانی سے لیکر یوم قیامت تک۔ (تا) اور اس روح محمدی کے عالم دنیا میں کئی مظاہر ہیں۔ آپ کے اکمل مظہر قطب زمان اور افراد اور ختم ولایت محمدیہ اور ختم ولایت عامہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ مزید فرماتے ہیں۔ فکانت الانبیاء فی العالم نوابہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی آخر الرسل۔ فتوحات ص ۱۳۵ ج ۱ دنیا میں انبیاء کرام آپ کے نواب تھے آدم علیہ السلام سے لیکر آخری رسول تک۔ فرماتے ہیں۔

فاعلم ان الاقطاب والصالحین اذا سمو باسما معلومة لا یدعون ہنالک الا بالعبودية الی الاسم الذی یتولاہم قال اللہ تعالیٰ وانه لما قام عبد اللہ یدعوہ فسماه عبد اللہ وان کان ابوہ قد سماہ



محمدًا واحمد فالقطب ابدامختص بهذا الاسم الجامع وهو  
 عبد اللہ ہناک ثم انہم یفضل بعضهم بعضا مع اجتماعہم فی ہذا  
 الاسم الذی یطلبہ المقام فتخص بعضهم باسم ما غیر ہذا الاسم  
 من باقی الاسماء الالہیة فیضاف الیہ وینادی فی غیر مقام  
 القطبیة کموسی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اسمہ عبد الشکور و  
 داوود علیہ السلام اسمہ الخاص بہ عبد الملک و محمد صلی اللہ  
 علیہ والہ وسلم اسمہ عبد الجامع وما من قطب الاولہ اسم یخصہ  
 زائد علی الاسم العام الذی لہ ہو عبد اللہ سواء کان القطب نبیا  
 فی زمان النبوة المقطوع بہا او ولیا فی زمان شریعة محمد  
 صلی اللہ علیہ والہ وسلم وكذلك الاما مان لكل واحد منهما  
 اسم یخصہ ینادی بہ کل امام فی وقته ہناک فالامام الایسر  
 عبد الملک والامام الایمن عبد ربہ وهما للقطب وزیران فکان  
 ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبد الملک وکان عمر عبد ربہ فی  
 زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الی ان مات صلی اللہ  
 علیہ والہ وسلم فسمى ابوبکر عبد اللہ وسمى عمر عبد الملک  
 وسمى الامام الذی ورث مقام عمر عبد ربہ ولا یزال الامر علی  
 ذلک الی یوم القیامة فتوحات یکہ ص ۵۷۱ ج ۲۔

پس جان لے بلاشبہ اقطاب و صالحین جب اپنے معلوم ناموں سے مسمی بنائے گئے تو  
 وہاں (مقام قبلیت) میں کسی اور نام سے نہیں پکارے جاتے صرف عبدیت کے نام  
 سے بلائے جاتے ہیں۔ انکے متولی اسم کی طرف منسوب کرتے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے  
 فرمایا وانه لما قام عبد اللہ یدعوہ تو سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام  
 عبد اللہ رکھا۔ اگرچہ آپ کے والد گرامی نے آپ کا نام مبارک محمد و احمد رکھا پس  
 قطب ہمیشہ اس اسم جامع کے ساتھ مختص ہے۔ اور وہ اسم اس مقام کے اعتبار سے  
 عبد اللہ ہے پھر اس اسم جس کا تقاضہ مقام کرتا ہے میں اجتماع کے باوجود بعض بعض



سے افضل ہوتے ہیں۔ تو ان میں سے بعض اس اسم کے سوا کسی دوسرے اسم الہی کے ساتھ خاص کیے جاتے ہیں۔ تو مقام قطیبت کے علاوہ اسے اس دوسرے اسم کی طرف منسوب کیا جاتا اور بلایا جاتا ہے۔ جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کا نام عبدالشکور اور داؤد علیہ السلام کا اسم خاص عبدالملک اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عبدالجامع ہے۔ اسی طرح ہر قطب کا اسم عام عبداللہ سے زائد ایک اسم مخصوص ہوتا ہے خواہ قطب کوئی نبی تھا زمان نبوت میں جو اب ختم ہو چکی خواہ کوئی ولی شریعت محمدیہ کے زمانہ میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یوں ہی امامین سے ہر ایک کا مخصوص نام ہے جس نام سے اسے اپنے وقت میں مقام کے اعتبار سے بلایا جائیگا پس امام یسار عبدالملک اور امام یحییٰ عبدالرب ہے۔ اور وہ دونوں قطب کے دو وزیر ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبدالملک اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبدالرب تھے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات واقع ہو گئی تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبداللہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبدالملک اور وہ امام جو حضرت عمر کے مقام کا وارث بنا اسکا نام عبدالرب رکھا گیا اور یہ امر اسی طرح ہمیشہ قیامت تک جاری رہیگا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مقدسہ سے مراد جمیع ازمنہ نہیں تو کسی اور کیلئے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ سرکار کے زمانہ سے مراد نزول وحی سے لیکر وقت وفات تک کا زمانہ ہے۔ اور یہی آپ کا دور قطیبت تھا۔ اسی طرح ہر قطب کے لئے اپنے منصب خلافت پر فائز ہونے سے لیکر تا وقت وفات اسکا زمانہ ہو گا حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں۔ فمن زمان خلافتہ الی انتهاء مدت عمرہ فتوحات ص ۲۷ ج ۴ اور مقام میں فرماتے ہیں۔ لکن الموت عزل الوالی ص ۲۸۹ ج ۴ لیکن موت نے والی معزول کر دیا یعنی وہ ایک قطب جو کبھی نہیں مرتا روح محمد ﷺ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سب آپ کے مظاہر و نواب اور اپنے اپنے دور کے قطب تھے اور آپ ہی سب کے مدد تھے یہاں تک کہ اپنے جسد عنصری کے ساتھ اس عالم میں جلوہ گر ہوئے تو زمانہ نزول وحی میں خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قطب تھے اور آپ کے بعد بھی ہر زمانہ میں تا قیامت



اقطاب ہوتے رہیں گے جو کہ آپ کے منظر ہونگے یہاں تک کہ ختم ولایت محمدی (امام  
مہدی) اور ختم ولایت عامہ عیسیٰ علیہ السلام بھی آپ کے منظر اور اپنے وقت کے  
قطب ہونگے۔

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عمرؓ  
نوبت نبوت اس مقام پر فائز ہوئے۔ امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مقام  
قطبیت پر تھے۔ کذافی الفتوحات فرماتے ہیں۔ ولا یزال الامر علی ذلک الی  
یوم القیامۃ یہ امر اسی طرح قیامت تک جاری رہیگا۔ فتوحات ص ۵۷۱ ج ۲ یعنی  
آپ اسی طرح قیامت تک جلوہ گری فرماتے رہیں گے اور ہر دور کا قطب آپ کا ہی  
منظر اور آپ کا نائب ہو گا۔ دیکھئے حضرت ابوبکر و عمر بھی قطب و غوث اعظم ہیں حالانکہ  
وہ ائمہ اثنا عشر میں ہیں نہ ہی اہل بیت نبی سے نیز جب تمام انبیاء اپنے اپنے دور کے  
قطب اور خود سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے زمانہ کے قطب تھے تو علی الاطلاق  
یوں کہنا کس قدر نازیبا ہے کہ قطب تو حضرت شیخ جیلانی کا خادم اور چیلہ ہے۔ نیز ثابت  
ہوا کہ اقطاب کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری و ساری رہیگا کسی پر بند نہ ہے بہت سے  
بزرگوں نے تو ختمیت کا دعویٰ بھی کیا ہے مگر کسی نے بایں معنی ایسا دعویٰ تسلیم نہیں کیا  
اسلئے کہ یہ فیض ہمیشہ کیلئے جاری ہے۔ اور اسکی بندش کی کوئی دلیل نہیں کیا کسی  
حدیث یا آیت میں آیا ہے کہ حضرت شیخ قدس سرہ خاتم ولایت ہیں ان کے بعد کوئی  
ولی نہیں ہو گا۔ جب ولایت باقی ہے تو ولایت کے مراتب بھی رواں دواں ہیں ارشاد  
نبوی ہے ” مثل امتی کمثل الغیث لا یدری اولہ خیرام آخرہ“ تو  
ثابت ہوا کہ اس امت مرحومہ میں امت کے لائق فیضان باری و خیریت جاری رہے گی  
فتوحات یکہ شریف ص ۵۳۵ ج ۱ میں ہے۔ ما منع من المرتبۃ ولا حجر  
ہامن حیث لا تشریع۔ یعنی نبوت کے علاوہ کوئی مرتبہ منع کیا ہے نہ روکا  
ہے۔ نیز محی الدین ابن عربی فصوص الحکم کی فص عزیر یہ میں لکھتے ہیں۔  
وہذا الحدیث قصم ظہور اولیاء اللہ کہ لا نبی بعدی کی حدیث نے  
اولیاء کی کمر توڑ دی ہے۔ آپ نے یہ نہ فرمایا کہ قدمی الخ نے تو قطبیت اصلہ کو بھی



ختم کر دیا مگر یار لوگوں کو کون سمجھائے کہ اگر مقام قطیبت بھی ختم ہو چکا ہوتا تو اسپر ضرور افسوس کا اظہار فرماتے کہ اولیاء کیلئے ذوق عبودیت کاملہ کا انقطاع تو لا نبی بعدی سے ہو گیا مگر ہمارے لئے تو عبودیت ناقصہ کا دروازہ بھی بند ہو گیا فتوحات کے ص ۲۲۹ ج ۱ میں فرماتے ہیں فہذا الحدیث من اشد ماجرعت الاولیاء مرار تہ فانہ قاطع للوصلۃ بین الانسان و بین عبودیتہ پس یہ حدیث ان سب سے شدید ترین ہے جنکی تلخی اولیاء اللہ نے پائی ہے بلاشبہ یہ انسان اور اسکی عبودیت کے مابین تعلق کی قاطع ہے ص ۲۳ ج ۲ میں ہے وما عدا ہذین المقامین فلنا الکلام فیہ عن ذوق لان اللہ ماجحرم نبوت و رسالت کے سوا مقامات میں ہم اپنے مشاہدہ و ذوق سے بات کرتے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ مقامات منع نہیں فرمائے۔

**تمام اقطاب رسول کے خلفاء اور نواب ہوتے ہیں  
اور یہ قطیبت و خلافت حین موت تک ہوتی ہے**

فتوحات یکہ ص ۲۷ ج ۳ میں فرماتے ہیں وما زالت التوقیعات الالہیۃ تنزل من اللہ علی خلفائہ بما یعدہم اللہ بہ من آمن باللہ ورسلہ من الخیر وما توعد بہ لمن کفر بہ من الشرمدۃ اقامۃ ذالک الخلیفۃ المنزل علیہ و هو الرسول الی حین موتہ فمن زمان خلافتہ الی انتہاء مدۃ عمرہ لا تنال التوقیعات الالہیۃ تنزل علیہ فاذا مات واستخلف من شاء بوحي من اللہ لہ فی ذالک او ترک الامر شورى بین اصحابہ فیولون من یجمعون علیہ الی ان یبعث اللہ من عنده رسولا فیقیم فیہم خلیفۃ آخر لا اذا کان خاتم الخلفاء فان اللہ یقیم نوابا عنہ فیکونون خلفاء الخلیفۃ۔ من عند اللہ لا انہم فی منزلت الرسل خلفاء من عند اللہ و ہم الاقطاب و امراء المؤمنین الی یوم القیامہ اور ہمیشہ تو قیعات الہیہ اللہ کی طرف سے اسکے خلفاء



پر نازل ہوتی ہیں۔ جن سے وہ ان لوگوں کیساتھ خیر کا وعدہ فرماتا ہے۔ جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لائے اور انہیں شرکی و عید سنائی جاتی ہے جو کافر ہوئے۔ اور یہ تو قیعات اس خلیفہ منزل علیہ کی مدت اقامت تک نازل ہوتی رہتی ہیں یعنی موت تک اور یہ خلیفہ رسول ہے پس اسکے زمان خلافت سے انتہاء مدت عمر تک ہمیشہ تو قیعات الہیہ اسپر نازل ہوتی رہتی ہیں۔ پس جب فوت ہو گیا اور اس نے بذریعہ وحی الہی جسے چاہا اپنا خلیفہ بنایا یا اس امر کو اپنے اصحاب کے مابین شوری بنا دیا تو وہ جسپر مجتمع ہونگے اسے اپنا والی بنا لیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے کوئی اور رسول مبعوث فرمائے گا تو وہ اللہ کے خلیفہ کے خلفاء ہونگے تو وہ ایک نئے خلیفہ کے طور پر ان میں قیام فرمائے گا مگر جب کہ وہ رسول خاتم الخلفاء (آخری نبی) ہو تو اللہ تعالیٰ اسکے نواب بنائے گا تو وہ اللہ کے خلیفہ کے خلفاء ہونگے نہ یہ کہ وہ رسولوں کے مقام میں ہوں کہ اللہ کے خلفاء بنیں اور وہ (خلفاء خلیفۃ اللہ) قیامت تک ہونے والے اقطاب و امراء مومنین ہیں۔ اس عبارت سے یہ نتیجہ بلا کسی خفاء کے واضح ہے کہ تمام اقطاب رسول (خلیفۃ اللہ) کے خلفاء اور نواب ہوتے ہیں۔ قطب وقت اور رسول کے مابین کسی اور کا واسطہ نہیں ہوتا نیز قطبیت خلافت حین موت تک ہی ہوتی ہے۔

## اقطاب محمد تین کی مدت خلافت

حضرت ابن عربی فتوحات یکہ شریف ص ۷۷ ج ۳ میں محمدی اقطاب جن میں سے ایک ہر زمانہ میں پایا جاتا ہے جسپر عالم کا مدار ہوتا ہے کے ذکر میں فرماتے ہیں۔  
 فاعلم ان الاقطاب المحمديين على نوعين اقطاب بعد بعثته واقطاب قبل بعثته فالاقطاب الذين كانوا قبل بعثته هم الرسل وهم ثلاثة مائة وثلاثة عشر رسولا واما الاقطاب الذين بعد بعثته الى يوم القيامة وهم اثناعشر قطبا (الى) واعلم ان كل قطب من هولاء الاقطاب له لبس في العالم اعني دعوتهم في من بعث اليهم آجال مخصوصة مسماة تنتهي اليها ثم تنسخ بدعوة اخرى كما تسح الشرائع بالشرائع واعني بدعوتهم مالهم من



الحکم والتاثير فى العالم فلنذكر مدت اعمارهم فى حياتهم الدنيا فمنهم من كان عمره فى ولايته ثلاثة وثلاثين سنة واربعة اشهر ومنهم من كانت مدته ثلاثين سنة وثلاثة اشهر وعشرة وعشرين يوما ومنهم من دامت مدته ثمانيا وعشرين سنة وثلاثة اشهر وعشرة ايام ومنهم من دامت مدته خمسا وعشرين سنة ومنهم من دامت مدته اثنتين وعشرين سنة وواحد عشر شهرا وعشرين يوما ومنهم من دامت مدته تسع عشرة سنة وخمسة اشهر وعشرة ايام ومنهم من دامت مدته ستة عشر سنة وثمانية اشهر ومنهم من دامت مدته ثلاث عشرة اشهر وعشرين يوما ومنهم من دامت مدته احدى عشرة سنة وثلاثة اشهر وعشرة ايام ومنهم من دامت مدته سنتين وتسعة اشهر وعشرة ايام ومنهم من دامت مدته ثمان سنين واربعة اشهر ومنهم من دامت مدته خمس سنين وستة اشهر وعشرين يوما وهجيرهم واحد وهو الله (الى) فذلك هو هجر القطبية (الى) وقال عليه السلام لا تقوم الساعة حتى لا يبقى فى الارض من يقول الله الله يريد لا يبقى قطب يكون عليه مدار العالم ولا مفرد يحفظ الله بهمة العالم وان لن يكن قطبا فلا تقوم الساعة الا على اشرار الناس

اور جان لے بلاشبہ اقطاب محمد تین دو قسم پر ہیں۔ آپکی بعثت کے بعد کے اقطاب اور بعثت سے قبل کے اقطاب۔ وہ اقطاب جو بعثت سے قبل تھے وہ رسل کرام ہیں۔ یہ تین سو تیرہ رسول ہیں۔ اور آپ کی امت کے اقطاب جو آپ کی بعثت کے بعد قیامت تک ہوئے تو یہ بارہ (قسم) کے اقطاب ہیں (تا) اور جان لے بلاشبہ ان اقطاب میں سے ہر قطب کیلئے عالم میں ٹھہرنے کی مدت ہے۔ یعنی ان کی دعوت ان لوگوں کیلئے جنکی طرف انکو بھیجا گیا کی مخصوص اور مقرر مدت ہے۔ اس مدت کے پورے ہونے پر وہ



دعوت اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔ پھر دوسری دعوت کے ساتھ منسوخ کر دی جاتی ہے۔ جیسا شرائع شرائع کے ساتھ منسوخ کی جاتی ہیں۔ اور دعوت سے میری مراد عالم میں انکا حکم و تاثیر ہے۔ پس ہم انکی عمروں کی مدتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ انکی دنیاوی زندگی میں پس بعض کی ولایت (قطیبت) کی عمر تیس سال چار ماہ ہوتی ہے۔ اور بعض کی تیس سال تین ماہ بیس دن بعض کی اٹھائیس سال تین ماہ دس دن بعض کی پچیس سال کسی کی بائیس سال گیارہ ماہ بیس دن اور کسی کی انیس سال پانچ ماہ دس دن اور کسی کی سولہ سال آٹھ ماہ کسی کی تیرہ سال دس ماہ بیس دن کسی کی گیارہ سال تین ماہ دس دن۔ کسی کی دو سال نو ماہ دس دن کسی کی آٹھ سال چار ماہ کسی کی پانچ سال چھ ماہ بیس دن اور ان سب کا ذکر ایک ہی ہوتا ہے۔ اور وہ اللہ اللہ ہے۔ یہ حجیر قطیبت ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ زمین میں کوئی ایسا شخص باقی نہ رہے گا جو اللہ اللہ کہے۔ آپ کی مراد یہ ہے کہ قطب باقی نہ رہے گا۔ جسپر عالم کا مدار ہوتا ہے۔ اور نہ کوئی افراد میں سے باقی ہو گا کہ جسکی ہمت سے اللہ تعالیٰ عالم کی حفاظت فرمائے خواہ وہ قطب نہ ہی ہو تو قیامت قائم نہ ہوگی مگر اشرار الناس پر اس عبارت سے خوب ظاہر ہے کہ ان حضرات کی خلافت و قطیبت مدت حیات تک ہی ہوتی ہے۔ اور موت ایک قاضی ہے جو امر خلافت کو دوسرے کی طرف منتقل کر دیتی ہے۔ اور کوئی فوت شدہ ہمیشہ ہمیشہ مقام قطیبت پر فائز نہیں رہتا۔

**قطب اعظم و غوث اعظم کا اس دار دنیا میں بجسدہ**

**زندہ موجود ہونا ضروری ہے جملہ اقطاب**

**رسول کے نائب ہیں**

فتوحات یکہ ص ۵ تا ۶ ج ۲ واعلم ان لله في نوع من المخلوقات خصائص (الی) وهذا النوع الانسانی هو من جملة الانواع ولله فيه خصائص وصفوة واعلى الخواص فيه من العباد الرسل عليهم السلام ولهم مقام النبوة والولاية والايمان فهم



اركان بيت هذا النوع والرسول افضلهم مقاما واعلاهم حالا  
المقام الذي يرسل منه اعلى منزلة عند الله من سائر المقامات  
وهم الاقطاب والائمة والاولاد والذين يحفظ الله بهم العالم كما  
يحفظ البيت باركانه فلوزال ركن منها زال كون البيت بيتا الا ان  
البيت هو الدين الا ان اركانه هي الرسالة والنبوة والولاية والايمان  
الا ان الرسالة هي الركن الجامع للبيت واركانه الا انها هي  
المقصودة من هذا النوع فلا يخلو هذا النوع ان يكون فيه  
رسول من رسل الله كما لا يزال الشرع الذي هو دين الله فيه الا  
ان ذلك الرسول هو القطب المشار اليه الذي ينظر الحق اليه  
فيبقى به هذا النوع في هذه الدار ولو كفر الجميع الا ان  
الانسان لا يصح عليه هذا الاسم الا ان يكون ذا جسم طبعي  
وروح ويكون موجودا في هذا الدار الدنيا بجسده وحقيقته  
فلا بدان يكون الرسول الذي يحفظ الله به هذا النوع الانساني  
موجودا في هذا النوع في هذه الدار بجسده وروحه يتغذى وهو  
مجلى الحق من آدم الى يوم القيامة ولما كان الامر على ما  
ذكرناه ومات رسول الله صلى الله عليه واله وسلم بعد ما قرر  
الدين الذي لا ينسخ والشرع الذي لا يبدل ودخلت الرسل كلهم  
في هذه الشريعة يقومون بها والارض لا تخلو من الرسول حتى  
بجسمه فانه قطب العالم الانساني ولو كانوا الف رسول يكون  
الواحد من هولاء هو الامام المقصود فابقى الله بعد رسول الله  
صلى الله عليه واله وسلم من الرسل الاحياء باجسادهم في  
هذه الدار الدنيا ثلاثة وهم ادريس عليه السلام بقى حيا  
بجسده واسكنه الله السماء الرابعة والسموات السبع هم من  
عالم الدنيا وتبقى ببقائها وتفنى صورتها ببقائها فهي جزء من



الدار الدنيا فان الدار الاخرى تبدل فيها السموت والارض  
بغير هما كما تبدل هذه النشأة الترابية من نشأة اخرى غير  
هذه كما وردة الاخبار في السعداء من الصفا والبرقة واللطافة  
فهى نشأة طبيعية جسمية لا تقبل الاثقال فلا يغوطون ولا  
يبولون ولا يتمخضون كما كانت هذه النشأة الدنياوى وكذلك  
اهل الشقاء وابقى فى الارض ايضا الياس وعيسى وكلاهما  
من المرسلين وهما قائمان بالدين الحنيفى الذى جاء به النبى  
صلى الله عليه واله وسلم فهولاء ثلاثة من الرسل المجمع  
عليهم واما الخضر وهو الرابع فهو من المختلف فيه عند غير  
نا لا عندنا فهو لاء باقون باجسادهم فى الدار الدنيا فكلهم  
الاوتاد واثنان منهم الامامان وواحد من هم القطب الذى هو مو  
ضع نظر الحق من العالم فما زال المرسلون فلا يزالون فى هذه  
الدار الى يوم القيامة وان لم يبعثوا بشرع ناسخ ولا هم على غير  
شرع محمد صلى الله عليه واله وسلم ولكن اكثر الناس لا  
يعلمون والواحد من هوء لاء الاربعة الذين هم عيسى والياس  
وادريس و خضر هو القطب واحد اركان بيت الدين وهو ركن  
الحجر الاسود واثنان من هم هما امامان واربعة هم الاوتاد  
فبالواحد يحفظ الله الايمان وبالثانى يحفظ الله الولاية وبالثالث  
يحفظ الله النبوة وبالرابع يحفظ الله الرسالة وبالمجموع  
يحفظ الله الدين الحنيفيه فالقطب من هوء لاء لا يموت ابداى  
لا يصعق وهذه المعرفة التى ابرزنا عينها للناظرين لا يعرفها  
من اهل طريقنا الا الافراد الامناء ولكل واحد من هوء لاء الاربعة  
من هذه الامة فى كل زمان شخص على قلوبهم مع وجودهم هم  
نوابهم فاكثر الاولياء من عامة اصحابنا لا يعرفون القطب



والامامین والوئد الانواب لا هوء لاء المرسلون الذین ذکرنا  
 هم ولهدا یتطاول کل واحد من الامة لنیل هذه المقامات واذا  
 حصلوا او خصوا عرفوا عند ذلك انهم نواب لذلك القطب  
 ونائب الامام یعرف ان الامام غیره وانه نائب عنه وكذلك الوئد  
 فمن کرامة رسول الله صلی الله علیه واله وسلم محمد ان جعل  
 من امته واتباعه رسلا وان لم یرسلوا فهم من اهل المقام الذی منه  
 یرسلون وقد كانوا رسلا فاعلم ذلك ولهدا صلی رسول الله  
 صلی الله علیه واله وسلم لیلۃ اسرائه بالانبياء علیهم السلام فی  
 السموات لتصح له الامامة علی الجميع حساب جسمانیته  
 وجسمه فلما انتقل صلی الله علیه واله وسلم بقی الامر  
 محفوظا بهولاء

الرسول فثبت الدین قائما بحمد الله ما تهدم منه رکن اذ کان له  
 حافظ یحفظه وان ظهر الفساد فی العالم الی ان یرث الله الارض  
 ومن علیها وهذه نقطة فاعرف قدرها۔ فانک لست تراها فی  
 کلام احد منقول عنه اسرار هذه الطريقة غیر کلامنا ولولا ما  
 القی عندی فی اظهارها ما اظهرتها لسریعلمه الله ما اعلمنا به  
 ولا یعرف ما ذکرناه الانوابهم خاصة لا غیرهم من الاولیاء  
 فاحمد الله یاخواننا حیث جعلکم الله ممن قرع سمعه اسرار  
 الله المخبوة فی خلقه التی اختص الله بها من شاء من عباده  
 فکونوا لها قابلین مومنین بها فلا تحرموا التصدیق بها فتحر  
 مواخیرها قال ابو یزید البسطامی وهو احد النواب لابی موسی  
 الذبلی یا ابا موسی اذا راء یت من یومن بکلام اهل هذه الطريقة  
 فقل له یدعولک فانه مجاب الدعوة (الی)

اور جان لے بلاشبہ مخلوق کی ہر نوع میں اللہ کے خصائص ہیں۔ اور یہ نوع انسانی بھی  
 جملہ انواع میں سے ہے۔ اور اس میں بھی اللہ کے چنیدہ و برگزیدہ ہیں۔ اور خواص میں



سے اعلیٰ رسل علیہم السلام ہیں اور انکے لئے مقام نبوت و ولایت و ایمان ثابت ہے۔ پس وہ اس نوع کے بیت کے ارکان ہیں اور رسول مقام و حال کے اعتبار سے ان میں افضل و اعلیٰ ہے۔ یعنی وہ مقام جس سے رسول بھیجا جاتا ہے۔ عند اللہ تمام مقامات سے اعلیٰ ہے۔ اور وہی اقطاب ائمہ و اوتاد ہیں۔ اور انہیں کے ساتھ اللہ تعالیٰ عالم کی حفاظت فرماتا ہے۔ جیسے مکان کی حفاظت اسکے ارکان کے ساتھ کیجاتی ہے۔ اگر ایک رکن بھی ذائل ہو گیا تو بیت کا بیت ہونا باقی نہ رہا خبردار بیت سے مراد دین ہے خبردار اس کے ارکان رسالت نبوت ولایت اور ایمان ہیں۔ خبردار بلاشبہ رسالت ہی ایسا رکن ہے جو بیت اور اسکے ارکان کا جامع ہے۔ خبردار یہی اس نوع کا مقصود ہے۔ تو یہ نوع اس سے خالی نہ ہو گی کہ اس میں اللہ کے رسولوں میں سے کوئی رسول ہو جیسے کہ شریعت جو کہ اللہ کا دین ہے ہمیشہ رہے گی خبردار بلاشبہ یہ رسول ہی وہ قطب ہے۔ جو مشار الیہ ہے۔ جسکی طرف حق تعالیٰ نظر فرماتا ہے۔ پس اسی کے بسبب دار دنیا میں اس نوع کو باقی رکھتا ہے خواہ سارے کے سارے کافر ہوں خبردار بلاشبہ انسان پر یہ اسم (قطب) درست نہ ہو گا مگر یہ کہ بجسدہ زندہ ہو اور اپنے جسم اور حقیقت کے ساتھ موجود ہو لہذا ضروری ہے کہ وہ رسول جسکے بسبب اللہ تعالیٰ اس نوع کی حفاظت فرماتا ہے۔ اس نوع انسانی میں دنیا کے اندر اپنے جسد و روح کے ساتھ موجود ہو۔ غذا کھاتا ہو اور وہی تجلی گاہ حق ہے از آدم علیہ السلام تا یوم قیامت اور جب معاملہ وہ ہے جو ہم نے ذکر کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم غیر منسوخ دین اور غیر متبدل شریعت مقرر کر دینے کے بعد وفات پا چکے اور سارے کے سارے رسول اس شریعت میں داخل ہو چکے اسی کو قائم کریں گے اور زمین بجسدہ زندہ رسول سے خالی نہیں تو وہی رسول عالم انسانی کا قطب ہے۔ اگرچہ ہزار رسول ہوں مگر ضروری ہے کہ ان میں سے ایک ہی امام مقصود ہو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد اس دار دنیا میں تین رسول اپنے اجساد کے ساتھ زندہ رکھے اور یس علیہ السلام اپنے جسم کے ساتھ زندہ ہیں۔ اللہ پاک نے انہیں چوتھے آسمان پر ٹھرایا۔ ساتوں آسمان عالم دنیا میں سے ہیں اس کی بقا کے ساتھ باقی رہیں گے اور اس کے فناء کے ساتھ انکی شکل و



صورتہ فناء ہو جائے گی۔ تو یہ دار دنیا کا ایک جز ہیں۔ بلاشبہ دار آخری میں آسمان و زمین تبدیل کر دیئے جائیں گے جیسے کہ یہ نشات تراویہ دیگر نشات کے ساتھ تبدیل کر دی جائے گی جیسے کہ نیکوں کی صفائی رقت اور لطافت کے بارے میں خبریں وارد ہوئی ہیں۔ تو یہ طبیعت جسمانیہ کی نشات نو ہے۔ جو ثقل قبول نہیں کرتی نہ وہ لوگ بول و براز کریں اور نہ ناک سے فضلہ پھینکیں گے جیسے کہ دنیا میں ہے یونہی اہل شقاء۔ اور الیاس و عیسیٰ علیہما السلام بھی زمین میں باقی رکھے گئے ہیں یہ دنوں رسولوں سے ہیں اور دین حنیفی پر قائم ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم لائے تو یہ تین رسول ہیں جنکا رسول ہونا متفق علیہ ہے۔ چوتھے خضر ہیں یہ دوسروں کے نزدیک مختلف فیہ ہیں نہ ہمارے نزدیک۔ یہ حضرات اپنے اجساد کے ساتھ دار دنیا میں موجود ہیں۔ یہ سب اوتاد ہیں۔ ان میں سے دو امام اور ایک قطب ہے۔ جو موضع نظر حق تعالیٰ ہے۔ تو اس دار دنیا میں رسول قیامت تک ہمیشہ رہیں گے اگرچہ انہیں کسی شرع ناسخ کے ساتھ مبعوث نہیں کیا گیا۔ اور نہ ہی وہ شریعت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علاوہ کسی اور شریعت پر ہیں لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اور ان چار عیسیٰ، الیاس، اور لیس، خضر، میں ایک قطب ہے۔ اور وہ ارکان بیت دین میں سے ایک ہے۔ اور وہ رکن حجر اسود ہے۔ اور ان سے دو امام ہیں اور وہ چاروں اوتاد ہیں۔ پس ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ ایمان کی اور دوسرے کے ساتھ ولایت کی تیسرے کے ساتھ نبوت اور چوتھے کے ساتھ رسالت کی اور مجموع کے ساتھ دین حنیفی کی حفاظت فرماتا ہے۔ پس ان میں سے قطب کبھی نہ مرے گا یعنی اسے صعقہ نہ ہوگا۔ اور یہ وہ معرفت ہے جسے ہم نے ناظرین کے سامنے رکھ دیا ہے۔ جسے افراد امناء کے سوا ہمارے اہل طریق میں سے کوئی نہیں جانتا اور ہر زمانہ میں ان میں سے ہر ایک کے قلب پر امت میں سے ایک شخص ہوتا ہے۔ یہ لوگ انکے نواب ہیں پس اکثر اولیاء ہمارے عامہ اصحاب میں سے قطب، امین، و تد کو نہیں جانتے صرف نواب کو جانتے ہیں۔ ان رسل کرام کو نہیں جانتے جن کا ہم نے ذکر کیا اسی لئے امت میں سے ہر شخص ان مقامات کو پانے کی خواہش کرتا ہے۔ جب وہ پالیتے ہیں یا خاص بنا دیئے جاتے ہیں تو جان جاتے ہیں کہ وہ تو اس قطب کے نواب ہیں۔



اور نائب امام جان لیتا ہے کہ امام (در حقیقت) کوئی اور ہے۔ اور یہ خود اسکا نائب ہے۔ ایسے ہی وند ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کرامت و بزرگی سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسل کرام کو آپکی امت و اتباع میں سے بنایا اگرچہ رسول بنا کر نہیں بھیجے گئے مگر وہ اس مقام کے اہل ہیں جس سے رسول بھیجے جاتے ہیں اور انہیں رسول بنا کر بھیجا بھی گیا تھا پس اسے جان لو۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آسمانوں پر لیلۃ الاسراء میں انبیاء علیہم السلام کو نماز پڑھائی۔ تاکہ جسم اور جسمانیات کے ساتھ حسی طور پر آپکی سب پر امامت درست ہو جائے تو یہ امر (دین) ان رسل کرام کے بسبب قائم و محفوظ ہے۔ تو دین بجمہ اللہ قائم ہے۔ اسکا کوئی رکن منہدم نہیں ہوا اسلئے کہ اسکی حفاظت کرنے والا موجود ہے۔ جو اسکی حفاظت کرتا ہے۔ اگرچہ عالم میں ظہور و غلبہ فساد ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ارض و من علیہا کا وارث ہو گا یہ بہت بڑا نکتہ ہے۔ اسکی قدر جان تو اسے کسی کے کلام میں منقول نہ پائے گا۔ ماسوا ہمارے کلام کے۔ اگر ان کے اظہار کا القاء نہ کیا جاتا تو میں ان اسرار کا افشا نہ کرتا۔ اس (اظہار کا) راز اللہ ہی جانتا ہے۔ ہمیں اس کا علم نہیں دیا جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اسکا عرفان صرف انکے نواب کو ہی حاصل ہے۔ دوسرے اولیاء اس راز کو نہیں جانتے اے بھائیو اللہ تعالیٰ کا حمد کرو کہ تمہیں ان لوگوں میں سے بنایا جن کے کانوں میں اپنے مخفی اسرار ڈال دیئے جنکے ساتھ اپنے خاص بندوں میں سے جسے چاہا خاص فرمایا پس ان کو قبول کرنے والے اور تصدیق کرنے والے ہو جاؤ ان کی تصدیق سے محروم نہ ہو کہیں انکی خیر سے محروم نہ رہ جاؤ۔ بایزید بسطامی جو کہ خود نواب میں سے ایک ہیں۔ ابو موسیٰ الدیبلی سے فرمایا اے ابو موسیٰ جب تو ایسے شخص کو دیکھے جو اہل طریقت کے کلام کی تصدیق کرتا ہے۔ تو اس سے اپنے لئے دعا کراؤ اس لئے کہ وہ مستجاب الدعاء ہے۔ (تا)



ولكن الاقطاب المصطلح على ان يكون ذلك الاسم مطلقاً من غير اضافة لا يكون منهم في الزمان الا واحد وهو الغوث ايضاً وهو من المقربين سيد زمانه ومنهم من يكون ظاهر الحكم ويحوز الخلافة الظاهرة كما حاز الخلافة الباطنة من جهة المقام كابي بكر و عمر وعثمان وعلي والحسن ومعاوية ابن يزيد و عمر بن عبدالعزيز و المتوكل ومنهم من له الخلافة الباطنة خاصة ولا حكم له في الظاهر كاحمد بن هارون الرشيد السبطي وكابي يزيد البسطامي و اكثر الاقطاب لا حكم لهم في الظاهر ومنهم رضي الله تعالى عنهم الائمة ولا يزيدون في كل زمان على اثنين لا ثالث لهما الواحد عبدالرب والآخر عبدالملك والقطب عبدالله قال تعالى وانه لما قام عبدالله يعني محمداً صلى الله عليه وسلم فلكل رجل اسم الهى يخصه به يدعى عبدالله ولو كان اسمه ما كان فالاقطاب كلهم عبدالله والائمة في كل زمان عبدالملك وعبدالرب وهما اللذان يخلفان القطب اذ مات وهما للقطب بمنزلة الوزيرين الواحد منهم مقصور على مشاهدة عالم الملكوت والآخر مع عالم الملك ليكن اصطلاحى اقطاب كه ان پر یہ نام بلا اضافت مطلقاً بولا جائے تو ان میں سے ایک زمانے میں صرف ایک ہی ہو گا اور یہی غوث بھی ہے یہ اللہ کے مقربین میں سے اپنے زمانے کا سردار ہے بعض ان میں سے ایسے ہیں جنکا حکم ظاہر ہوتا ہے۔ اور خلافت باطنیہ اور ظاہریہ اپنے مقام و مرتبہ کے بسبب جمع کر لیتا ہے جیسے ابو بکر عمر عثمان علی حسن معاویہ بن یزید عمر بن عبدالعزیز متوکل اور ان میں سے بعض کیلئے صرف خلافت باطنیہ ہوتی ہے انکے لئے ظاہر میں حکم نہیں ہوتا جیسا کہ احمد بن ہارون الرشید السبٹی اور بایزید بسطامی۔ اکثر اقطاب کیلئے ظاہری حکومت نہیں ہوتی اولیائے کرام میں سے آئمہ ہیں۔ جو ہر زمانے میں صرف دو ہوتے ہیں ان کے ساتھ



کوئی تیسرا نہیں ہوتا۔ ایک کا نام عبدالرب اور دوسرے کا نام عبدالملک ہوتا ہے۔ اور قطب کا نام اپنے مقام کے اعتبار سے عبداللہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وانه لما قام عبداللہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پس ہر آدمی کیلئے ایک مخصوص اسم الہی ہے قطب کو اپنے مقام کے اعتبار سے عبداللہ کہا جائے گا خواہ اس کا کوئی بھی نام ہو پس اقطاب سارے کے سارے عبداللہ ہیں اور آئمہ ہر زمانے میں عبدالملک اور عبدالرب ہیں اور یہی دونوں قطب کے فوت ہونے پر اسکے خلیفہ بنتے ہیں اور یہ دونوں قطب کیلئے بمنزلہ وزیر ہیں ایک عالم ملکوت کے مشاہدہ میں مصروف ہے دوسرا عالم ملک کے مشاہدہ میں حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام کے بارے لکھتے ہیں وهو القطب الذی لم یمت الی الآن والاقطاب فینا نوابہ فتوحات یکہ ص ۲۵۵ ج ۲ اور یہی وہ قطب ہے جو اب تک فوت نہیں ہوا اور ہم میں اقطاب اس کے نواب ہیں نیز فرماتے ہیں ولا بد فی کل زمان وجود قطب علیہ یکون مدار ذلک الزمان اور ہر زمانے میں قطب کا وجود ضروری ہے جس پر اس زمانہ کا دارومدار ہو گا فتوحات ص ۱۹۳ ج ۴ لوجی اب تو سارے ہی نائب بن گئے کوئی بھی اصلی قطب نہ رہا تو قطیست اصلہ وغیر اصلہ کی بحث کا سرے سے مکمل خاتمہ ہو گیا اگر کوئی اصلی قطب ہے تو وہ صرف رسول ہے ماسوائے رسل عظام کے سارے حضرات نائب قطب ہیں کیا شیخ عبدالقادر جیلانی اور کیا حضرت بایزید بسطامی اور جو بھی نائب ہیں وہ قطب کے نائب ہیں جو کہ رسول ہے نہ کسی اور کے واللہ الحمد اب یا تو سب کو اصلی مان لو یا کوئی بھی اصلی نہ رہیگا

مانو نہ مانو جان من تمہیں اختیار ہے

ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

یہ تو بہت بڑے قادری شیخ کے ارشادات ہیں جن کے دادا پیر حضرت شیخ عبدالقادر

جیلانی ہیں اور جو لسان القوم ہیں اف۔ جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے



## موت کے بعد خلافت دوسرے کی طرف منتقل ہو جاتی ہے

الامام الحافظ ابو نعیم الاصبہانی حلیۃ الاولیاء ص ۹ ج ۱ پر حدیث بیان فرماتے ہیں عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ عزوجل فی الخلق ثلاث مائة قلوبہم علی قلب آدم علیہ السلام وللہ تعالیٰ فی الخلق اربعون قلوبہم علی قلب موسیٰ علیہ السلام وللہ تعالیٰ فی الخلق سبعة قلوبہم علی قلب ابراہیم علیہ السلام وللہ تعالیٰ فی الخلق ثلاثة قلوبہم علی قلب میکائیل علیہ السلام وللہ تعالیٰ فی الخلق واحد قلبہ علی قلب اسرافیل علیہ السلام فاذا مات الواحد ابدل اللہ عزوجل مکانہ من الثلاثة واذامات من الثلاثة ابدل اللہ مکانہ من الخمسة واذامات من الخمسة ابدل اللہ مکانہ من السبعة واذامات من السبعة ابدل اللہ مکانہ من الاربعین واذامات من الاربعین ابدل اللہ مکانہ من الثلاث مائة واذامات من الثلاث مائة ابدل اللہ مکانہ من العامة فبہم یحییٰ ویمیت ویمطر وینبت ویدفع البلاء قیل لعبد اللہ بن مسعود کیف بہم یحییٰ ویمیت قال لانہم یسئلون اللہ عزوجل اکثر الامم فیکثرون ویدعون علی الجبارہ فیقضمون ویستسقون فیسقون ویسئلون فتنبت لہم الارض ویدعون فیدفع بہم انواع البلاء

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اپنے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ عزوجل کے مخلوق میں تین سو ایسے ولی اللہ ہیں جن کے دل آدم علیہ السلام کے دل پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مخلوق میں چالیس ایسے ولی ہیں جن کے قلوب موسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مخلوق میں سات ایسے ولی ہیں جن کے قلوب قلب ابراہیم علیہ السلام پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مخلوق میں تین ایسے ولی ہیں جن کے قلوب قلب میکائیل علیہ السلام پر ہیں اور اللہ



تعالیٰ کا مخلوق میں ایک ایسا ولی ہے جسکا قلب قلب اسرافیل علیہ السلام پر ہوتا ہے۔ جب وہ ایک فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ تین میں سے ایک شخص اسکے مقام پر مقرر فرماتا ہے اور جب تین میں سے کوئی فوت ہو جائے تو پانچ میں سے ایک شخص اور جب پانچ میں سے کوئی فوت ہو جائے تو سات میں سے ایک شخص اور جب سات میں سے کوئی فوت ہو جائے تو چالیس میں سے ایک شخص اور جب چالیس میں سے کوئی فوت ہو جائے تو تین سو میں سے ایک شخص اور جب تین سو میں سے ایک شخص فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ عام لوگوں میں سے کوئی ایک شخص اسکی جگہ پر مقرر فرماتا ہے۔ پس انکے بسبب زندہ فرماتا ہے اور مارتا ہے اور بارش دیتا ہے اور انگوری اگاتا ہے اور بلا دفع کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کو کہا گیا کہ کیسے انکے بسبب زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے فرمایا اسلئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے امم کے زیادہ کرنے کا سوال کرتے ہیں تو ان کو بڑھا دیا جاتا ہے جبارہ کے خلاف دعا کرتے ہیں تو انکو توڑ دیا جاتا ہے۔ اور بارش طلب کرتے ہیں تو بارش دیئے جاتے ہیں۔ اور اللہ سے سوال کرتے ہیں تو زمین انکے لئے انگوریاں اگادیتی ہے۔ اور دعا کرتے ہیں تو انکے بسبب انواع بلا دفع کر دی جاتی ہیں۔

ہر زمانے میں ایک شخص حضور علیہ السلام کے قلب  
انور یا قدم اطھر پر ہوتا ہے

حضرت محی الدین ابن عربی فتوحات یکہ شریفہ ص ۱۳ ج ۲ پر فرماتے ہیں۔ ومنہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اربعة انفس فی کل زمان لا یزیدون ولا ینقصون (الی) احدہم علی قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم والاخر علی قلب شعیب علیہ السلام والثالث علی قلب صالح علیہ السلام والرابع علی قلب ہود علیہ السلام اور ان میں سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم چار اشخاص ہر زمانے میں ہوتے ہیں جو نہ زیادہ ہوتے ہیں نہ کم (تا) ان میں سے ایک قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دوسرا قلب شعیب علیہ السلام اور تیسرا قلب صالح علیہ السلام پر چوتھا قلب ہود علیہ السلام پر ہوتا ہے۔ حضرت



مجدد الف ثانی مکتوبات ص ۷۸۳ ج ۲ پر لکھتے ہیں۔

اور وہ اولیاء رضوان اللہ علیہم اجمعین جو آپ کے (نبی اکرم ﷺ) قدم پر ہیں ص ۷۸۵ ج ۲ پر فرماتے ہیں اولیاء اللہ کا ایک گروہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم وبارک کے قدم مبارک پر ہے نیز اور وہ گروہ جو آل سرور علیہ وسلم السلام کے قدم مبارک پر ہے نیز ص ۷۹۳ ج ۲ میں ہے۔ قطب محمدی المشرّب ہوتا ہے۔ اور محمدیوں کیلئے تجلی ذات ہے یہ قطب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوتا ہے (ملخصاً) نیز مکتوبات کے ص ۶۰۹ ج ۲ پر ہے۔ ولایت کا درجہ پنجم خاتم الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے زیر قدم ابن عربی فرماتے ہیں ان لهذا المنزل اربعة عشر حکما الاول يختص بصاحب الزمان والثانی والثالث يختص بالامامین والرابع والخامس والسادس والسابع يختص بالاوتاد والثامن والتاسع والعاشر والاحد عشر والاثناعشر والثالث عشر والرابع عشر يختص بالابدال وبهذه الاحکام يحفظ الله عالم الدنيا فمن علم هذا المنزل علم كيف يحفظ الله الوجود عالم الدنيا ونظيره من الطب علم تقويم الصحة كما انه بالابدال تنحفظ الاقاليم وبالاوتاد ينحفظ الجنوب والشمال والمغرب والمشرق وبالامامین ينحفظ عالم الغیب الذی فی عالم الدنيا وعالم الشهادة وهو ما ادركه الحس وبالقطب ينحفظ جميع هولاء فانه الذی يدور عليه امر عالم الكون والفساد وهولاء على قلب اربعة عشر نبيا وهم آدم وادريس و نوح و ابراهيم و يوسف و هود و صالح و موسى و داوود و سليمان و يحيى و هارون و عيسى و محمد سلام الله عليهم وعلى المرسلين والحمد لله رب العلمين ص ۵۲۰ ج ۲ فتوحات جان لے بلاشبہ اس منزل کے ۱۴ حکم ہیں اول صاحب زمان (قطب وقت) کے ساتھ خاص ہے دوسرا اور تیسرا امامین کے ساتھ مختص ہے۔ چوتھا پانچواں چھٹا ساتواں اوتاد کے ساتھ خاص آٹھواں نواں دسواں



گیارہواں اور بارہواں تیرہواں چودہواں ابدال کے ساتھ اختصاص رکھتا ہے۔ ان احکام کے ساتھ اللہ تعالیٰ عالم دنیا کی حفاظت فرماتا ہے۔ جو اس کو جان لے وہ یہ معلوم کر لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ وجود عالم دنیا کی کیسے حفاظت فرماتا ہے۔ اسکی نظیر طب میں علم تقویم صحت ہے جیسے ابدالوں کے ساتھ اقلیم کی اور اوتاد کے ساتھ جنوب شمال مغرب مشرق کی امائن کے ساتھ عالم الغیب کی جو عالم دنیا میں ہے اور عالم شہادۃ کی جسکا حس ادراک کرتی ہے اور قطب کے ساتھ ان سب کی حفاظت کی جاتی ہے اسی پر عالم کون وفساد کا دارومدار ہے اور یہ حضرات چودہ نبیوں کے قلب پر ہوتے ہیں۔ آدم اور یس نوح ابراہیم یوسف ہود صالح موسیٰ داود سلیمان یحییٰ ہارون عیسیٰ اور محمد سلام اللہ علیہم وعلیٰ المرسلین ہیں والحمد للہ رب العلمین نیز فرماتے ہیں فلا بد فی کل زمان وجود قطب ص ۱۹۳ ج ۴ ہر زمانہ میں قطب کا وجود ضروری ہے۔ فرماتے ہیں ولہذا لا یکون فی الزمان الا واحد یسمی الغوث والقطب وهو الذی ینفرد بہ الحق ویخلوبہ دون خلقہ فاذا فارق ہیکلہ المنور انفرد بشخص آخر لا ینفرد بشخصین فی زمان واحد فتوحات ص ۵۵ ج ۲ یہی وجہ ہے کہ زمانہ میں صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ جسے غوث اور قطب کہا جاتا ہے اور یہی وہ ہے جس کے ساتھ حق تعالیٰ منفرد ہوتا ہے جب اس کی صورت منورہ سے جدا ہوتا ہے تو کسی اور شخص کے ساتھ منفرد ہوتا ہے۔ ایک زمانے میں دو شخصوں کے ساتھ منفرد نہیں ہوتا۔

### حضرت ابن عربی سرکار صلی علیہ وسلم کے قدم پر

نیز فرماتے ہیں فمنہم من ہو علی قلب آدم علیہ السلام ومنہم من ہو علی قلب ابراہیم علیہ السلام و من ہم من ہو علی قلب عیسیٰ علیہ السلام ومنہم من ہو علی قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم (الی ان قال) والذی علی قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم لہ رکن الحجر الاسود و ہولنا بحمد اللہ فتوحات ص ۱۶۰ ج ۱ نیز فرماتے ہیں علی قلب فلان و ربما یقول بعضهم علی



قدم فلان و هو بهذا المعنى نفسه فتوحات ص ۹ ج ۲ یعنی اولیاء کرام میں سے بعض قلب آدم پر بعض قلب ابراہیم پر بعض قلب عیسیٰ علیہ السلام اور بعض قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتے ہیں (الی ان قال) وہ جو قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا ہے اس کیلئے رکن حجر اسود ہوتا ہے اور وہ بحمد اللہ ہمیں حاصل ہے فرمایا بعض قلب فلاں کہتے ہیں اور بعض قدم فلاں اور اسکا بعینہ وہی معنی ہے یعنی علی قلب فلاں و علی قدم فلاں کا مقصد و مفہوم ایک ہی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ سیدنا محی الدین ابن عربی قطب اعظم و غوث اعظم تھے حالانکہ آپ سادات میں سے ہیں نہ آئمہ اثنا عشر سے نیز آپ غوث پاک کے بعد پیدا ہوئے ہیں اور دعویٰ کر رہے ہیں کہ میں قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم و قدم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوں تو واضح ہو گیا کہ ”انسی علی قدم النبی بدر الکمال کا مفہوم یہ نہیں کہ کوئی دوسرا اس بدر کمال کے قدم پہ ہو ہی نہیں سکتا بلکہ اس کا صحیح مفہوم یہ ہو گا کہ اولیاء کرام کی قدسی جماعت سے بعض حضرت آدم علیہ السلام کے قدم پہ بعض حضرت موسیٰ کے قدم پہ بعض حضرت خلیل اللہ کے قدم پر بعض عیسیٰ علیہ السلام کے قدم پر اور بعض حضرات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوتے ہیں اور میں ان اولیاء میں سے ہوں جنکا قدم سرکار کے قدم پر ہے

اکابر مشائخ چشت اہل بہشت میں سے ہر شیخ

سرکار مصلیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہے

غوث زمان سیدنا حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی فرماتے ہیں۔

ہست ہریک پیر چشتی اے فنا بر قدم گاہ محمد مصطفیٰ

انتخاب مناقب سلیمانہ فارسی شائع کردہ گولڑہ شریف یعنی مشائخ چشت اہل بہشت میں سے ہر پیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہے۔

غوث اعظم و قطب اعظم نہ زندہ غائب ہو سکتا ہے



نہ فوت شدہ نیز قطب کیلئے نسل کی کوئی قید نہیں۔

عارف رومی فرماتے ہیں۔

پس ہر دورے ولی قائم است تا قیامت آزمائش دائم است۔

پس ایک ولی قائم (قطب الاقطاب) ہر دور میں ہے قیامت تک آزمائش دائم ہے۔

ہر کرا خونے نکو باشد برست ہر کے کو شیشہ دل باشد برست  
 جسکی عادت اچھی ہو وہ نجات پا گیا جس کا دل شیشہ کا ہو گا وہ ٹوٹ گیا  
 پس امام حی و قائم آل ولی است خواہ از نسل عمر خواہ از علی است  
 پس زندہ اور قائم امام (قطب) وہ ولی ہے خواہ حضرت عمر کی نسل ہو یا حضرت علی  
 کی۔

مہدی وہادی ویت اے نیکخو ہم نہان و ہم نشہ پیش او  
 اے نیک بخت مہدی وہادی وہی ہے چھپا ہوا اور سامنے بیٹھا ہوا بھی ہے  
 اوچوں نور است و خرد جبریل او آں ولی کم از وقتیل او۔۔  
 مثنوی مولانا روم ص۔ ۸۷ دفتر دوم  
 وہ نور کی طرح اور عقل اسکی جبرائیل ہے اس سے کم (درجہ کا) ولی اسکا قتیل  
 ہے

ولی قائم اور امام حی و قائم سے مراد قطب الاقطاب ہے شیعہ مسلک کے مطابق ایسا امام  
 صرف اہل بیت سے ہو سکتا ہے مولانا رد فرماتے ہیں کہ قطب کیلئے نسل کی کوئی قید و  
 خصوصیت نہیں وہ نسل عمر سے بھی ہو سکتا ہے اور نسل علی سے بھی اور ہر دور میں  
 جو قطب الاقطاب ہوتا ہے وہی زندہ و قائم امام ہے مہدی بھی وہی ہے اور ہادی بھی تو  
 ثابت ہوا کہ امام وقت یعنی غوث اعظم و قطب اعظم نہ زندہ غائب ہو سکتا ہے نہ فوت  
 شدہ اور نہ ہی یہ منصب ختم ہوا ہے ایسا زندہ ولی ہر دور میں ہونا ضروری ہے شیخان  
 علی کا عقیدہ ہے کہ قطب زندہ غائب ہے اور مہمان مفرط شیخ جیلانی کا عقیدہ ہے کہ فوت  
 شدہ قیامت تک کیلئے قطب ہے۔

شعر غوث اعظم در میان اولیاء الخ علامہ رومی



## کی طرف نسبت افتراء محض ہے

بعض کذاب مثنوی شریف مولانا روم سے یہ شعر منسوب کرتے ہیں

غوث اعظم در میان اولیاء الخ

حالانکہ پوری مثنوی شریف میں اسکا کوئی نام و نشان نہیں۔ نیز غوث اعظم کسی ایک شخص کا نام نہیں اس منصب پر قائم ہرولی کا لقب ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب حال تھے

صاحب مقام نہ تھے

حضرت ابن عربی فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی صاحب حال صدق تھے صاحب مقام صدق نہ تھے آپ ہی کے تلمیذ شیخ عاقل ابوالسعود صاحب مقام صدق تھے مقام صدق حال صدق سے اعلیٰ ہے فتوحات ص ۲۲۳ ج ۲ فتوحات یکہ ص ۱۷۷ ج ۳ پر فرماتے ہیں۔

وصاحب الحال له الشطح وکذلک کان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولا یلزم الادب الا صاحب مقام اور صاحب حال کیلئے سطح ہے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے ہی تھے اب صرف صاحب مقام ہی لازم پکڑتا ہے۔ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں اصحاب الاحوال مغلوب العقل ہوتے ہیں۔ فتوحات ص ۶۸۴ ج ۲ میں فرماتے ہیں۔ انما هذا المقام لاصحاب الاحوال المغلوب علی عقولہم ص ۳۵۸ ج ۲ میں فرماتے ہیں۔ فان حکم صاحب الحال حکم المجنون الذی ارتفع عنہ القلم فلا یکتب لاله ولا علیہ (الی) فالمحب ان کان صاحب علم ہوا تم من کو نہ صاحب حال فالحال فی هذه الدار الدنیا نقص وفي الآخرة تمام والعلم هنا تمام وفي الآخرة تمام واتم

بلاشبہ صاحب حال حکم مجنون میں ہے جو کہ مرفوع القلم ہے پس نہ اس کیلئے کچھ لکھا



جاتا ہے نہ اس پر (تا) پس خدا کا محب صاحب علم و عقل ہو تو وہ صاحب حال سے اتم ہے۔ پس حال اس دار دنیا میں نقص ہے اور آخرت میں تمام اور علم یہاں بھی تمام ہے اور آخرت میں بھی بلکہ اتم ہے۔ ص ۵۰۲ ج ۱ میں فرماتے ہیں۔

فان اصحاب الاحوال محجوبون بالحال عن العلم الصحيح فصاحب الحال اذالم يكن محفوظا عليه ادبه لم يواخذ بسوء الادب اذكان لسانه لسان الحال وصاحب العلم مواخذ بادنئى شئى لانه ظاهر فى العالم بصورة الحق وكم بين من يظهر فى وجوده بربه وبين من يظهر بحاله شتان بين المقامين ويابعد ما بين المنزلتين شاهد العلم عدل وشاهد الحال فقير الى من يزكيه فى حاله ولا يزكيه الا صاحب العلم ولما كان العلم بهذه العزت شرعت التزكية فى حكم الشرع بغلبة الظن فيقول احسبه كذا واطنه كذا لانه لا يعلم كل احد ما منزلة ذلك المزكى عند الله فلا يزكى على الله احدا واذا افتقر صاحب الحال الى التزكية بغلبة الظن فهو الى العالم صاحب العلم افقر وافقر فانه مع من يزكيه كلاهما محتاجان الى صاحب العلم العلم منجلى يظهر نفسه والحال ملتبس يحتاج الى دليل يقويه لضعفه ان يلحق بدرجته الكمال فصاحب الحال يطلب العلم وصاحب العلم لا يطلب الحال اى عاقل يكون من يطلب الخروج من الالبس الى اللبس پس بلاشبہ اصحاب احوال علم صحیح سے محبوب ہوتے ہیں پس صاحب حال جب محفوظ الادب نہ ہو تو سوء ادبی کی وجہ سے اس پر مواخذہ نہیں کیا جاتا اسلئے کہ اسکی لسان لسان حال ہے۔ اور صاحب علم ادنی شئی پر بھی مواخذہ ہوتا ہے۔ اسلئے کہ وہ عالم میں بصورت حق ظاہر ہے۔ اور بہت زیادہ فرق ہے اس شخص میں جو اپنے رب کے ساتھ ظہور کرتا ہے۔ اور اسمیں جو حال کے ساتھ ظہور کرتا ہے۔ دونوں مقاموں کے درمیان کس قدر فاصلہ ہے اور دونوں منزلوں میں کتنا بعد ہے۔ شاہد علم شاہد عدل ہے اور شاہد حال مزکی کا فقیر و محتاج اور اسکا تزکیہ



صرف صاحب علم ہی کرے گا اور جب علم کا یہ عزو مرتبہ ہے تو شریعت کے حکم کے مطابق تزکیہ غلبہ ظن کے ساتھ مشروع کیا گیا تو یوں کہے میں اسے ایسا گمان کرتا ہوں۔ میرا اسکے بارے میں اس طرح ظن ہے۔ اسلئے کہ ہر کوئی نہیں جانتا کہ اس مزکی کا عند اللہ کیا مرتبہ ہے۔ لہذا اللہ کی ذات پر کسی کا تزکیہ نہ کرے۔ جب صاحب حال غلبہ ظن کے ساتھ تزکیہ کا محتاج ہے تو وہ صاحب علم عالم کا بہت ہی محتاج ہے۔ اسلئے کہ وہ (صاحب حال) اپنے مزکی سمیت دونوں ہی صاحب علم کے محتاج ہیں علم ایک روشنی ہے جو خود ظاہر ہے اور حال ایک ملتبس و مشتبہ چیز ہے جو اپنے ضعف کی بنا پر ایسی دلیل کا محتاج ہے جو اسے تقویت دے صاحب حال علم کا طالب ہے۔ اور صاحب علم حال کو طلب نہیں کرے گا۔ کونسا عاقل ہے جو وضوح (وضاحت و روشنی) سے التباس و اشتباہ کی طرف خروج طلب کرے فتوحات ص ۳۱۹ ج ۲ میں ہے فان الکامل كلما علا فى المقام نقص فى الحال بلا شبه کامل جس قدر مقام میں بلند ہوا حال میں کم ہوا فتوحات ص ۴۵۸ ج ۳ میں ہے۔ فان الوارث يجب عليه ستر الحال فان اظهاره موقوف على الامر الالهى الواجب بلا شبه وارث پر ستر حال واجب ہے پس بلاشبہ اس کا اظہار امر الہی واجب پر موقوف ہے۔ یعنی امر و جوبی کے بغیر اظہار نہ کرے ص ۲۷۰ ج ۲ میں ہے۔ فان ظهر من هذا الولی ما يدل على منزلته من ربه بما يعطى من التمکن والتصرف فى العالم وليس برسول فهو رعونة وصاحب نقص پس اگر اس ولی سے کوئی ایسی بات ظاہر ہوئی جو اسکے رب کے ہاں منزلت و مرتبت پر دلالت کرے اس چیز کے سبب کہ اسے عالم میں تمکن و تصرف دیا گیا ہے حالانکہ وہ رسول نہیں تو یہ رعونت ہے اور وہ صاحب نقص ہے۔ حضرت بایزید بسطامی کے بارے فرماتے ہیں سب مقامات جمع کر لینے کے بعد لا مقام تک پہنچ گئے تو آپکو محمدی کہا جائیگا ص ۲۲۳ ج ۱ یعنی شیخ ابوالسعود حضرت شیخ جیلانی سے افضل تھے اور حضرت بایزید بھی قطب اعظم ہیں اور شیخ جیلانی قدس سرہ سے افضل و اعلیٰ تھے نیز فرماتے ہیں فمن الاولیاء من حصل جميع هذه الانواع كابى يزيد و سهل



بن عبداللہ ص ۴۰ ج ۲ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی و حضرت شیخ ابوالسعود کے ذکر کے بعد حضرت شیخ ابوالسعود کے بارے ایک اور مقام میں فرماتے ہیں انی اقطع ان میزانہ بین الشیوخ کان راجحاً ج ۶۲۴ ج ۲ فتوحات۔

## قطبیت عظمیٰ اہل بیت کے ساتھ مختص نہیں

غوث صدیقی سیدنا عبدالوہاب شعرانی اپنے شیخ قطب وقت حضرت علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آپ سے قطبیت کے بارے میں سوال کیا و سالتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن القطبیت هل لہامدة یقیم فیہا صاحبہا من سنة فما دونہا الی ثلثة ایام الی یوم کما قیل فقال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلم انہ لیس للفروع الاماکن للاصول فقد اقام صلی اللہ علیہ وسلم فی القطبیت مدة رسالته وھی ثلث و عشرون سنة علی الاصح واتفقوا علی انہ لیس بعده احد افضل من ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقد اقام فی خلافته عن اللہ ورسولہ سنتین و نحوار بعة اشهر و هو اول الخلفاء الاقطاب واستمرت القطبیت بعده الی ظهور المہدی فهو آخر الخلفاء المحمדיین ثم یتولی بعده قطب وقته و خلیفة اللہ عیسیٰ بن مریم علیہ وعلی نبینا الصلوٰة والسلام فیقیم فی الخلافة اربعین سنة فالحق عدم تقدیر مدة القطبیت بمدة معينة قال وقد بلغنا عن الشیخ ابی النجاء سالم المروزی انہ اقام فی القطبیت دون العشرة ایام وکذا لک الشیخ ابی مدین المغربی فقلت له فهل یختص القطب بکونه لا یكون الا من اهل البيت کما سمعته من بعضهم فقال لا یشرط ذلك ولعل من اشترط ذلك کان شریفا فتعصب لنسبه واللہ اعلم (درر الغواص علی فتویٰ سیدی علی الخواص علی حاشیة الابریز ص ۹۰)



ترجمہ۔ میں نے آپ سے قطبیت کے بارے سوال کیا کہ کیا اس کی کوئی مدت مقرر ہے سال یا سال سے کم تین دن تک یا ایک دن تک جیسا کہ کہا گیا ہے آپ نے فرمایا جان لے کہ بے شک فروع کیلئے نہیں ہے مگر وہ جو اصول کیلئے تھا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مقام قطبیت پر مدت رسالت میں قائم رہے۔ جو کہ تیس سال ہے اصح قول کے مطابق اور اس بات پر سب متفق ہیں کہ آپ کے بعد کوئی بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل نہیں تو حضرت ابوبکر اللہ ورسول کے خلافت میں دو سال اور تقریباً چار ماہ رہے آپ خلفاء اقطاب میں سے اول ہیں آپ کے بعد قطبیت ہمیشہ جاری رہی امام مہدی کے ظہور تک وہ محمدی خلفاء میں سے آخری ہیں۔ پھر آپ کے بعد قطبیت کے والی ہوں گے اپنے وقت کے قطب اور اللہ کے خلیفے عیسیٰ علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام۔ آپ اس خلافت میں چالیس سال قیام فرمائیں گے تو حق یہ ہے کہ قطبیت کیلئے کوئی مدت مقرر اور معین نہیں۔ ہمیں شیخ ابوالنجاء سالم المروزی کے بارے پہنچا ہے کہ آپ دس دن سے بھی کم مقام قطبیت میں رہے۔ اسی طرح شیخ ابی مدین مغربی۔ میں نے حضرت علی الخواص کو عرض کی کہ کیا قطب صرف اہل بیت میں سے ہی ہو سکتا ہے اور اہل بیت کے ساتھ مختص ہے دوسرے لوگوں سے نہیں ہو سکتا جیسا کہ میں نے بعض لوگوں سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ شرط نہیں اور شاید کہ جس نے یہ شرط لگائی ہے وہ سید تھا تو اس نے اپنے نسب کیلئے تعصب کیا واللہ اعلم۔

اس عبارت سے کئی چیزیں واضح ہو گئیں۔

نمبر ۱۔ قطبیت کے لئے کوئی مدت معین و مقرر نہیں کی گئی۔

نمبر ۲۔ نیز جو مقام قطبیت پر قائم کیا جاتا ہے وہ اپنی آخر حیات تک ہی اس منصب پر قائم رہتا ہے جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

نمبر ۳۔ ہر زمانے کا علیحدہ علیحدہ قطب ہوتا ہے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی اپنے وقت کے قطب ہونگے۔



نمبر ۴:- نیز مقام غوثیت عظمیٰ اہل بیت کے ساتھ مختص نہیں۔  
نمبر ۵:- قطیبت ہمیشہ ہمیشہ جاری ہے۔

## رسول پاک سے بلا واسطہ فیض

حضرت شیخ امام احمد ابوالعباس المرسی فرمایا کرتے تھے۔

لی اربعون سنة ما حجت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ولو حجت طرفة عين ما عدت نفسي من جملة المسلمين طبقات الكبرى شعرانی کہ مجھے چالیس سال ہو گئے ہیں کہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان حجاب نہیں کیا گیا اگر آنکھ جھپکنے کی مقدار بھی حجاب کر دیا جائے تو میں اپنے آپ کو مسلمانوں میں سے شمار نہ کروں یہ شیخ ابوالعباس وہ ہیں جن کے بارے۔

## حضرت ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ

فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگو شیخ ابوالعباس کو لازم پکڑو اس کی پاس جنگلی شخص آتا ہے جو اپنی ایڑیوں پر بولکرتا ہے تو واپس نہیں جاتا مگر یہ اسکو اللہ کے ساتھ ملا دیتا ہے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے شیخ کے بارے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا ماضی زمانہ میں میرے شیخ حماد الدباس تھے اور اب میں دو دریاؤں سے پلایا جاتا ہوں بحر نبوت و بحر فتوت یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کو کہا گیا کہ آپ کا شیخ کون ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں شیخ عبدالسلام بن مشیش کی طرف منسوب کیا جاتا تھا اور اب میں کسی کی طرف منسوب نہیں ہوں بلکہ میں دس دریاؤں سے فیض حاصل کرتا ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر، عمر، عثمان، علی، اور جبرائیل، میکائیل، عزرائیل اسرافیل، اور الروح الاکبر۔ الطبقات للشعرانی

## حضرت ابراہیم بن ادھم رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی الجویری رحمۃ اللہ علیہ غوث اعظم سیدنا ابراہیم بن ادھم



قدس سرہ کے بارے میں لکھتے ہیں منہم امیر الامراء و سالک طریق لقا ابواسحاق ابراہیم بن ادہم منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ یگانہ بود اندر طریق خود و اندر عصر خود سید اقران خود بود مرید حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بود کشف المجحوب ص ۷۴ یعنی حضرت ابراہیم بن ادہم یکتائے روزگار اور اپنے عصر کے قطب اعظم اور براہ راست سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرید تھے۔

### حضرت ابراہیم المبتولی

علامہ نبھانی افضل الصلوٰۃ ص ۱۰۲ پر لکھتے ہیں سیدی ابراہیم المبتولی ہو شیخ الوارث المحمدی الشیخ علی الخواص شیخ سیدی عبدالوہاب الشعرانی وقد ترجمہ فی طبقات الاولیاء بترجمة حافلة قال فی اولها کان من اصحاب الدوائر الكبرى فی الولاية ولم یکن له شیخ الارسل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان یقول وعزة ربی مار ایت فی الاولیاء اکبر فتوة من سیدی احمد البدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولذلك اخی بینی و بینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولو کان هناك من هو اکبر فتوة منه لاخی بینی و بینہ سیدی ابراہیم المبتولی سیدی عبدالوہاب الشعرانی کے شیخ الوارث المحمدی علی الخواص کے شیخ تھے۔ طبقات الاولیاء میں امام شعرانی نے آپ کے حالات بیان فرمائے ہیں جن کی ابتداء میں فرمایا کہ آپ (ابراہیم المبتولی) ولایت میں اصحاب دوائر کبریٰ میں سے تھے اور آپکا کوئی شیخ نہ تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ فرمایا کرتے تھے مجھے اپنے رب کی قسم ہے میں نے اولیاء میں میدان فتوة کے اندر سیدی احمد البدوی سے بڑا کوئی نہیں دیکھا۔ اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور اس کے درمیان مواخاة قائم فرمائی۔ اگر یہاں فتوة میں اس سے بڑا کوئی اور ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور اس کے درمیان مواخاة قائم فرماتے۔



## شیخ اکبر ابن عربی

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قادری فتوحات مکیہ ص ۷۷ ج ۴ پر رقمطراز ہیں وعاشرت من الرسل محمداً صلی اللہ علیہ وسلم و ابراهیم و موسی و عیسی و داوود و مابقی فرویة لا صحبة میں نے رسولوں میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابراهیم موسیٰ عیسیٰ ہود داؤد علیہم السلام کے ساتھ باقاعدہ معاشرت کی باقی انبیاء کرام کی رویت ہوئی نہ کہ صحبت فتوحات کے ص ۵۷۲ ج ۲ پر تحریر کرتے ہیں۔ مجھے ایک شخص امام وقت ملے اور فرمایا لا تنتم الا للہ فلیس لا حد ممن لقیته علیک ید مما انت فیہ بل اللہ تولاک بعنایتہ (الی) ولا تنتسب الیہم وانتسب الی ربک (الی) وکان حال ہذا الامام مثل حالی سواء لم یکن لاحد ممن لقیہ علیہ ید فی طریق اللہ الا للہ سوائے اللہ کے کسی کی طرف اپنی نسبت نہ کر اس لئے کہ تو اللہ کی جس نعمت میں ہے۔ اس میں تیرے ملنے والوں میں سے کسی کا تجھ پر احسان نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت خاص سے تیری تولیت فرمائی ہے۔ اپنی نسبت انکی طرف نہ کر اپنے رب کی طرف کر۔ (تا) اور اس امام کا حال میرے جیسا تھا اسے ملنے والوں میں سے کسی کا بھی طریق خدا میں اس پر کوئی احسان نہ تھا ماسوائے اللہ تعالیٰ کے۔

## شیخ محقق کا فیصلہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح فتوح الغیب ص ۱۰۴ پر لکھتے ہیں۔  
و بعضے از مجذوبان و محبوبان باشند کہ در ابتدائے حال نیز اگرچہ در صحبت مشائخ و اہل تربیت باشند اما در حقیقت تربیت و ترقیت ایشاں از جائے دیگر باشد چنانچہ حال شریف وے رضی اللہ تعالیٰ عنہ بود کہ فرمود

انا ما ربانی رسول اللہ ولیس لا حد علی منة بعد اللہ ورسولہ و  
شیخ ابن عطاء اللہ اسکندری از شیخ مکین الدین اسمر نقل



کرده کہ گفت انا ما ربانی الارسول اللہ علیہ السلام و از شیخ عبدالرحیم فتاویٰ آورده کہ گفت انا لا امنة لا حد علی الارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (الی) و بہر تقدیر وظیفہ بعد از وصول نفی غیر و قطع از ماسوائے حق است اور مجذوبوں و محبوبوں سے بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ابتداء حال میں اگرچہ مشائخ و اہل تربیت کی صحبت میں ہوتے ہیں مگر درحقیقت انکی تربیت و ترقی کسی دوسرے مقام سے ہوتی ہے جیسا کہ آپ کا حال تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ آپ فرماتے ہیں میں وہ ہوں جسکی تربیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے اور اللہ اور رسول اللہ کے بعد کسی کا مجھ پر احسان نہیں اور شیخ ابن عطاء اللہ اسکندری شیخ مکین الدین اسمر سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میری کسی اور نے تربیت نہیں کی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور شیخ عبدالرحیم فتاویٰ کے بارے ذکر کیا کہ آپ نے فرمایا میرے اوپر کسی کا احسان نہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا (تا) اور بہر تقدیر وظیفہ بعد از وصول غیر کی نفی اور ماسوائے حق سے منقطع ہونا ہے یعنی بہر صورت بعد از وصل ہر واصل کیلئے نفی غیر و عدم و ساطت لازمی و لابدی ہے اسی کا نام وصل ہے ورنہ وصل کیسا

## حضرت سیدنا محبوب الہی نظام الدین اولیاء قدس سرہ

کی شان میں حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اے	شربت	عاشقی	بجامت
وزدوست	زماں	زماں	پیامت
در سیر	وصال	ہر	دو عالم
داخل	بمسافت		دو گامت
شد	سلک	فرید	از تو منظوم
زانست	کہ	شد	لقب نظامت
در گاہ	تو	قبلہ	ملائک
پراں	چوں	کبوتر اں	بیامت



نیز لکھتے ہیں۔

اے خاصہ قرب لی مع اللہ

سرخیل مقربان درگاہ۔

بعض دیگر عظیم المرتبت مشائخ کرام کے کلمات والہ برعلو

فقیر یہاں مزید وضاحت کیلئے ذکر کرتا ہے ان میں سے بعض حضرات نے  
صراحتاً حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی پر اپنی افضلیت بیان کی ہے تو ان اقوال سے بھی  
واضح ہوتا ہے کہ حضرت شیخ اپنے زمانہ قطبیت میں ہم عصر حضرات سے  
افضل تھے۔ آپ کے ہم عصر حضرات سے بھی بعض شیخ سے فضیلت  
حاصل کر گئے جیسے کہ پہلے بھی ثابت ہو چکا ہے۔

حضرت سیدی ابراہیم الدسوقی فرماتے ہیں

شیخ عبدالقادر میرے پیچھے تھے

سیدی عارف ربانی حضرت امام عبدالوہاب شعرانی نے طبقات کبری ص ۱۵۸  
ج ۱ میں شیخ المشائخ عارف باللہ سیدی ابراہیم الدسوقی کا ذکر فرمایا آپ کے ملفوظات کے  
ذکر سے پہلے ملخصاً وہ کلمات مبارکہ بھی ملاحظہ فرمائیے جن سے حضرت امام شعرانی نے  
حضرت شیخ دسوقی کی تعریف کی ہے۔

ومنہم الشیخ العارف باللہ تعالیٰ سیدی ابراہیم الدسوقی  
القرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہو من اجلاء مشائخ الفقراء  
اصحاب الخرق وکان من صدور المقربین وکان صاحب  
کرامات ظاهرة و مقامات فاخره له المعراج الاعلیٰ فی  
المعارف و المنہاج الاسنی فی الحقائق و الطور الارفع فی  
المعالی و القدم الزاسخ فی احوال النہایة و الید البیضاء فی علوم  
الموارد و الباع الطویل فی التصریف النافذ و هو احد من اظہرہ



اللہ تعالیٰ الی الوجود و ابرزہ رحمة للخلق و اوقع له القبول التام عند الخاص والعام صرفہ فی العالم و ممکنہ فی احکام الولاية و قلب له الاعیان و خرق له العادات و انطقہ بالمغیبات و اظہر علی یدہ العجائب و صومہ فی المہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

- حضرت شیخ الدسوقی فرماتے ہیں۔

انا موسیٰ علیہ السلام فی مناجاتہ انا علی فی حملاتہ انا کل ولی فی الارض خلعتہ بییدی البس منهم من شئت ان فی السماء شہدت ربی و علی الكرسي خاطبتہ انا بییدی ابواب النار غلقتها و بییدی جنة الفردوس فتحتها من زارنی اسکننتہ جنت الفردوس و اعلم یا ولدی ان اولیاء اللہ تعالیٰ الذین لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون متصلون باللہ و ما کان ولی متصل باللہ تعالیٰ الا وہو یناجی ربہ کما کان موسیٰ علیہ السلام یناجی ربہ و ما من ولی الا و یحمل علی الکفار کما کان علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یحمل و کنت انا و اولیاء اللہ اشیا خافی الازل بین یدی قديم الازل و بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل خلقنی من نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و امرنی ان اخلع علی جمیع الاولیاء فخلعت علیہم بییدی و قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابرہیم انت نقیب علیہم فکنت انا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اخی عبدالقادر خلفی و ابن رفاعی خلف عبدالقادر ثم التفت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قال لی یا ابرہیم سر الی مالک فقل له یغلق النیران و سر الی رضوان و قل له یفتح الجنان ففعل مالک ما امر بہ و رضوان ما امر بہ



میں اپنی مناجات میں موسیٰ علیہ السلام ہوں اور اپنے حملوں میں علی ہوں تمام روئے زمین کے ہر ولی کو میں اپنے ہاتھ سے خلعت دیتا ہوں جسے چاہوں پہناؤں۔ میں نے آسمان میں اپنے رب کا مشاہدہ کیا اور کرسی پر اس سے خطاب کیا۔ میں نے اپنے ہاتھوں ابواب نار کو بند کیا اور ابواب جنت کو کھول دیا جس نے میری زیارت کی اسے میں جنت الفردوس میں ٹھہراؤنگا اور اے میرے بیٹے جان لے بلاشبہ اولیاء اللہ جن پر کوئی خوف نہیں اور نہ ہی وہ غمگین ہونگے اللہ کے ساتھ متصل ہوتے ہیں اور جو بھی متصل باللہ ولی ہے، وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے مناجات کرتے تھے اور کوئی ولی نہیں مگر وہ کفار پر حملہ کرتا ہے جیسے حضرت علی حملہ کرتے تھے میں اور اولیاء اللہ ازل میں ہی مشائخ تھے قدیم ازل کے سامنے اللہ تعالیٰ نے مجھے نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا فرمایا اور مجھے حکم دیا کہ تمام اولیاء کو خلعت دوں تو میں نے انہیں اپنے ہاتھ سے خلعت پہنائی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابراہیم تو ان پر نقیب ہے تو میں تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے بھائی عبدالقادر میرے پیچھے تھے اور ابن رفاعی عبدالقادر کے پیچھے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابراہیم مالک کی طرف جا اور اسے کہہ دے کہ جہنم کو بند کر دے اور رضوان کی طرف جا کر اسے کہہ دے کہ جنت کو کھول دے تو مالک نے وہ کچھ کیا جس کا امر دیا گیا اور رضوان نے وہ کچھ کیا جس کا امر دیا گیا۔

حضرت امام شعرانی فرماتے ہیں۔

هذا الكلام من مقام الاستطالة تعطى الرتبة صاحبها ان ينطق  
بما ينطق وقد سبقه الى نحو ذلك الشيخ عبدالقادر الجيلي  
رضي الله تعالى عنه

یہ کلام مقام استطالتہ سے ہے اس کے صاحب کو یہ رتبہ دیا جاتا ہے کہ جو چاہے بولے اور آپ سے پہلے ایسے ہی مقام پر شیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے ہیں۔  
آپ کی ایک نظم میں ہے۔



سقانی محبوبی بکاس المحبة فتهدت عن العشاق سکر  
ابخلوتی

ولاح لنا نور الجلالة لواضا لصم الجبال الراسيات لدکت  
وکنت انا الساقی لمن کان حاضرا اطوف عليهم کره بعد  
کره

وناد منی سرا بيسر و حکمة وان رسول الله ﷺ شیخی  
وقدوتی

وعاهدنی عهدا حفظت بعهدہ وعشت وثيقا صادقا بمحبتي  
و حکمنی فی سائر الارض کلها وفي الجن والاشباح  
والمردية

وفي ارض الصين والشرق کلها لاقصی بلاد الله صحت  
ولايتی

انا الحرف لا اقرء لكل مناظر وكل الوری من امر ربی  
رعيتی

وكم عالم قد جاءنا وهو منکر فصار بفضل الله من اهل  
خرقتی

وما قلت هذا القول فخرا وانما اتی الاذن کی لا یجهلون  
طريقتی

ایک اور نظم کے چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

انا ذلک القطب المبارک امره فان مدار الكل من حول ذروتی  
انا شمس اشراق العقول ولم اقل ولا غبت الا عن قلوب عمیة  
وبی قامت الانباء فی کل امة بمختلف الاراء والکل امتی  
ولا جامع الاولی فیہ منبر وفي حضرة المختار فزت  
بیغيتی



نعم نشاتی فی الحب من قبل آدم وسری فی الاکوان من قبل  
نشاتی

انا کنت فی العلیا مع نور احمد علی الدرۃ البیضاء فی  
خلویتی

انا کنت فی رؤیا الذبیح فدائه بلطف عنایات و عین حقیقة  
انا القطب شیخ الوقت فی کل حالة انا العبد ابراهیم شیخ  
الطریقة

الطبقات الکبری جزء ثانی میں حضرت شیخ ابراہیم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ  
وکان یقول لکل زمان واحد لا مثل له فی علمه و حکمه من اهل  
زمانه ولا ممن هو فی زمان سابق علی زمانه لانه سبقه زمان  
آخر ولسان هذا الواحد یقول لتلامذته کنتم خیر امة  
اخرجت للناس لانهم اخذوا عن امام لم یقدمه مثله ولم یعاصره  
نظیر وان للما موم حکم امامه فان قال لهم ذلک بلسانه فذلک  
منه حق وصدق آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہر زمانہ میں ایک ایسا ہوتا ہے کہ اہل  
زمانہ میں سے کوئی علم و حکم میں اسکا مماثل نہیں ہوتا اور نہ سابق زمانہ میں کہ سابق  
زمانہ اور تھا اور اس واحد کی لسان اپنے تلامذہ کو کہتی ہے ”کنتم خیر امة  
اخرجت للناس“ اسلئے کہ انہوں نے ایسے امام سے اخذ فیض کیا ہے کہ جس کا  
مثل نہ اس سے قبل ہوا نہ اسکے عصر میں اسکی نظیر ہے اور ماموم کیلئے وہی حکم ہے جو  
امام کا ہے تو اگر یہی بات اپنی زبان سے انہیں کہہ دے تو یہ حق و صدق ہے۔ یعنی ہر  
زمانہ کا قطب بے مثل و بے مثال ہوتا ہے وہ ایسی بات کہہ سکتا ہے اور اسکی بات حق  
و صدق بھی ہے مگر ایسی باتوں سے اسکا فرد وقت ہونا ہی مفہوم ہوتا ہے۔ نہ کہ جمیع  
متقدمین و متاخرین ہر عصر پر افضلیت

سیدی محمد وفا سیدی علی وفا

الطبقات الکبری جزء ثانی میں امام شعرانی فرماتے ہیں۔



منہم عارف باللہ سید محمد وفارضی اللہ تعالیٰ عنہ کان من اکابر العارفين واخبر ولده سیدی علی وفارضی اللہ تعالیٰ عنہ انه خاتم الاولیا صاحب الرتبة العلیة قال سیدی ووالدی صاحب الختم الاعظم فالشاذلی وجميع الاولیاء من جنود مملکتہ فهو یحکم ولا یحکم علیہ من سائر الدوائر فلا یقال لنا لم لا تقرؤن حزب الشاذلی لانکم من اتباعہم فافہم سیدی ووالدی صاحب ختم اعظم ہیں تمام اولیاء آپکی مملکت کے سپاہی ہیں تو تمام ادوار میں آپ حاکم ہیں اور آپ پر حکم نہیں کیا جاتا تو ہمیں نہیں کہا جاسکتا کہ تم حزب شاذلی کیوں نہیں پڑھتے کہ تم تو ان کے اتباع سے ہو۔ پس سمجھ لو۔

امام شعرانی تبصرہ فرماتے ہیں

قلت قد ادعی مقام الختمیة جماعة من الصادقین فی الاحوال والذی یظہر ان لكل زمان ختما بقرینة قوله فیما سبق لكل ولی خضر واللہ اعلم

امام شعرانی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں مقام ختمیت کا صادقین فی الاحوال کی ایک جماعت نے دعویٰ کیا ہے اور جو ظاہر ہے یہ ہے کہ ہر زمانہ کا ایک ختم ہوتا ہے اسپر آپکا سابق قول قرینہ ہے کہ ہر ولی کا ایک خضر ہے واللہ اعلم۔

## سیدی ابوالحسن الشاذلی وسیدی شمس الدین الحنفی

اب آپ سیدی ابوالحسن الشاذلی و سیدی شمس الدین محمد الحنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ امام شعرانی کے الفاظ میں سنئے

منہم الشیخ ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ الطائفة الشاذلیة وكان کبیر المقدر عالی المنار (الے ان قال) بانہ قطب الزمان والحامل فی وقته لواء اهل الصیاف حجة الصوفیة علم المهتدین زین العارفين استاذ الاکابر زمزم الاسرار و معدن الانوار القطب الغوث الجامع ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ



تعالیٰ عنہ وکان الشیخ تقی الدین بن دقیق العید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول ما رأیت اعرف باللہ من الشیخ ابی الحسن الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومنہم سیدنا و مولانا شمس الدین محمد الحنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکان رضی اللہ عنہ من اجلاء مشائخ مصر و سادات العارفين صاحب الکرامات الظاہرة والافعال الفاخرة والاحوال الخارقة والمقامات السنية والهمم العلیة صاحب الفتح المولق و الکف المخرق (الی ان قال) کان له الباع الطویل فی التصریف النافذ والید البیضاء فی احکام الولاية والقدم ال راسخ فی درجات النہایة (الی ان قال) وهو احد من اظهره اللہ تعالیٰ الی الوجود و صرفه فی ال کون و مکنه فی الاحوال وانطقه بالمغیبات و خرق له العوائد و قلب له الاعیان و اظهر علی یدیه العجائب (الی ان قال)

وکان یقول الشیخ ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیظهر بمصر رجل یعرف بشمس الدین الحنفی یكون فاتحا لهذا البيت ویشتہر فی زمانه ویكون له شان عظیم ویقول الحنفی خامس - خلیفة من بعدی وکان یقول الشیخ شمس الدین محمد الحنفی وجدت مقام سیدی ابی الحسن الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلی من مقام سیدی عبدالقادر کیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ذکر یوما عنده سیدی عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال لو حضر عندنا عبدالقادر هنا لکان تادب معنا

شیخ ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے عنقریب مصر میں ایک مرد ظاہر ہو گا جو شمس الدین الحنفی کے نام سے معروف ہو گا اور وہ اس بیت کا فاتح ہو گا اپنے زمانہ میں مشہور ہو گا اور اسکی عظیم شان ہو گی اور فرماتے حنفی میرے بعد



پانچواں خلیفہ ہو گا اور شیخ ٹمس الدین محمد الحنفی فرمایا کرتے تھے میں نے سیدی ابوالحسن الشاذلی کا مقام سیدی عبدالقادر اکیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اعلیٰ پایا ہے۔ ایک دن آپ کے پاس سیدی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا اگر عبدالقادر یہاں ہمارے پاس حاضر ہوتے تو ہمارا ادب کرتے۔

كان يقول الشيخ رضى الله تعالى عنه اقام في درجة القطبانية ستة واربعين سنة وثلاثة اشهر و اياما و هو القطب الغوث الفرد الجامع هذه المدة

شیخ اسماعیل فرمایا کرتے تھے کہ شیخ ٹمس الدین الحنفی ۳۶ سال ۳ ماہ کچھ دن مقام قطیبت میں رہے اور اس مدت میں آپ ہی قطب غوث و فرد جامع تھے۔

ناظرین حضرت شیخ دسوقی کی درج ذیل عبارات پر خصوصی غور فرمائیں۔

نمبر ۱:- تمام اولیاء کی خلعت میرے ہاتھ میں ہے جسے چاہوں پہنادوں یہ حکم مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔

نمبر ۲:- میں ان پر نقیب ہوں۔

نمبر ۳:- شیخ عبدالقادر مرتبہ میں مجھ سے پیچھے ہیں۔

نمبر ۴:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے شیخ ہیں۔

نمبر ۵:- حضور علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمام روئے زمین کا حاکم بنا دیا۔

نمبر ۶:- کل مخلوق میرے رب کے امر سے میری رعیت ہے۔

نمبر ۷:- میں نے یہ بات فخر سے نہیں حکم سے کہی ہے۔

نمبر ۸:- سب میری امت ہیں اور تمام کا دارومدار مجھ پر ہے میں قطب شیخ وقت ہوں ہر حالت میں۔

ہاں تو کیا یہاں بھی وقت سے تمام ازمہ مراد ہونگے؟ کہ مطلق ہے اور کوئی ناسخ نہیں۔

نیز اقوال مذکورہ بحکم الہی کہے گئے ہیں۔ اور حضرت شیخ دسوقی حضرت شیخ جیلانی سے

متاخر ہیں۔ لہذا ان کے بحکم الہی صادر شدہ اقوال اقوال متقدمہ کے ناسخ ہونگے۔ نیز

سیدی شیخ محمد وفا کے متعلق سیدی علی کا بیان ہے کہ ”سیدی و والدی



صاحب الختم الاعظم والشاذلی و جمیع الاولیاء من جنود مملکتہ فہو یحکم ولا یحکم علیہ فی سائر الدوائر“

”یعنی تمام اولیاء ان کی حکومت کے سپاہی ہں تمام ادوار میں انکا حکم نافذ ہے لیکن ان پر حکم نہیں کیا جاسکتا“ قابل توجہ ہے یہاں تو ختمیت عظمیٰ کا دعویٰ بھی ہے نیز حضرت شیخ شمس الدین الحنفی کا ارشاد کہ ” شیخ ابوالحسن الشاذلی کا درجہ شیخ عبدالقادر جیلانی سے اعلیٰ ہے نیز اگر شیخ عبدالقادر ہمارے پاس حاضر ہوتا تو ہمارا ادب کرتا۔ قابل غور ہے۔ ان اقوال سے واضح ہے کہ متقدمین میں سے کم از کم کسی کا بھی یہ خیال نہیں تھا کہ شیخ عبدالقادر جمیع اولیاء ہر عصر سے افضل تھے ورنہ یہ اولیاء عظام و اکابرین امت ایسی باتیں نہ کرتے اور نہ ہی امام شعرانی یہ سب اقوال یوں بلا تردید نقل فرماتے بلکہ آپ تو فرماتے ہیں۔ ” قدادعی مقام الختمیۃ جماعۃ من الصادقین فی الاحوال والذی یظہر ان لکل زمان ختما بقریۃ قولہ فیما سبق ان لکل ولی خضر واللہ اعلم

## ارشادات غوث زمان سیدنا خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی

مناقب المہبوبین ملفوظات حضور خواجہ خواجگان قطب زمان شہباز چشت حضرت خواجہ سیدنا شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ میں مذکور ہے کہ ایک شخص بیعت کیلئے حضرت صاحب کی خدمت میں آیا اور عرض کی مجھے سلسلہ قادریہ میں بیعت کر لیں آپ نے فرمایا سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہو جاؤ اس نے بار بار یہی عرض کیا کہ آپ مجھے سلسلہ قادریہ میں بیعت کر لیں آخر جب دیکھا کہ اس کے خیال میں چشتیہ سلسلہ قادریہ سلسلہ سے کم تر ہے تو فرمایا کہ تو اسلئے سلسلہ قادریہ میں بیعت کرنا چاہتا ہے کہ اس سلسلہ میں محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں کہنے لگا ہاں آپ نے مسکرا کر فرمایا سلسلہ چشتیہ میں محبوب سبحانی کی طرح کے، بے شمار محبوب ہیں آخر اسے سلسلہ چشتیہ میں بیعت کر لیا۔ مناقب المہبوبین ص ۱۸۰

مناقب المہبوبین ص ۱۹۴ میں ہے مولانا دیدار بخش پاکتینی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت غوث زمان (سیدنا شاہ سلیمان) سے سنا ہے فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ نے مجھے ”



قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی للہ ”میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے“ کا مقام دیا ہوا ہے۔

مولانا شرف الدین اہروی نے جو حضرت صاحب کے خلفاء میں سے تھے ایک دن عرض کیا کہ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا ”واعلامی علی راس الجبال“ (ترجمہ اور میرا جھنڈا پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہے) تو آپ نے فرمایا ہاں حق تعالیٰ نے مجھے بھی یہ رتبہ دیا ہے میں بھی کہتا ہوں ”واعلامی علی راس الجبال“ مناقب المحبوبین ص ۱۹۳ ص ۱۹۵۔

### قطب وقت حضرت کریم خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت کریم تونسوی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کے بارے میں یہی فرماتے ہیں کہ آپ کے وقت کے ساتھ مخصوص ہے جمع متقدمین و متاخرین ہمہ اعصار مراد نہیں۔ بروایت مہر منیر آپ نے فرمایا ہم تو اپنے پیران عظام پر کسی کو فضیلت نہیں دیتے اور اس قول کو بچگانہ قرار دیا۔ مہر منیر ص ۳۰۵

### حضرت خواجہ سدید الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ غلام حسین دیپالپوری نے حضرت خواجہ سدید الدین تونسوی سے قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کے متعلق سوال کیا تو حضرت تونسوی نے فرمایا ”ہو مخصوص بزمانہ لافی کل زمان“ کوئی قادری دم نہیں مار سکتا ہمارے سامنے اس زمانے میں۔

### حضرت خواجہ غلام زکریا تونسوی قدس سرہ

حضرت خواجہ غلام زکریا تونسوی رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی فرماتے تھے۔ بروایت مولانا احمد یار چشتی سیالوی۔

### حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس قول کو آپ کے وقت کے ساتھ



مقید فرماتے تھے۔ اور جمع ازمہ کے قائل لوگوں کو جاہل و متعصب قرار دیتے تھے۔۔

## شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہ

مرآت العاشقین ص ۲۹۳ ملفوظات حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی بعد ازاں سید عرب شاہ نے عرض کیا کہ سلسلہ قادریہ دوسرے سلسلوں پر افضلیت رکھتا ہے اس لئے کہ حضرت غوث الاعظم محبوبیت کے درجے پر پہنچے ہیں۔ فرمایا ”اگرچہ تمام سلسلوں کے مشاغل جدا جدا ہیں لیکن مقصود ایک ہی ہے اور وہ معرفت الہی ہے پھر فرمایا تمام اولیاء اللہ نے اپنی استعداد کے مطابق مقام محبوبیت حاصل کیا ہے۔ پھر یہ شعر پڑھا۔  
تو مگو اندر جہاں یک بازیدے بود و بس ہر کہ واصل شد بجاناں بازیدے دیگر است  
بعد ازاں فرمایا کہ حضرت غوث الاعظم چار دن مقام محبوبیت میں رہے اور خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی سترہ دن محبوبیت کے مقام میں رہے۔

مرآت العاشقین ص ۱۵۳ فرمایا خواجہ تونسوی کی زیات سے پہلے میرے دل میں خیال آتا تھا کہ بزرگان سلف مثلاً حضرت غوث الاعظم و شیخ بہاؤ الدین وغیرہ ولایت میں کمال درجے کو پہنچے ہیں۔ جب میں بیعت سے مشرف ہوا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ شاید متقدمین بھی اس مرتبے کو نہ پہنچے ہوں جو خواجہ تونسوی کو ملا ہے بعد ازاں فرمایا حضرت خواجہ تونسوی کی خدمت میں کبھی کبھی خضر علیہ السلام آیا کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ میں خواجہ صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ ایک شخص سفید ریش اور پریشان حال شخص اپنی پیٹھ پر کوئی چیز باندھے خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کی تعظیم کی جب وہ آدمی چلا گیا تو آپ نے دوستوں کو بتایا کہ یہ آدمی خضر تھا پھر فرمایا سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء کی خدمت میں بھی اکثر خضر علیہ السلام آتے تھے چنانچہ ایک دن وہ مجلس میں تشریف لائے اور ایک صاحب وجد صوفی کی پیٹھ پر سے خس و خاشاک جھاڑتے رہے۔ جو حالت وجد میں لگ گئے تھے مرآت العاشقین ص ۱۵۳

## ارشادات حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۷۶ء-۹-۳۰ کو فقیر بمعیت صوفی برکت علی سیالوی حضرت شیخ الاسلام کی



خدمت بابرکت میں حاضر ہوا حضرت اسوقت دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف میں تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کے بارے عرض کی تو آپ نے اپنے ارشادات قلمبند کرائے اور پھر ملاحظہ فرما کر دستخط بھی ثبت فرمائے۔

”ہر زمانے میں ایک غوث الاعظم ہوتا ہے جس کا قدم اس زمانے کے سب اولیاء پر ہوتا ہے۔“

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قدم بھی ہر زمانے کے تمام اولیاء پر نہیں استثناء تو کرنا پڑیگا جیسے حضرت شیخ کے مشائخ کرام آپ نے قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی للہ مقام فنا میں فرمایا ہے جیسے درخت سے آواز آئی انی انا اللہ اور حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا سبحانی ما اعظم شانہ آپ کے دستخط کے الفاظ یہ ہیں۔

هذا ما عند تراب نعال الاولیاء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم  
اجمعین واللہ ورسولہ اعلم

محمد قمر الدین السیالوی غفرلہ

اسکے بعد فقیر نے حضرت سے مزید کچھ سوالات کئے جن کے آپ نے جوابات عنایت فرمائے وہ سوالات و جوابات انہیں الفاظ کے ساتھ ضبط تحریر میں لائے گئے جو ہدیہ ناظرین ہیں۔

سوال ۱:- ہمارے مشائخ چشت میں سے بھی کوئی غوث اعظم کے مقام پر فائز ہے۔

جواب:- میرے نزدیک تمام مشائخ چشت غوث اعظم کے مقام پر فائز ہیں۔

سوال ۲:- کیا کوئی آدمی مامور من اللہ ہو سکتا ہے۔

جواب:- نہیں امر نہیں کہنا چاہئے ملہم ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے سے ثابت شدہ شئی کے متعلق اسکے دل میں القاء کیا جائے کہ کرے یا نہ کرے کوئی نیا امر ثابت نہیں ہو سکتا تشریح تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے۔

سوال ۳:- حضرت مجدد فرماتے ہیں صحو بغیر آمیزش سکر کے نہیں ہوتا۔



جواب:- یہ اولیاء کا صحو ہے خواص کا صحو۔

سوال ۴:- اولیاء اللہ کے لئے اپنے کمالات کا اظہار بہتر ہے یا ستر۔

جواب:- اخفاء ضروری ہے۔

سوال ۵:- قرآن کریم میں ہے ” اما بنعمة ربك فحدث جواب:- تحدیث

نعمت سے یہ مراد نہیں کہ اپنے کمالات بیان کرتے پھر تحدیث نعمت سے یہ مراد ہے اگر اللہ نے تمہیں مال دیا ہے تو اچھے کپڑے پہنو۔ علم دیا ہے تو عمل کرو دوسروں کو سکھاؤ۔

سوال ۶:- حضور علیہ السلام فرماتے ہیں انا سید ولد آدم ولا فخر

جواب:- ہاں بے شک انبیاء کا حکم بخلاف اولیاء کے ہے انبیاء کے لئے اظہار ضروری

ہے کہ ان حضرات نے تشریح کرنی ہوتی ہے اور پہلے ثابت شدہ احکام کو منسوخ کرنا ہوتا ہے نیز انکا کہنا بحکم خداوندی ہوتا ہے ما یینطق عن الہوی ان ہو الا

وحی یوحی

سوال ۷:- اولیاء نے بعض وقتوں میں اظہار فرمایا ہے۔

جواب:- یہ احیاناً بضرورت و مجبوری ہو سکتا ہے۔

سوال ۸:- الدرر والجواہر میں امام شعرانی نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ نے اس قول سے

رجوع فرمایا زمین پر رخسار رکھ کر استغفار کی تھی۔

جواب:- ہاں جب مقام فنا سے گزر گئے تو رجوع فرمایا۔

سوال:- کہتے ہیں کہ حضرت غریب نواز علیہ الرحمۃ نے بل علی راسی و عینی

کہا۔

جواب:- میں اسکا جواب دے چکا ہوں کہ جب یہ قول مقام فنا فی الرسول میں

صادر ہوا تو اولیاء کا جھکنا حضور علیہ السلام کے سامنے تھا جیسے درخت سے

انی انا اللہ کی آواز۔

انتھی کلام قمر الاسلام

میں کہتا ہوں کہ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس قول سے آپکی افضلیت



ثابت نہیں ہوتی اسلئے کہ ضروری نہیں کہ متجلی علیہ متجلی لہ سے افضل ہو بلکہ متجلی لہ افضل ہو سکتا ہے۔

جیسے درخت اور موسیٰ علیہ السلام۔

## مرآت العاشقین ص ۲۹۷

حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ نے فرمایا اعلیٰ حضرت سیالوی خواجہ شمس الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وقت کے غوث اعظم تھے۔

حاشیہ (۱)

یعنی وہ اس دور کا والی (حاکم) ہوتا ہے اور دوسرے اولیاء اس کے زیر حکم و تصرف ہوتے ہیں البتہ افراد دائرہ قطب سے خارج ہوتے ہیں نیز ممکن ہے کہ وہاں کوئی دوسرا

اس سے بھی افضل موجود ہو مگر کسی مصلحت کی وجہ سے والی اسکو مقرر کر دیا گیا ہو۔ نیز حضرت شیخ کے ہم عصر اگر آپ کے زیر قدم تھے تو آپ بھی ان اقطاب کے زیر قدم تھے جو آپ سے قبل مقام قطیست پر فائز ہوئے اور آپ نے ان کا زمانہ پایا۔ اگر کہا جائے کہ آپ افراد میں سے تھے اور آنے والے وقت کے قطب بھی لہذا آپ زیر قدمی سے خارج تھے تو یہی جواب آپ کے ہم عصر افراد و ادوار آئندہ کے اقطاب کیلئے کافی ہوگا صدور قول قدمی ہذہ چونکہ مقام فنا میں تھا لہذا اس وقت میں موجود لوگوں کا سر جھکانا کسی اور کیلئے تھا اور آپکا معاملہ شجر موسیٰ کا تھا۔

من المؤلف غفرلہ



## ارشادات قطب وقت شیخ الاولیاء حضرت میاں

علی محمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشین بسی شریف مزار پر انوار آستانہ عالیہ فریدیہ پاک پتن شریف فقیر راقم الحروف نے حضرت شیخ الاولیاء قدس سرہ سے حضرت شیخ جیلی قدس سرہ کے اس قول کے بارے سوال کیا تو آپ نے فرمایا

”ہمارے مشائخ کرام چشت اہل بہشت کسی سے کم نہیں بلکہ بڑھ کر ہیں۔“

حضرت محبوب الہی قدس سرہ کا مقام تو بہت ہی بلند ہے

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر قدس سرہ آپکو امام قرار دیتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے اس قول کو حضرت شیخ شهاب الدین سرودی علیہ الرحمۃ نے از قبیل سکر قرار دیا ہے۔

## ارشادات حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ خواجہ محمد فخر الدین

چشتی نظامی پاکپتنی قدس سرہ

”حضرت کا یہ قول حالت سکر میں صادر ہوا اور آپ اس زمانہ میں دیگر اولیاء سے افضل تھے نہ کہ تمام متقدمین و متاخرین اولیاء سے“ روایت حضرت مولانا محمد اکبر فخری بلوچ اور جناب صوفی چراغ الدین صاحب فخری

سلطان الاولیاء و المشائخ سیدنا حضرت خواجہ نظام الدین

اولیاء محبوب الہی

سلطان الاولیاء و المشائخ حضرت محبوب الہی شہنشاہ بحرور زہد الانبیاء حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کے متعلق اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے

پیر ما پیر است مولانا فرید

ہمچو اودر خلق مولانا فرید



کہ ہمارے پیر حضرت مولانا فرید ہیں کہ آپ جیسا اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں پیدا نہیں فرمایا۔ سبع سنابل شریف ص ۵۷ اسی کتاب کے ص ۶۱ میں ہے کہ حضرت خضر حضرت محبوب الہی کی محفل سماع میں آتے اور لوگوں کی نعلین کی حفاظت کرتے اور بارہا حضرت محبوب الہی یہ شعر پڑھا کرتے

از کاسہ رباب مرا نعمتے رسید

شد آفتاب ہر کہ از وزرہ چشید

یعنی کاسہ رباب سے مجھے بہت بڑی نعمت ملی جس نے اس سے ایک ذرہ چکھا آفتاب ہو گیا۔

## ارشادات قطب الاولیاء حضرت خواجہ غلام فرید

مقابیس المجالس ص ۲۷۸ ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمہ میں ہے حضرت غوث پاک کے اس قول کے بارے میں فرمایا کہ سب اولیاء هم عصر و ہم زمان حضرت کے زیر قدم ہو کر سرفراز ہوئے سوائے اولیائے مقدم (یعنی پہلے زمانے کے) اور اولیائے متاخر اور مبتدیاں اور سالکان کے جو ابھی انتہائے سلوک کو نہیں پہنچے تھے کیونکہ یہ لوگ اس حکم سے خارج ہیں اسوجہ سے کہ یہ حکم خاص ان منتہیوں کے لئے ہے جو آپ کے ہم عصر تھے خواہ مرتبہ میں حضرت شیخ کے برابر یا مساوی تھے یا مرتبہ میں کم مگر درجہ انتہا تک پہنچے ہوئے تھے ملخصاً مقابیس المجالس ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمہ ص ۸۸۶ میں ہے کہ اس کے بعد راقم الحروف نے عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ اس سال ماہ جمادی الاول س ۱۳۱۷ میں جب حضرت ملتان تشریف لے گئے تو دیوان صدر الدین سجادہ نشین خانقاہ حضرت بندگی موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ علیہ اور وہاں کے دوسرے لوگوں کے ساتھ حضرت غوث اعظم کے قول قدی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ پر حضور کے ساتھ گفتگو ہوئی تھی وہ کس طرح ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا وہ اس طرح ہے کہ جب میں ملتان شریف پہنچا تو دیوان صدر الدین صاحب اپنے دوستوں بھائیوں اور چند مولویوں کے ساتھ ملنے آئے ان کے ساتھ مختلف مضامین پر گفتگو ہوتی رہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ آپس میں مشورہ کر



کے آئے تھے کہ مجھ سے یہ مسئلہ دریافت کریں۔

آخر چند متفرق باتوں کے بعد انہوں نے پوچھا کہ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے فرمایا کہ ”قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ“ کیا اس میں تمام مشائخ متقدمین اور متاخرین اور اس زمانے کے تمام اولیائے کرام شامل ہیں؟

میں نے کہا کہ مشائخ متقدمین اور متاخرین (یعنی جو اولیاء کرام حضرت غوث اعظم سے پہلے اور بعد تھے) اس قول میں شامل نہیں ہیں۔ اور مشائخ ہم عصر خواہ وہ حاضر ہوں یا غائب سب شامل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں یہ دیکھا ہے کہ اس میں تمام اولیاء کرام شامل ہیں خواہ متقدمین ہوں متاخرین ہوں یا ہم عصر ہوں میں نے کہا مشائخ متقدمین میں تو حضرت غوث الاعظم کے پیران عظام بارہ امام اور صحابہ کرام بھی اولیائے اللہ تھے انبیاء نہیں تھے لہذا یہ کہنا کہ اس قول میں تمام اولیائے متقدمین شامل ہیں کمال بے ادبی ترجیح بلا مرجح اور دعویٰ بلا دلیل ہے اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ چونکہ حضرت غوث اعظم کے پیران عظام اور مشائخ طریقت اس وقت آپ کے ساتھ موجود اور ہم زمان تھے اسلئے ان کی گردنوں پر آپکا قدم مبارک۔ بالذات و بالاصالت آیا ہے اور متاخرین پر بالتح اور بالمعنی نہ کہ اصالة یا حقیقۃ اکثر کتب ملفوظات صحیح نہیں ہیں اور بلا تحقیق لکھی گئی ہیں میرے نزدیک ان کی سند قابل اعتبار نہیں ہاں اگر یہ بات معتبر اور مستند کتابوں مثل نجات الانس اخبار الاخیار اور مکتوبات امام ربانی میں درج ہے تو میں ماننے کے لئے تیار ہوں۔

حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی قدس سرہ

العزیز متوفی ۱۱۴۶ھ

سے سوال کیا گیا کہ بعض اولیاء کلمہ عینیت اور بعض لواء (پرچم) محمد ﷺ سے بھی اوپر اپنا لواء رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور حضرت ایشاں (مجدد الف ثانی) کی طرف سے بھی ایک بات کہی جاتی ہے کہ میں نے اپنا مقام حضرت صدیق اکبر ﷺ سے



بھی بلندی پر پایا اور حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی کی طرف سے بھی یہ کلمہ مشہور ہے کہ میرا یہ قدم اللہ کے تمام ولیوں کی گردن کے اوپر ہے۔ کیا آپ اس قسم کی مثالوں کو مشابہات میں سے گنتے ہیں۔ یا ممکنات میں سے آپ جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اس ہمہ اقوال مشابہات اند۔ کہ بے تاویل یا تسلیم راہبر با مقصود نمی شوند۔ یہ تمام اقوال مشابہات میں سے ہیں کیونکہ تاویل کے بغیر یا سیدھی طرح مان لینے سے مقصود تک نہیں پہنچاتے۔ حضرت غوث پاک کے قول کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قول ثانی میں جو حضرت غوث الثقلین سے منقول ہے تمام صحابہ اور امام مہدی پر فضیلت لازم آتی ہے حالانکہ امام مہدی کی افضلیت بموجب حدیث و اجماع جمہور بعد از صحابہ جمیع اولیائے امت پر تاقیامت ثابت و مقرر ہے۔ اور اسکی مخالفت ایک مستقر و مسلم امر کی مخالفت ہے۔ اور یہ بدعت و ضلالت ہے۔ عزیز من! حضرت غوث امام مہدی کی اپنے اوپر فضیلت کو ہرگز برا نہیں جانتے اور آپ کیسے برا سمجھیں کہ بوجہ تعلیم علم لدنی انکی افضلیت کو جانتے ہیں اور آپ اس چیز کا بھی علم رکھتے ہیں کہ امام مہدی کی فضیلت پر احادیث وارد ہوئی ہیں اور خود انکی فضیلت پر کوئی حدیث وارد نہیں ہوئی

سوال:- اگر ان بزرگوں کو ماننے والا کوئی شخص ان چاروں باتوں کا قائل ہو اور عبارت کے ظاہر پر عقیدہ رکھتا ہو اور اسکو فرط عقیدت کا نام دے تو اسکے بارے میں کیا حکم ہو گا؟

جواب:- یہ فرط محبت نہیں بلکہ فرط حرص و ہوا ہے اور اپنے پیر کی مخالفت کرنا اس سے بدی کرنا ہے اور اس بات میں انکی ناراضگی ظاہر۔ مشکل یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی طرح پیرو کاروں کے عقیدوں سے خود پیشوا بھی زیر عتاب آجاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ خدا مانو تو متبوع سجدہ میں گر کر نجات چاہیں گے اور کہیں گے تیری ذات پاک ہے کہ ہم نے انہیں تیرے اس حکم کے سوا کچھ نہیں کہا کہ اللہ کی عبادت کرو جو



ہمارا اور تمہارا رب ہے۔ اسلئے ہر پیروکار پر لازم ہے کہ انکی اطاعت کرے اور اس بات کی تصدیق کرے جس پر انکے متبوع ہیں کہ انکے متبوع حق پر ہیں۔ جس میں باطل کا کوئی دخل نہیں یا اسکی کوئی ایسی تاویل کریں جو انہیں صراط مستقیم کی طرف ہدایت دے۔

سوال:- چونکہ ایسی باتوں سے چھٹکارا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے اسلئے ان چاروں اقوال سے جو کچھ مقصود ہے ان کی تاویل بیان فرمائیں۔

جواب:- حضرت غوث پاک کے قول کی تاویل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت حماد نے فرمایا کہ یہ بچہ اپنے وقت کے تمام اولیاء پر فضیلت رکھے گا۔ کہ اس طفل برحمہ اولیائے وقت خود فضل خواہد یافت۔ اسی طرح حضرت شیخ العالم بابا فرید الدین گنجشکر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ نے بھی اس قول کو اسوقت کے ساتھ خاص فرمایا لکھتے ہیں ازیں دو قول اکابر معلوم شد کہ قدم ایشاں برگردن اولیائے آل وقت بودہ وبعد آل نہ۔ کہ ان دو اکابر اولیاء کے اقوال سے معلوم ہو گیا کہ آپ کا قدم اسوقت کے اولیاء کی گردن پر تھا اور اسکے بعد نہیں مزید لکھتے ہیں۔ وھر کہ از مرتبہ غوثیت گزشتہ وبامرتبہ امامت پیوست برابر ایشاں باشد بلکہ فوق ایشاں سبحان اللہ چہ کوتاہ اندیشی است کہ حصر مراتب عروج تا مرتبہ غوثیت مے کنند و از مرتبہ امامت کہ فوق غوثیت و مرتبہ خلافت کہ فوق مرتبہ امامت است جاہل اند۔ عزیز من! ایشاں مخاطب با حضرت غوث اند نہ با امام و خلیفہ (تا) وھرولی کہ غیر صحابہ کرام و غیر حضرت امام مہدی است و از مرتبہ غوثیت گزشتہ با کمالات امامت یا خلافت رسیدہ امامت یا خلافت خفی دار دو خلافت جلی خاصہ حضرات اصحاب کرام و بعد ایشاں نصیب حضرت امام مہدی است پس باید فہمید کہ ہر گاہ آل ولی کہ با خلافت خفی بہرہ منداست از آل کس کہ با غوثیت منصوب آمدہ اگرچہ حامل دو منصب باشد یعنی قطیست و غوثیت اعلیٰ و افوق شد۔



ترجمہ:- اور ہر وہ شخص جو مرتبہ غوثیت سے گزر کر مرتبہ امامت پر پہنچ گیا (اس زیر قدمی سے باہر ہے اور جائز ہے کہ غوثیت سے اوپر کے مرتبہ اور مقام میں انکے برابر ہو بلکہ ان سے بھی اعلیٰ و افضل ہو سبحان اللہ کیسی کوتاہ اندیشی ہے کہ مراتب عروج کو مرتبہ غوثیت میں منحصر کر دیتے ہیں اور مرتبہ امامت سے جو غوثیت کے اوپر ہے اور مرتبہ خلافت سے جو مرتبہ امامت سے بھی برتر ہے جاہل ہیں۔ عزیز من وہ مخاطب باغوث ہیں نہ بامام و خلیفہ آگے لکھتے ہیں کہ مرتبہ خلافت و امامت دو قسم پر ہے جلی و خفی اور ہر ولی صحابہ کرام اور امام مہدی کے بغیر جب مرتبہ غوثیت سے گزر کر کمالات امامت یا خلافت تک پہنچتا ہے تو امامت یا خلافت خفی رکھتا ہے۔ خلافت جلی حضرات اصحاب کرام کا خاصہ ہے اور انکے بعد حضرت امام مہدی کو نصیب ہو گی۔ پس سمجھنا چاہئے کہ ہر گاہ وہ ولی جو خلافت خفی سے بہرہ مند ہے اس شخص سے اعلیٰ اور بالا تر ہے جو غوثیت کے منصب پر ہے اگرچہ دو منصب کا جامع ہے یعنی قطیست باغوثیت تو اس خلیفہ جلی کی شان کیا بیان کی جائے جو خلفائے راشدین کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے۔ اور اس کا فضل شان احادیث میں مذکور و مرقوم ہے۔

مجموعۃ الاسرار ص ۱۳۵ تا ۱۴۱ مکتوبات حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی علیہ الرحمہ۔

## حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب انوار الاقتباس ص ۱۳۵ اقوال حکمت نمبر ۹ میں بیان کرتے ہیں فرمایا ایک روز دو آدمی آپس میں بحث کرتے تھے ایک کہتا تھا کہ حضرت شیخ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث الاعظم قدس سرہ سے افضل ہیں اور دوسرا حضرت غوث پاک کو شیخ پر فضیلت دیتا تھا۔ میں نے کہا کہ ہم کو نہ چاہئے کہ بزرگوں کی ایک دوسرے پر فضیلت بیان کریں اگرچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔



و فضلنا بعضهم على بعض

جس سے ثابت ہوا کہ واقع میں تفاضل ہے لیکن ہم دیدہ بصارت نہیں رکھتے اس واسطے مناسب شان ہمارے نہیں کہ محض رائے سے ایسی جرات کریں۔ البتہ مرشد اپنے کی اسکے معاصرین پر فضیلت باعتبار محبت کے دینا مضائقہ نہیں کیونکہ ہر شخص کو اپنے باپ کی محبت چچا سے زیادہ ہوتی ہے اور اس میں آدمی معذور ہے اس پر اس آدمی نے دلیل پیش کی کہ جسوقت حضرت غوث پاک نے فرمایا

قدمی هذه على رقبة كل ولي الله تو حضرت معین الدین نے فرمایا بل علی عینی یہ ثبوت افضلیت حضرت غوث پاک کا ہے۔ میں نے کہا اس سے تو فضیلت حضرت معین الدین چشتی اجمیری کی حضرت غوث پاک پر ثابت ہو سکتی ہے نہ برخلاف اسکے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت غوث پاک اسوقت مرتبہ الوحیت یعنی عروج میں تھے اور حضرت شیخ مرتبہ عبدیت یعنی نزول میں اور نزول کا افضل ہونا عروج سے مسلم ہے انوار الاقتباس ص ۱۳۵ اقوال حکمت نمبر ۹ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ شام امدادیہ ص ۲۳

## حضرت میاں میر قادری لاہوری

فرماتے ہیں اہل تحقیق جو فی الواقع اپنے مطالب اور مرادوں کی انتہا کو پہنچے ہیں ان سے مختلف کلمات ظاہر ہوئے ہیں۔ جیسا شیخ حسین منصور سے انا الحق اور شیخ بایزید سے سبحانی ما اعظم شانی اور مانی جبتی سوی اللہ اور شیخ عبدالقادر گیلانی سے قدمی علی رقبة كل ولي الله ظاہر ہوا ان سب کے مجمل معنی یہ ہیں کہ میں خود بالذات حق ہوں۔ ان سب کی نظر اس اصلی لا محدود وجود پر پڑی۔ اور جب اس لا محدود میں اپنے محدود وجود کو کھو بیٹھے تو ایسی حالت میں اگر وہ انا الحق کہیں تو اس سے مراد وہی لا محدود وجود ہے ان کی نظروں میں وہی ذات پاک کا نقشہ ہے۔ الحمد للہ علی کل حال



کہ ہمارے فقیروں کا مشرب اسی مطلب اعلیٰ کو پہنچنا ہے۔ سکینتہ  
الاولیاء ص ۱۳۱ مکتوب حضرت میاں میر لاہوری تصنیف شہزادہ محمد دارا شکوہ  
قادری

بقیۃ السلف حضرت خواجہ احمد علی دامت برکاتہم  
سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت خواجہ  
غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کوٹ مٹھن شریف

اس قول کا تعلق صرف اولیاء آل عصر سے ہے نہ کہ جمیع  
متقدمین و متاخرین سے ہمارے اکابر مشائخ کرام متانائب رسول اللہ حضرت  
خواجہ خواجگان غریب نواز اجمیری قدس سرہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ  
قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ حضرت زہد الانبیاء فرد الافراد بابا فرید الدین  
گنج شکر قدس سرہ حضرت سلطان الاولیاء و المشائخ سیدنا خواجہ نظام الدین  
اولیاء محبوب الہی قدس سرہ۔ حضرت خواجہ شاہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی  
قدس سرہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے بھی افضل و اعلیٰ  
مراتب پر فائز تھے۔ ہمارے سلسلہ عالیہ چشتیہ سے وابستہ تمام مشائخ کا یہی  
عقیدہ و نظریہ ہے۔ اور یہی برحق و مبنی برحقیقت ہے۔

مولانا شاہ رکن الدین الوری نقشبندی

سوال:- اس جگہ یہ بھی بتلا دیجئے کہ صحابہ اور آئمہ اطہار کے بعد اولیاء اللہ  
کے اندر کس کو سب پر فضیلت ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جمیع اولیاء پر  
فضیلت حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کو ہے۔ اس واسطے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ  
تمام اولیاء کی گردنوں پر میرا قدم ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت ابوالحسن  
خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کو تمام اولیاء پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا  
ہے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر جس قدر تمام اولیاء اللہ پر اللہ پاک نے



نیکی کی ہے تنہا تمہارے پیر پر (یعنی میرے اوپر) کی ہے اور جس قدر سب پیروں کے مریدوں پر نیکی کی ہے تنہا تمہارے اوپر کی ہے (یعنی میرے مریدوں پر) اسی طرح ہر ایک پیشوایان طریقت کی نسبت ایسی فضیلت ثابت کرتا ہے جس میں مقصود دوسروں کی تنقیص ہوتی ہے۔ اس بارے میں اسلم و احوط عقیدہ کیا ہونا چاہئے؟

جواب:- بھائی فضیلت دو قسم کی ہوتی ہے جزئی اور کلی۔ جزئی فضیلت ایک کو دوسرے پر ہوا ہی کرتی ہے۔ کلام فضیلت کلی میں ہے اور فضل کلی زیادتی قرب الہی کی ہے اور یہ امر باطنی ہے اس پر اطلاع قطعی طور سے بجز قرآن اور حدیث کے کیونکر ہو اور قرآن و حدیث اس افادہ قطعیت سے ساکت کیونکہ ان حضرات کے وجود قرآن اور سنت کے بعد ہوئے رہا کشف وہ محتمل خطا۔ اسی واسطے مخالف پر حجت نہیں اور اقوال مریدین کے خالی غلو محبت پیروں سے نہیں اعتبار سے ساقط پس طریق اسلم اور احوط یہ ہے کہ علم الہی کے سپرد کرے اور یہ سمجھے کہ ہر بزرگ اپنی شان میں یکتا ہے اس سے فردیت اور یکتائی بھی ثابت ہو گئی کیونکہ جو جس شان اور صفت کا مظہر ہے دوسری شان اور صفت کا مظہر ہو نہیں سکتا اس سے نہ کسی کی تفضیل ہوئی نہ تنقیص اور ان حضرات کے مقولوں کی تاویلیں کی جائیں جیسا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت غوث پاک کے کلام مبارک کی تاویل کی ہے یعنی یہ جو آپ نے فرمایا میرا قدم کل اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے یہ کل استغراقی نہیں ہے ورنہ متقدمین میں صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور متاخرین میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کو بھی شامل ہو گا حالانکہ ان حضرات کی فضیلت تمام اولیائے امت پر قطعی ہے پس اس کلام سے مراد اس وقت کے اولیاء اللہ ہونگے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی زبدۃ الآثار میں اکثر مشائخ کے اقوال قید زمانہ کے ساتھ ہی تحریر فرمائے ہیں۔ اس طرح اور حضرات کے مقولوں کو بھی موول سمجھا جائے کسی کی تنقیص نہ



کی جائے اور سب کی بزرگیوں کا معتقد ہے اور سب کو اپنا پیشوا جانے اور ان فضولیات سے اپنی زبان کو روکے کہ یہ ضروریات دین میں داخل نہیں ہکذانی کلمات طیبات ص ۱۰۴ تا ۱۰۵ رکن الدین حصہ دوم توضیح العقائد۔

## شہزادہ محمد داراشکوہ قادری مرید و خلیفہ

### حضرت میاں میر قادری

حسانت العارفین کے ص ۲۸ پر رقمطراز ہیں۔

شیخ حضرت غوث الاعظم نے فرمایا کہ مرد وہ ہے جو قضا و قدر سے منازعت کرے نہ وہ کہ قضا و قدر سے موافقت کرے حضرت غوث الثقلین نے فرمایا کہ مجھ کو کہتا ہے اے میرے عزیز تو آسمان و زمین میں یگانہ ہے اور تیرے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور نیز فرمایا کہ زہد ایک ساعت کا عمل ہے اور ورع دو ساعت کا اور معرفت ہمیشہ عمل میں رہنا ہے یعنی معرفت عمل لا متناہی ہے اور نیز آل حضرت نے فرمایا

قدمی هذه على رقبة كل ولي الله

یعنی یہ میرا قدم تمام ولیوں کے کندھے پر ہے یہ شیخ بہت بڑی ہے۔ اور میرے پیر حضرت شیخ میر قدس سرہ فرماتے تھے کہ مراد قدم سے طریقہ ہے اور آگے چل کر طریقہ سے مراد توحید بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا خذ التوحید التوحید اجماع الكل اور مراد اجماع کل سے اتفاق اولیاء و انبیاء ہے۔ نیز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا من ارد العبادۃ بعد الوصول فقد اشرك بالله یعنی جس نے معرفت کے بعد عبادت کی اس نے خدا کا شریک ٹھرایا یہیں شہزادہ داراشکوہ نے شیخ منصور بایزید . سطامی وغیرہما اولیاء کی شطیحات کا بھی ذکر کیا یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا یہ قول بھی انا الحق انا اللہ لو انی ارفع من لواء محمد کے قبیل سے ہے۔

### قطب وحید سیدنا خواجہ غلام فرید قدس سرہ

اولیاء کرام کے سکر و مستی و شطیحات کے کلمات ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے



ہیں۔

حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس نے واصل باللہ ہونے کے بعد عبادت کا ارادہ کیا پس اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا۔ نیز فرمایا اگر میں راز کو مردہ پر ڈالوں تو وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اٹھ کھڑا ہو میرا نقارہ آسمان میں بجتا ہے اور زمین ریزہ ریزہ ہو گئی۔ میرے جھنڈے پہاڑوں پر گڑے ہوئے ہیں اور نیز فرمایا۔ میرا یہی قدم ہر ولی اللہ تعالیٰ کی گردن پر ہے۔

فوائد فریۃ ص ۸۱

## حضرت شاہ رؤف احمد خلیفہ اجل شاہ غلام علی دہلوی نقشبندی قدس سرہ

حضرت ایٹال فرمودند کہ جناب حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند و حضرت شیخ محی الدین جیلانی و حضرت خواجہ معین الدین چشتی و حضرت شیخ شہاب الدین سرودی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہر ایک ازیں اکابران مصدر اسرار الہی است و مظہر انوار نامتناہی یک رابر دیگرے فضل دادن نشاید و کمال یکرا فوق کمال دیگرے دانستن زیبا نمے نماید مثل اس بزرگواریں مثل آئینہ ہاست کہ مختلف الالوان باشند مثلاً چہار آئینہ اند کہ یکے سرخ است و دوے سبز سوے زرد و چہارے سفید و درہر یک عکس آفتاب منجلی است و شعسان و انوار و حدت شمس ہویدا پس در پر تو آفتاب ہمہ مساوی اند اگرچہ تغایر در رنگ است اما در فیض آفتاب ہر یک از دیگرے ہم سنگ است درر المعارف ص ۵۴ و ۵۵

حضرت نے فرمایا کہ جناب حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند و حضرت شیخ محی الدین جیلانی و حضرت خواجہ معین الدین چشتی و حضرت شیخ شہاب الدین سرودی رحمۃ اللہ علیہ اجمعین ان اکابرین میں سے ہر ایک مصدر اسرار الہی و مظہر انوار نامتناہی ہے ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دینی چاہیے کہ ایک کے کمال کو دوسرے کے کمال سے فوق جاننا زیبا نظر نہیں آتا ان بزرگوں کی مثال مختلف الالوان آئینوں کی ہے مثلاً چار آئینے ہیں ایک



سرخ دوسرا سبز تیسرا زرد چوتھا سفید ہر ایک میں عکس آفتاب منجلی اور انوار وحدت شمس ہویدا ہیں پر تو آفتاب میں سب مساوی ہیں اگرچہ ہر ایک کے رنگ میں تفاوت ہے مگر فیض آفتاب میں ہر ایک دوسرے کے ہم سنگ و ہم وزن ہے۔

## ارشادات شیخ المشائخ محمد المغربي الشاذلی قدس سرہ العزیز

شیخ المشائخ سیدی محمد المغربي الشاذلی قدس سرہ العزیز نے اپنا واقعہ بیان فرمایا کہ ایک دفعہ حج کیلئے گیا جب مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تو ایک دن نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوات و التسلیمات کی قبر شریف کی زیارت کرتے ہوئے میں نے شیخ محمد البکری علیہ الرحمۃ کو دیکھا وہ اسوقت مسجد نبوی میں تدریس کا کام کرتے تھے گفتگو کے درمیان انہوں نے فرمایا کہ مجھے ابھی حکم ہوا ہے کہ میں کہوں قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی للہ تعالیٰ مشرقا کان او مغربا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے خواہ وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں تو مجھے علم ہو گیا کہ ان کو قطبیت کبریٰ کا مقام عطا کر دیا گیا ہے۔

فبادرت الیہ مسرعا و قبلت قدمیہ و اخذت علیہ المبیعة پس میں نے ان کی طرف جلدی سے بڑھ کر ان کے مبارک قدموں کو چوم لیا اور بیعت ہو گیا۔ عمدۃ التحقیق علی حاشیۃ روض الریاحین ص ۳۷۷ سطر ۱ تا ۶ مطبوعہ مصر للعلماء ابراہیم مالکی جامع کرامات الاولیا ص ۳۰۴ ج ۱۔ افضل الصلوة ص ۱۳۶۔ للعلماء النبھانی منقول از ”ہاتھ پاؤں چومنے کا ثبوت“ مصنفہ مولانا محمد ضیاء اللہ قادری سیالکوٹی۔

افضل الصلوة علی سید السادات ص ۱۳۶ کی عبارت یہ ہے فان سیدی محمدا ہذا کسیدی عبدالقادر الجیلی فی عصرہ من حیث الناطقیۃ عن المرتبۃ قال صاحب عمدۃ التحقیق قال فی الکواکب الدرری و من کراماتہ یعنی سیدی محمدا البکری



رضي الله عنه انه حج سنة من السنين و زار قبر النبي ﷺ فلما  
جلس بين الروضة و المنبر خاطبه النبي ﷺ شفاها و قال  
له بارك الله فيك وفي ذريتك ثم قال قال الشيخ محمد  
المغربى الشاذلى رضي الله عنه و نفعنا ببركته انه حج سنة من  
السنين الى بيت الله الحرام و كان بالحج الشريف الشيخ  
محمد البكرى قال فذهبت الى المدينة المنوره على ساكنها  
افضل الصلوة والسلام فدخلت يوما زور قبر النبي ﷺ  
فوجدت الشيخ محمد البكرى بالحرم النبوى وقد عمل  
درسا قال فى اثنا عشر امرت ان اقول آلان قدمى هذه على رقبة كل  
ولى لله تعالى مشرقا كان او مغربا و علمت انه اعطى القطبانية  
الكبرى وهذا لسان حالها فبادرت اليه مسرعا و قبلت قدميه  
واخذت عليه المبايعة و رايت الاولياء تتساقط عليه الاحياء  
بالاجسام والاموات بالارواح انتهى

### روایت

بقية السلف حجة الخلف - حضرت خواجہ سید مسلم  
النظامی نبیرہ حضرت گنج شکر قدس سرہ خواہر زادہ  
حضرت سیدنا محبوب الہی قدس سرہ لازالت  
شمس فیضہ طالعتہ از شیخ الاولیاء فرید العصر  
حضرت سیدنا خواجہ میاں علی محمد خان  
قدس سرہ (بسی شریف)

حضرت سیدی و مرشدی میاں صاحب قبلہ حج سے واپس تشریف لائے تو حضرت کے  
ساتھیوں نے حضرت پر دوران طواف ایک عجیب و غریب کیفیت کے ورود کا اپنی اپنی



استعداد اور انداز میں ذکر کیا چنانچہ میرے دل میں شوق پیدا ہوا کہ میں خود حضرت سے ہی اس کیفیت کے بارے میں دریافت کروں میرے کئی بار استفسار کرنے کے بعد حضرت وضو کر کے باہر نکلے تو کھڑے ہو گئے مجھے بلایا اور فرمایا مسلم نظامی عجیب و غریب واقعہ وہاں حج میں پیش آیا تم پوچھ رہے تھے کوئی ایسی بات ہو تو بتاؤ۔ ہم طواف کرتے تھے یہ فرما کر میاں صاحب پر گریہ طاری ہو گیا اور بھرائی ہوئی آواز میں انہوں نے کہنا شروع کیا۔ ہم طواف کرتے تھے لیکن حجاب وجود جو تھا حجاب ہستی جو تھا وہ رفع نہ ہوا تو ہم نے بزرگوں سے استمداد شروع کی طواف کرتے رہے یہ کہہ کر پھر میاں صاحب پر گریہ طاری ہے اتنے میں حاجی فضل اللہ مرحوم حضرت کا خادم آگیا۔ حضرت نے اسے سختی کے ساتھ فرمایا جاؤ بات کرنے دو اور فرمایا یہاں تک کہ ہم نے بہت سے بزرگوں کی طرف توجہ کی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی طرف بھی توجہ کی۔ مگر حجاب رفع نہ ہو سکا۔ پھر میں نے حضرت غریب نواز خواجہ خواجگان اجمیری قدس سرہ کی طرف توجہ کی یہ فرما کر آپ پر اسقدر گریہ طاری ہوا کہ زور زور سے رونا شروع کر دیا اور مجھ پر بھی بے اختیار گریہ طاری تھا پھر فرمایا بس حضرت کے توجہ کرنے سے ایسا معلوم ہوا کہ تمام حجابات رفع ہو گئے اور بس وہ ہی وہ رہا پھر فرمایا سبحان اللہ خواجہ خواجگان کی کیا بات ہے۔

خواجہ خواجگان معین الدین      فخر کون و مکال معین الدین

### عمدة العارفين حضرت خواجہ عبدالرزاق نقشبندی علیہ الرحمہ

من مسمی امام الدین شاہ نعت خوان ساکن بصیر پور سندھ کے دورہ میں اپنے پیرو مرشد عمدة العارفين حضرت خواجہ سائیں عبدالرزاق علیہ الرحمہ کے ساتھ تھا۔ نواب شاہ میں ایک مجلس کے اندر میں نے حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں ایک نظم پڑھی جس کے ایک شعر کا مفہوم یہ تھا کہ آپ کا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ جب میں نظم مدحیہ پڑھ کر فارغ ہوا تو آپ نے مجھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا ہر دور میں ایک غوث ہوتا ہے جس کا قدم اپنے زمانہ کے اولیاء پر ہوتا ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا قدم بھی اپنے زمانہ کے اولیاء پر تھا نہ کہ جمیع



## سیرت غوث اعظم مولفہ مولانا ابوالبیان محمد

## داؤد فاروقی نقشبندی مجددی

میں ص ۸۶ پر موجود ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ آپ کے اس ارشاد کے صحیح معنی کیا ہیں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر حلقہ بگوشان آپ کے حق میں بہت غلو کرتے ہیں اور محبت میں افراط سے کام لیتے ہیں یہ لوگ اولیائے متقدمین و متاخرین کو اس حکم میں داخل کرتے ہیں جو خلاف صواب ہے۔ بلکہ یہ حکم صرف اولیائے وقت کے ساتھ خاص ہے اولیائے متقدمین کے حق میں کیسے جائز ہو سکتا ہے جن میں صحابہ کرام اور خلفائے اربعہ بھی شامل ہیں جنکی فضیلت احادیث سے تمام اولیاء اللہ پر ثابت ہے اور اولیائے متاخرین میں کیسے جائز ہو سکتا ہے جنمیں حضرت مہدی علیہ السلام بھی شامل ہیں جنکے آنے کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دیکر امت کو انکے وجود کی خوشخبری دی ہے اور انکے حق میں خلیفۃ اللہ فرمایا ہے اور ایسے ہی عیسیٰ علیہ السلام جو اولوالعزم نبی ہیں صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ بھی صحیح ہے بلکہ بڑے بڑے علماء صوفیاء نے بھی اس حکم کو صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح فتوح الغیب فارسی کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ یہ حکم صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں

”باید دانست کہ اس حکم مخصوص باولیائے آل وقت است اولیائے ما تقدم و ما تاخر ازیں حکم خارج اند“ جاننا چاہیے کہ یہ حکم صرف اسی وقت کے اولیاء کے ساتھ مخصوص ہے اولیائے متقدمین و متاخرین اس حکم سے خارج ہیں (مکتوب دو صد و نو و سوم جلد اول) اب رہ گئے قدم کے معنی سو اس کے متعلق شیخ محمد بن یحیی التادانی الحنبلی مصنف قلائد الجواہر اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ قدم کے یہاں پر حقیقی معنی مراد نہیں بلکہ مجازی مراد ہیں چنانچہ شان ادب بھی اس امر کی مقتضی ہے قدم سے مجازاً طریقہ بھی مراد



ہوتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے۔

فلان علی قدم حمید ای طریقۃ حمیدۃ یعنی فلاں شخص قدم حمید پر ہے یعنی طریقہ حمیدہ پر ہے۔ اب آپ کے اس قول قدمی ہذہ علی رقبة کل ولی اللہ کے معنی واضح ہو گئے کہ آپکا طریقہ۔ آپ کی فتوحات اپنے وقت کے اولیاء کے طریقوں اور فتوحات سے اعلیٰ و ارفع اور انتہائے کمال کو پہنچا ہوا ہے شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام نے بھی آپکے اس قول کو اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص کر کے اسکا یہی معنی لکھا ہے واللہ اعلم بالصواب

حاشیہ:-

۱۔ (بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ سکری حالت کے کلمات تھے چنانچہ عوارف المعارف میں شیخ شہاب الدین سروردی جو حضرت غوث الاعظم کے محرموں اور مصاحبوں میں سے تھے لکھتے ہیں کہ یہ حالت سکریہ کے کلمات تھے واللہ اعلم بالصواب من مصنف السیرت

۲۔ لفظ قدم طریقۃ طریق یا صراط بولکر عمل کردار و دین مراد لیا جاتا ہے تو آپکے اس قول کا معنی یہ بنا کہ میرا یہ عمل و کردار جو کہ شریعت مصطفیٰ ﷺ و سنت حبیب کبریا کے مطابق ہے سب اولیاء اللہ پر لازم ہے اور جس دین پر میں ہوں اسی کو اختیار کرنا سب پر ضروری ہے۔ یہ ساری امت کا متفقہ معنی ہو گا جس پر سارے کے سارے اختلافات ختم ہو جائینگے چنانچہ اس وقت کے اولیاء کرام کے سر جھکانے کا مفہوم یہ ہو گا کہ سب نے اس بات کو تسلیم کیا کہ ہاں ہم سب پر شریعت مصطفوی کے مطابق عمل کرنا لازمی ہے اور کوئی شخص صراط مستقیم و طریق سوی پر چلے بغیر کامیاب و کامران نہ ہو سکے گا۔ البتہ بہت سے اعمال میں یہ لوگ اپنے شیخ کی متابعت نہیں کرتے مثلاً رفع الیدین فی الصلوۃ فاتحہ خلف الامام آمین بالجہر نیز بچو گوہ اور دریائی جانوروں کی حلت اور رفض تقلید وغیرہا مسائل لہذا قدم سے مراد صرف اعتقادات و صوم و صلوۃ تسبیح و تہلیل صدقات و خیرات وغیرہا اعمال حسنہ ہی ہونگے قرآن کریم میں ہے افتزل قدم بعد ثبوتہا نیز فرمایا وبشر الذین آمنوا ان لہم قدم صدق عند ربہم)



## حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محقق نے شرح فتوح الغیب میں جابجا وقت کی قید لگا کر اس قول کا آپ کے وقت کیساتھ موقت و مخصوص ہونا واضح فرما دیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ کل اولیائے وقت را در خفادہ انفاس وظل قدم ودائرہ امر اوگذاشت شرح فتوح ص ۴ آگے لکھتے ہیں وجمع اولیائے وقت از حاضران و غائبان قریب و بعید و ظاہر و باطن گردن اطاعت و سرانقیاد نہادند (الی ان قال) فہو قطب الوقت شرح فتوح الغیب ص ۴ یہاں بھی وقت کی قید لگائی اور یہ بھی بتا دیا کہ قطب وقت ہونے کی وجہ سے آپ کو یہ مقام ملا۔ نیز لکھتے ہیں۔ قدم برگردن اولیائے وقت نہاد

شرح فتوح الغیب ص ۱۳

یہاں بھی وقت کی قید موجود ہے۔ مزید لکھتے ہیں

ہیچ کس از اولیائے وقت مانند و انبازے تو نتواند شد و قدم تو از ہمہ پیشتر قطب من و قطب را مراتب این است کہ اولیائے وقت میں سے تیرا کوئی مماثل نہیں اور تیرا قدم سب سے آگے ہے میں قطب ہوں اور قطب کے مراتب یہی ہیں شرح فتوح الغیب ص ۲۳ اب تو غوث پاک نے خود واضح فرما دیا کہ ہر قطب کے ایسے ہی مراتب ہوتے ہیں آگے لکھتے ہیں۔ مہر کردہ میشود در زمانے تو مرتبہ ولایت۔ شرح فتوح ص ۲۳ تیرے زمانہ میں تجھ پر مرتبہ ولایت کی مہر کی جائے گی۔

یہاں بھی زمانے کی قید موجود ہے۔ اس سے آگے شیخ عبدالحق فیصلہ کن بات لکھتے ہیں و بحقیقت وے بیشتر این ہمہ احوال و مقامات بدایات و نہایات خود فرمودہ است و اولیاء و اقطاب امت را در ہر وقت و زمان نیز می باشد شرح فتوح الغیب ص ۲۵ کہ در حقیقت



آپنے اپنے ہی احوال بدایات و نہایات بیان کئے ہیں۔ اور اولیاء و اقطاب امت کیلئے بھی ہر وقت اور زمانے میں (یہ احوال) ہوتے ہیں۔

## قطب وقت حضرت علی الخواص رضی اللہ عنہ

الدرر والجواہر ص ۳۱۱ میں ہے کہ

حضرت علی الخواص رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلغنا ان الشيخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ عنہ لما حضرته الوفات وضع خده علی الارض فقال هذا هو الحق الذی کنا عنه فی حجاب الادلال فشهد علی نفسه بان مقام الادلال الذی کان فیہ نقص بالنسبة الی حاله الذی ظهر له عند الموت فقلت له فی هذا دلیل علی عدم صححة امره بالتصریف والادل كما هو مشهور بین اهل خرقة فقال رضی اللہ عنہ نعم لو کان اذن له فی ذلك ما وقع منه ندم ولكن من شدة صدقه تمم الله علیه حاله فمات علی کمال حال ثم قال رضی اللہ عنہ وعندی تلمیذہ الشيخ ابوالسعود بن شبلی رضی اللہ عنہ کان اتم حالا من الشيخ عبدالقادر لانه لم یزل محفوظا من الادلال والتصریف ملازم للعبودية مع الانفاس حتی مات فقلت له فصح قول الطائفة بدایة التلمیذنا ذا صدق نهاية الشيخ فقال رضی اللہ عنہ نعم

یعنی ہمیں یہ بات پہنچی کہ بلاشبہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ پر جب وقت وفات آیا تو آپ نے اپنا رخسارہ زمین پر رکھ دیا پس کہا یہی وہ حق ہے جس سے ہم حجاب اولال میں تھے تو آپ نے اپنے آپ پر اس بات کی شہادت دی کہ وہ مقام اولال جس میں آپ تھے نقص ہے نسبت آپ کے اس حال کے جو بوقت وفات آپ پر ظاہر ہوا۔ تو میں نے عرض کی کہ اس میں اس بات کے غیر صحیح ہونے کی دلیل ہے کہ آپ کو تصریف و اولال کا امر دیا گیا ہے جیسا کہ انکے اہل سلسلہ میں مشہور ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہاں اگر آپ کو اس کا اذن ہوتا تو آپ سے ندامت واقع نہ ہوتی لیکن شدت صدق کیوجہ سے



اللہ نے آپ کے حال کی تسمیم فرمادی تو کمال حال پر فوت ہوئے پھر آپ نے فرمایا کہ  
میرے نزدیک آپ کے تلمیذ شیخ ابوالسعود بن شبل



شیخ عبدالقادر جیلانی سے حال کے اعتبار سے اتم تھے اس لئے کہ آپ اولال و  
تصریف سے ہمیشہ محفوظ رہے اور ساری زندگی عبودیت کو لازم پکڑے رکھا حتیٰ کہ فوت  
ہو گئے۔ میں نے آپ کو کہا تو ایک جماعت کا یہ قول درست ہے کہ سچے تلمیذ کی  
ہدایت شیخ کی نہایت سے ہوتی ہے تو آپ نے کہا ہاں۔

### خواجہ شاہ محمد سلیمان پھلواری رحمۃ اللہ علیہ

شاہ محمد سلیمان قادری چشتی پھلواری رحمۃ اللہ علیہ شمس المعارف مکاتیب حضرت  
شاہ صاحب مذکور ص ۱۷۲ میں تحریر فرماتے ہیں۔

قدماء میں شاذو نادر اور متاخرین اولیاء میں بکثرت دعاوی اور ان میں تفرود پائیے  
گا مگر اس وجہ سے ان کی بزرگی اور عظمت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔  
پیرزادے عموماً "جب اپنے اسلاف کے خلاف کسی بزرگ کا قول سنتے ہیں تو  
فقط تعجب و سکوت ہی سے کام نہیں لیتے بلکہ طعن و تشنیع تک نوبت پہنچ جاتی ہے یہ  
ان کی کم علمی و قلت نظر کے بسبب ہے ہاں یہ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہمارے  
سلسلہ سروردیہ و چشتیہ کے بزرگان نے اپنے معارف و حقائق کے ضبط پر ہمیشہ قابو کئے  
رکھا اور حضرت نصیرالدین چراغ دہلی تک کبھی کسی بزرگ کی زبان مبارک سے ایسے  
کلمات نہ سرزد ہوئے جن سے جماعت صوفیاء میں اختلاف کی گنجائش ہو معارف توحید  
بھی پردہ خفا میں تھے۔

الا لا ہلہ و ہو بلسان القلب لا بلسان القلم۔

بجز اہلیت رکھنے والے لوگوں کے اور وہ بھی زبان قلب سے نہ لسان قلم سے  
میرے مخدوم میں اسی روش کو اسلم سمجھتا ہوں اور کشف و الہام کا ڈھول بجانا اور اپنے  
مدرکات و معارف کی تداعی کو اپنے پیروں کی روش کے خلاف سمجھتا ہوں۔ ہماری  
روش سوز و گداز ہے میں جناب کے لئے بھی سنوسیہ اور شاذلیہ روش سے بہتر اپنی  
قدیم چشتیہ روش کو سمجھتا ہوں۔ جس کا پہلا قدم سوز و گداز و جد و سوختگی ہے پھر



سوختگی کے بعد ابدی زندگی ہے۔ جہاں چشم بصیرت سب کچھ دیکھتی ہے مگر زبان اسے اول نہیں کر سکتی اس کے لئے الفاظ نہیں۔ میں نہیں کہتا کہ یہ سوز و گداز دوسرے طرق میں نہیں ضرور ہے مگر۔

شمع کی بے قراری کو کہاں پاتا ہے پروانہ  
 لرزنا چپکے رہنا سر کٹانا صاف جل جانا  
 اور یہ بھی کہوں گا کہ ہندوستان میں قادریہ ہوں یا سروردیہ یا نقشبندیہ جن  
 میں سوز و گداز ہے وہ ہمارے ہی فیض چشتیہ کا انعکاس ہے چاہے ان کو اس کا ادراک  
 ہو یا نہ ہو یہ ہمارے ہی حضرات کی شان ہے۔

سو	ختم	خود	را	و طرز	سوختن
شمع	را	پروانہ	را	آموختن	

## شاہ حبیب اللہ کی عبارت

اور اس کا جواب

شرح قصیدہ غوضیہ مولفہ محمد فاضل کلا نوری کی ابتداء میں ناشر نے اسے بطور  
 پیش لفظ درج کیا ہے۔ بعض لوگ اس عبارت کو بطور استدلال پیش کرتے ہیں۔  
 قارئین پہلے اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں اور پھر اس کا جواب حضرت شاہ حبیب اللہ چشتی  
 کہ حال کمالات شاہ از کتاب مآثر الکرام وغیرہ ظاہر است۔ در مناقب اولیاء  
 فرمودہ۔

سوال: از کلام الہامی قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ مراد اولیاء

ہم عصر اند یا اولیاء ہم عصر؟

جواب:- مشہور آیت کہ مراد اولیاء ہم عصر اند اما شیخ احمد صاحب نقشبندی

گفتہ کہ اس حکم مخصوص باولیاء آل وقت است اولیاء ما تقدم و ما تاخر ازین

حکم خارج اند چنانچہ از کلام جناب شیخ حماد معلوم می شود کہ قدم او در وقت



اوپر گردن ہمہ اولیاء خواہد بود و ہچنماں از کلام غوثی کہ در بغداد بود و این فقیر مے گوید ہر گاہ کہ غوث اعظم از حق سبحانہ بتکلم این کلام مامور گشت و تکلم نمود ازاں وقت ہر کہ داخل ولایت است مندرج است تحت این کلام چنانچہ عموم و کلیت آل کلام منادی است و ازاں ہنگامی کہ امر الہی بہ لفظ کلی صادر گشتہ و ہج حکمے ناسخ آل بظہور نہ پیوستہ ہمیشہ وقت اوست تاکہ ولایت باقی است چنانچہ بحیرا راہب وغیرہ از علوشان جناب پیغمبر خدا ﷺ خبر دادہ کہ در وقت او کفر ذلیل گرود و ادیان دیگر نسخ پذیرد مراد ازاں یک وقت مخصوص نیست بلکہ از وقت نزول امر الہی تا قیامت

وقت اوست و بالفرض اگر اولیاء آل عصر مراد داشتہ شوند یقینی است کہ اولیاء آل عصر پیران اولیاء مآتاخر شدند ہر گاہ پیراں مناقہ شدند و گردن نہادند مریداں بطریق اولی و کلام شیخ حماد وغیرہ باوجود آنکہ نفی ما تقدم و ما تاخر نمی کند ناسخ کلام الہی نمی تواند بود۔

۱۔ لطف کی بات یہ ہے کہ مآثر الکرام میں شاہ حبیب اللہ چشتی کے حالات درج ہی نہیں ہیں

حضرت شاہ حبیب اللہ چشتی کہ جن کے کمالات کا حال کتاب مآثر الکرام وغیرہ سے ظاہر ہے نے مناقب اولیاء میں فرمایا۔

سوال:- کلام الہامی قدمی ہذہ علی رقبة کل ولی اللہ سے مراد اولیاء ہمہ عصر ہیں یا اولیاء ہم عصر۔

جواب:- مشہور یہ ہے کہ مراد اولیاء ہمہ عصر ہیں بہر حال شیخ احمد نقشبندی قدس سرہ نے کہا ہے کہ یہ حکم مخصوص باولیاء آل وقت ہے۔ اولیاء ما تقدم و ما تاخر اس حکم سے خارج ہیں جیسے کہ جناب شیخ حماد کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا قدم اس کے وقت میں تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا۔ اسی



طرح اس غوث کے کلام سے جو بغداد میں تھا اور یہ فقیر کہتا ہے جس وقت غوث اعظم حق سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے تبکلمہ میں کلام مامور ہوئے اور تکلم فرمایا اس وقت سے جو بھی داخل ولایت ہے اس کلام کے تحت مندرج ہے جیسے کہ اس کلام کا عمومی و کلیت منادی ہے اور جس وقت سے امر الہی بلفظ کلی صادر ہوا اور کوئی حکم اس کا نسخ ظہور میں نہ آیا ہمیشہ اسی کا وقت ہے جب تک کہ ولایت باقی ہے۔ جیسے کہ بحیرہ راہب وغیرہ نے جناب پیغمبر خدا ﷺ کے علوشان کی خبر دی ہے کہ آپ کے وقت میں کفر ذلیل ہو گا اور ادیان دیگر نسخ پذیر ہوں گے اس سے مراد ایک وقت مخصوص نہیں بلکہ امر الہی کے نزول کے وقت سے تا قیامت آپ کا ہی وقت ہے اور بالفرض اگر اولیاء آل عصر ہی مراد ہوں تو یقینی ہے کہ اس زمانہ کے اولیاء اولیاء مآخرا کے پیر ہیں ہر گاہ جو پیر منتفاد ہو گئے اور گردن جھکا دی تو مرید بطریق اولیٰ اور کلام شیخ حماد وغیرہ باوجود آنکہ مآخرا کی نفی نہیں کرتی کلام الہی کی نسخ نہیں ہو سکتی

### شاہ حبیب اللہ کی عبارت کا جواب

اولاً "تو اس عبارت کے ماخذ استدلال ہونے میں ہی کلام ہے جسے کسی ناشر نے پیش لفظ میں درج کر دیا ہو۔ اور جس کا کوئی اصل دستیاب نہ ہو سکے جو حضرت ایسی عبارت سے استدلال کرتا ہے۔ وہ اپنی علمی کم مائیگی اور علوم و تصوف سے ناآشنائی کا پتہ دیتا ہے "شاہ حبیب اللہ چشتی (جنکے متعلق یقینی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ کون اور کیسے بزرگ ہیں ممکن ہے یہ بھی آجکل کے چشتی کہلانے والے حضرات کی طرح ہوں جو بلا تعمق نظر اپنے عظیم ترین مشائخ کا پاس نہ کرتے ہوئے اپنے مشائخ کی عظمت جو کہ ان حضرات کی خاموشی میں پنہاں ہے سے غفلت کے باعث بہت کچھ لکھ جاتے ہیں" کی تحریر کا جواب بھی ملاحظہ فرمائیے اگرچہ اتنی عظیم تر شخصیات کی شہادتوں



مکشوفات اور دلائل قرآن و سنت کے بعد اس کی کوئی وقعت نہیں رہتی اس لئے کہ اس کلام کے عموم و کلیتہ در ہر عصر کا بطلان تحریرات سابقہ سے اظہر من الشمس ہو چکا ہے۔ دوسرے بزرگوں کے ارشادات ناسخ بھی مذکور ہو چکے کہ وہ بھی امر الہی کے دعویٰ دار ہیں بلکہ آپ کا خود رجوع فرمانا بھی معلوم ہو چکا۔ نیز حضور علیہ السلام کی نبوت کا عموم بحیرہ راہب کی روایت سے ثابت نہیں ہوا۔

اگر لکن رسول اللہ و خاتم النبیین اور لا نبی بعدی و غیرہما قرآن و حدیث میں نہ آتا تو تا قیامت عموم اس روایت سے ہرگز ثابت نہ ہو سکتا۔ نیز شاہ صاحب کی نقل کردہ روایت کے اس جملہ پر غور فرمائیے کہ ” در وقت او کفر ذلیل گردد و ادیان دیگر نسخ پذیرد“ فرمائیے اگر وقت او سے مراد اول آخر تمام ازمناہ ہیں تو حضور کی تشریف آوری سے پہلے بھی تمام شرائع و ادیان منسوخ تھے تو کیا حضرت موسیٰ و عیسیٰ و دیگر انبیاء کرام علی نبینا و علیہم السلام بے جا تبلیغ فرماتے رہے کہ شرائع تو ان کی منسوخ تھیں کہ ہم در وقت او ادیان دیگر نسخ پذیرد سے ہم عصر مراد لے رہے ہیں۔

ناطقہ سر بگربان ہے اسے کیا کہئے  
خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھئے

نیز بعد میں امام مہدی کا تشریف لانا اس چیز کی واضح دلیل ہے کہ یہ قول ظاہر حیات سے ہی متعلق ہے جیسا کہ بے شمار بزرگوں نے آپ سے پہلے اور بعد میں اس قول کا اس وقت سے موقت و مقید ہونا بیان فرمایا

فی هذا العصر فی ذلک الزمان فی ذلک الوقت و غیرہا قیدین  
بحوالہ بجنہ الاسرار آپ ملاحظہ فرما چکے۔ نیز غوثیت عظمیٰ کا تا قیامت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مستمر ہونا اور ایک زندہ قطب کی وفات کے بعد دوسرے زندہ قطب کا قائم مقام ہونا بھی حوالہ جات سابقہ سے واضح ہو چکا۔



شاہ حبیب اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس زمانہ کے اولیاء بعد والوں کے پیر ہیں تو اس کے جواب میں اتنا عرض کر دینا کافی ہو گا کہ کیا۔ کوئی مرید اپنے پیر سے بلند پایہ نہیں ہو سکتا؟ تم لوگ تو حضرت شیخ کو ان کے مشائخ کی گردنوں پر چڑھا دیتے ہو کیا یہاں یہ بات یاد نہیں آتی کہ مرید اپنے پیروں کا تابع و منقاد ہوتا ہے؟ نیز حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے مرید شیخ ابو السعود افضل و اکمل ہو سکتے ہیں تو دوسرے حضرات کیوں افضل نہیں ہو سکتے کما تحقق فیما سبق۔

یہاں سے اس خواب کی حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ کسی نے خواب میں حضور علیہ السلام سے اس قول کے متعلق سوال کیا۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ صدق کیف لا وهو القطب وانا ارعاه یعنی آپ کا یہ کلام آپ کے اس وقت کے لحاظ سے سچا ہے اور اس وقت وہی قطب ہیں لہذا اپنے ہم زمانہ لوگوں سے یہ کہہ سکتے ہیں وہ جھوٹ کیسے کہہ سکتے ہیں میں ان کا محافظ ہوں۔

جیسے کہ حضور اکرم ﷺ ہر قطب وقت کے محافظ ہوتے ہیں اور ہر فرد وقت ایسی بات کہہ سکتا ہے اگرچہ نہ کہنا افضل ہے اب یہاں سے اس کلام کا اس وقت کے لئے صادق ہونا ثابت ہوتا ہے نہ امر ہونا اور نہ ہی عموم در ہر عصر و جمیع ازمنہ بر جمیع اولیاء۔ کہ دلائل کثیرہ سے تحدید ثابت ہے جیسا کہ فضلنا کم علی العلمین واصطفاک علی نساء العلمین میں تحدید ہے لیکن اگر دوسرے لوگوں کی بات مان لی جائے تو یہ صدق ہی نہ رہے۔ گا کما ثبت بالدلائل۔ تو حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان سے بھی واضح ہو رہا ہے کہ یہ بات صرف اسی وقت کے لئے تھی۔ نیز اس کلام کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شیخ عبدالقادر نے سچ کہا ہے۔ (ای من حیث وقتہ)

رہا مقام شطح وادلال میں اسکا مبتلا ہونا تو اس سے میں اسے بچالوں گا چنانچہ آخری سانسوں میں آپ کو تنبہ ہو گیا اور آپ غبوریۃ محضہ کی طرف تائب و



راجع ہو گئے۔ کما مضمیٰ تفصیلاً"

نیز یہ بات بھی معلوم ہو کہ ہر حق اور سچ کا اظہار اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ و مقبول نہیں ہوتا۔ حضرت شیخ اکبر فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں۔

وکل قول حق لیس بمقبول عند اللہ

وہ بات جو واقع کے مطابق ہو اگر واجب نہ ہو تو صدق ہے اگر واجب ہو جائے تو حق ہے۔ لہذا ہر صدق حق نہیں ہوتا اور ہر حق کا اظہار عند اللہ مقبول نہیں ہوتا بعض صدق حق نہیں باطل ہوتے ہیں۔ مثلاً "غیبت اور نہمتہ یہ دونوں صدق تو ہیں مگر حق نہیں ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حرام کیا ہے اور انہیں باطل ٹھہرایا ہے۔ اگرچہ یہ صدق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

یوم یسأل الصادقین عن صدقہم۔ اللہ تعالیٰ روز قیامت صادقین سے ان کے صدق کے بارے پوچھ گچھ فرمائے گا۔

یعنی جو انہوں نے سچ بولا ہے وہ باذن الہی تھا یا بلا اذن خداوندی۔ اگر غیبت حق ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کے صاحب پر مواخذہ نہ فرماتا اس لئے کہ اس نے وہ حق ادا کیا جو اس پر واجب تھا تو ثابت ہوا کہ ہر صدق حق نہیں یونہی بعض حقوق ایسے ہیں کہ جن کو پورا نہ کرنے والا ثنائے جمیل کا مستحق ہو گا مثلاً "مجرم اپنے جرم کی وجہ سے عذاب کا مستحق ہے لیکن صاحب حق اس کو معاف کر دے تو یہ حق ہے جس کو صاحب حق نے ختم کر دیا تو یہ ترک حق شرعاً محمود ہے۔ غیبت اور نہمتہ بھی صدق ہے جسے اس نے ادا کیا مگر یہ مذموم ہے اسی طرح زوجین کا حقوق زوجیت ادا کرنا یہ فعل حق و واجب ہے مگر اس حق و واجب کا انشاء و اظہار حرام ہے۔ خواب کے اندر سرور عالم ﷺ کے صدق فرمانے سے اس قول کا صرف صدق ثابت ہوا حق ہونا بھی ثابت نہ ہوا چہ جائیکہ حضرت شیخ قدس سرہ کا براہ راست مامور ہونا ثابت ہوتا لہذا حضور علیہ السلام کا صدق فرمانا قادری حضرات کے موقف کی تائید و تصدیق نہیں کرتا



قادری حضرات کے موقف کی تائید تب ہوتی جب سرکارِ دو عالم ﷺ او وحی یا امر بہ یا قالہ باذن فرماتے مگر آپ یہ کیسے فرما سکتے تھے۔ جب کہ باب نبوت و تشریح مسدود ہو چکا۔

بعض اوقات اولیاء کرام امر یا مامور یا وحی کا لفظ استعمال فرما لیتے ہیں مگر ایسے اقوال مجاز یا تشابہات میں سے ہی شمار کئے جائیں گے۔ کہ ولی ملہم ہو سکتا ہے مامور نہیں ہو سکتا۔ اسی وجہ سے حضرت محی الدین ابن عربی نے فرمایا من قال من الاولیاء ان اللہ امرہ بشیئی فہو تلبیس یہ التباس و اشباہ میں ڈالنا ہے یعنی یہ قول تشابہات میں سے ہے۔

## غزالی زمان علامہ سید احمد سعید کاظمی

مقالات کاظمی ص ۲۰۶ باب ختم نبوت میں لکھتے ہیں حضرات صوفیائے کرام نے اپنی عبارات میں غیر مبہم طور پر اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ فیضان نبوت جاری ہونے سے ہماری مراد یہ نہیں کہ نبوت اور شریعت جاری ہے بلکہ امر و نہی کا دروازہ قطعاً مسدود ہو چکا ہے اور جو شخص رسول اللہ ﷺ کے بعد اس بات کا دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی بات کا امر فرمایا ہے یا کسی نہی سے مخاطب کیا ہے تو ایسا شخص مدعی نبوت و شریعت ہے اگر وہ احکام شرع کا مکلف ہے تو ہم ایسے شخص کی گردن مار دینگے ملاحظہ ہو (الیواقیت والجواہر جلد دوم ص ۳۴)

فان قال ان اللہ امر نی بفعل المباح قلنا لا یخلوان یر جمع ذالک المباح واجبا فی حقک او مندوبا و ذالک عین نسخ الشرع الذی انت علیہ حیث صیرت بالوحی الذی زعمته المباح الذی قررہ الشارع مباحا مامورا بہ یعصی العبد بترکہ وان ابقاه مباحا کما کان فی الشریعة فای فائدة لهذا الامر الذی جاء بہ ملک وحی هذا المدعی۔ الخ۔



اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مباح کام کا امر فرمایا ہے تو ہم اس سے کہیں گے کہ یہ امر دو حال سے خالی نہیں یا یہ کہ جس مباح کام کا اللہ تعالیٰ نے تجھے امر فرمایا ہے وہ تیرے حق میں واجب ہو گا یا مندوب یہ دونوں صورتیں اس شریعت کے حق میں ناسخ قرار پائیں گی جس پر تو قائم ہے اس لئے کہ جس کام کو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مباح رکھا تھا۔ تو نے اسے اپنی وحی مزعوم کے ساتھ مامور بہ یعنی ضروری اور واجب (یا مستحب) قرار دے لیا جس کے ترک سے بندہ گنہگار یا تارک افضل ہوتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے اس امر مباح کو تیرے حق میں مباح ہی رکھا جیسا کہ وہ شرعاً پہلے سے مباح تھا تو تیری اس وحی اور امر سے کیا فائدہ ہوا؟

اس کے بعد امام شعرانی فتوحات مکیہ سے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت نقل فرماتے ہیں۔

وقال الشيخ ايضا " في الباب الحادى والعشرين من الفتوحات من قال ان الله تعالى امره بشيى فليس ذلك بصحيح انما ذلك تلبيس لان الامر من قسم الكلام و صفته و ذلك باب مسدود دون الناس الخ۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فتوحات مکیہ کی اکیسویں فصل میں فرماتے ہیں جو شخص اس بات کا دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کوئی امر فرمایا ہے تو یہ ہرگز صحیح نہیں یہ تلبیس ابلیس ہے اس لئے کہ امر کلام کی قسم سے ہے اور یہ دروازہ لوگوں پر بند ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں۔

فقد بان لك ان ابواب الاوامر الالهية والنواهي قدسدت و كل من ادعاها بعد محمد صلى الله تعالى عليه وآله وسلم فهو مدع شريعة او وحى بها اليه سواء وافق شرعنا او خالف فان كان مكلفا " ضربنا عنقه والا ضربنا عنه صفحا۔"



یہ بات تم پر بخوبی واضح ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد جو شخص بھی اس امر کا مدعی ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے امر و نہی پہنچا ہے وہ مدعی شریعت ہے عام اس سے کہ جن اوامر و نواہی کا وہ مدعی ہے وہ ہماری شرع کے موافق ہوں یا مخالف وہ بہر کیف مدعی شریعت ہی قرار پائے گا اگر وہ عاقل و بالغ ہے تو ہم اس کی گردن مار دیں گے ورنہ اس سے پہلو تہی کریں گے۔ الیواقیت والجواہر جلد ۲ ص ۳۴۔ طبع مصر

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ صاحب فتوحات مکیہ اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی ان تصریحات سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو گئی کہ جو شخص اس امر کا مدعی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے امر و نہی کے ساتھ مخاطب فرمایا ہے وہ مدعی شریعت ہے نیز یہ کہ حضرات صوفیائے کرام کے نزدیک شریعت کے معنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر و نہی ہونے کے سوا کچھ نہیں۔ ۱۲

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا قادری الکوکتہ الثمابیہ ص ۱۸ پر لکھتے ہیں اس ترقی سے صاف ظاہر ہے کہ مکالمہ کا مرتبہ نفس نبوت سے خاص تر ہے تو دنیا میں کسی کے لئے اللہ عزوجل سے کلام حقیقی کا دعویٰ صراحتہ اس کی نبوت کا دعویٰ ہے۔

شرع عقائد جلالی مطبع مصر ۱۰۶ اس مسئلہ کی دلیل میں کہ جو شخص دنیا میں اللہ عزوجل سے کلام حقیقی کا مدعی ہو کافر ہے فرمایا المکالمۃ شفاہا منصب النبوة بل اعلیٰ مراتبها و فیہ مخالفة لما هو من ضروریات الدین و هو انہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین علیہ افضل صلوة المصلین

ترجمہ اللہ عزوجل سے کلام حقیقی منصب نبوت بلکہ اس کے مراتب میں اعلیٰ مرتبہ ہے تو اس کے دعویٰ کرنے میں بعض ضروریات دین یعنی نبی ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے۔ ص ۲۲ پر لکھتے ہیں جب ایک معصوم کو اعمال و عقائد و غیرہا



امور شرعیہ میں احکام الہیہ بے توسط انبیاء خود بذریعہ وحی آئے پھر نبوت اور کس شیئی کا نام ہے فقط وحی باطنی ہونا کچھ منافی نبوت نہیں بہت انبیاء علیہم السلام کو وحی الہی باطنی طور پر آتی۔



## لفظ ”کل“ کی بحث

فتاویٰ الرسول حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ کا مکتوب ص ۲۰۹ پر آپ ملاحظہ فرما چکے جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اس قول سے صرف منتہی لوگ مراد ہیں آپ کے زمانہ قطبیت میں موجود باقی اولیائے کرام مراد نہیں ہیں صرف منتہی مراد ہیں خواہ وہ منتہی مرتبہ میں آپ سے کم تھے یا آپ کے مساوی۔ اس مکتوب سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس دور کے بھی تمام اولیاء مراد نہیں تھے نیز منتہی لوگوں میں سے بعض آپ کے ہم مرتبہ اور مساوی تھے بعض لوگ لفظ ”کل“ کی وجہ سے اشتباہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ لفظ ”کل“ سے اسوقت میں موجود تمام افراد کا احاطہ و احصاء بھی ہمیشہ مقصود و مراد نہیں ہوتا قرآن کریم میں ہے۔ ثم اجعل علی کل جبل منہن جزاء۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا کہ پھر ان پرندوں میں سے ہر پہاڑ پر کچھ حصہ رکھ دو۔



اب اس کی وضاحت تفاسیر میں ملاحظہ کیجئے۔

روح البیان ص ۴۱۶ ج ۱- الدر الممشور ص - ۳۳۵- ج - ۱- صاوی علی الجلائین ص  
 ۱۱۱- ج- ۱- مظہری ص ۵۱- ج- ۲- فتح القدر ص ۲۸۳- ج- ۱- خازن ص ۲۸۳- ج- ۱- تفسیر  
 کبیر للامام الرازی ص- ۴۵- ج- ۷- روح المعانی ص ۲۹- ج - ۲- جمل علی الجلائین ص  
 ۲۱۷- ج- ۱-

## صاحب تفسیر مدارک التنزیل لکھتے ہیں

ثم جزهن و فرق اجزاء بن علی الجبال التي بحضر تك  
 وفي ارضك و كانت اربعة اجبل او سبعة

مدارک ص ۸۰- ج- ۱-

ہذا فی تفسیر البیضاوی ص ۱۲۲- ج- ۱-

تفسیر حسینی ص ۵۱- ج- ۱- میں ہے برہر کو ہے کہ ممکن باشد کہ جزوے از انہا

بروتوانی نہاد چہ قسمت اینہوا بر جمع جبال متعذر راست و این از قبیل ایراد عام و ارادہ  
 خاص ملخص سخن آنست کہ بر ہر کوہ کہ نزدیک تو باشد و توانی بنہ

صاحب طریق النجات ص ۸۷ پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ فلیس

المراد من لفظ "کل" کل جبل من جبال العالم الدنیوی

جميعها بل المراد من کل جبل الجبال الاربعة او السبعة

الحاضرة هناك كما في البيضاوي وهكذا "كل بدعة ضلالة"

ترجمہ:- لفظ "کل" سے دنیا کے تمام پہاڑ مراد نہیں ہیں بلکہ "کل جبل" کے

لفظ سے چار یا سات پہاڑ مراد ہیں جو وہاں حاضر تھے جیسے کہ بیضاوی میں ہے اور اس

طرح "کل بدعة ضلالة" میں تو ثابت ہوا کہ لفظ "کل" کی مراد قرآن و لاکل کے

اعتبار سے ہی متعین کی جائے گی۔ نیز قرآن کریم میں یجبی الیہ ثمرات کل

شیئی نیز او تیت من کل شیئی نیز و اتیناہ من کل شیئی سببا



نیز وعلیٰ کل ضامر یاتین من کل فج عمیق۔ ان آیات کریمہ میں بھی جمع افراد موجود مراد نہیں ہیں۔ نیز ترمذی شریف ص ۲۲ میں ہے کہ جائز فی کلام العرب اذا صام اکثر الشهر صام کلمہ کہ کلام عرب میں یہ جائز ہے کہ جب اکثر مہینہ روزہ رکھ لیا تو کہہ دیتے ہیں کہ کل ماہ روزہ رکھا۔

فتاویٰ رضویہ ص ۷۳ ج ۱۔ ا میں ہے ”کل“ سے مراد اکثر ہوتی ہے۔ شرح فتوح الغیب ص ۱۱۹ میں ہے یا مقصود مبالغہ است کلم کل بر اکثر۔

حضرت مولانا علامہ سید دیدار علی شاہ صاحب رسول الکلام فی بیان المولد والقیام ص ۲۳ میں لکھتے ہیں۔ کل بدعة ضلالة عام مخصوص کقولہ تعالیٰ تدمر کل شیئی وقولہ تعالیٰ اوتیت من کل شیئی۔ بحوالہ ملا علی قاری شرح مشکوٰۃ کہ کل بدعة ضلالة ایسا عام ہے جس میں تخصیص کی گئی ہے جیسے کہ ان دو آیات میں تخصیص ہے۔

اسی حدیث کل بدعة ضلالة پر تبصرہ فرماتے ہوئے پیر محمد حسین شاہ صاحب قادری لکھتے ہیں لفظ ”کل“ تخصیص اور استثناء کی گنجائش رکھتا ہے چنانچہ حدیث شریف الجمعة واجب علی کل مسلم ملاحظہ ہو اس میں غلام و عورت وغیرہ کا استثناء موجود ہے۔ اور خلق کل شیئی اور اوتیت من کل شیئی میں تخصیص مسلم الثبوت ہے۔ اور فسجد الملائکة کلہم اجمعون میں لفظ ”کل“ اور اجمع اتنے امور مفید و مثبت عموم موجود ہیں مگر پھر بھی علماء نے جمع ملائکہ مراد نہیں لی بلکہ خاص ملائکہ کی مراد لی ہے اور آج تک کسی نے ان علماء پر اعتراض نہیں کیا۔ پس تمام اہل اصول لفظ کل میں تخصیص اور اجراء تخصیص کے قائل ہیں۔ ختم اللہ علی قلب الخصم ص ۳۸۔

ہمارے مشائخ چشت اہل بہشت رضوان اللہ علیہم اجمعین

یعنی حضرت خواجہ بزرگ اجمیری قدس سرہ۔ حضرت قطب الاقطاب بختیار کاکی



حضرت غوث العالم بابا فرید الدین گنج شکر۔ حضرت محبوب الہی سلطان الاولیاء حضرت مستغرق بحر شہود نصیر الدین محمود چراغ دہلی رضی اللہ عنہم کامل ترین اصحاب صحو تھے یہ لوگ عبودیت محض کے مقام پر فائز تھے ان حضرات سے ساری زندگی فخر و مباہات کے الفاظ صادر نہ ہوئے اور ایسے دعاوی سے کلی طور پر اجتناب رکھا اور ان لوگوں کے اسی نزول تام۔ کی وجہ سے ان کی دعوت و ارشاد موثر ترین ثابت ہوئی۔

### حضرت خواجہ بزرگ اجمیری

ننانوے لاکھ انسان حضرت خواجہ بزرگ کی توجہ سے دولت اسلام سے مالا مال ہوئے۔

حضرت خواجہ بزرگ عطاءے رسول اللہ نائب رسول اللہ اور فی الہند حبیب اللہ کے القاب سے ممتاز ہیں۔ ساری زندگی آپ کی زبان سے کوئی ایسی بات صادر نہ ہوئی حالانکہ مقام و مرتبہ یہ تھا کہ آپ کی وفات کے وقت بہت سے اولیاء کرام کو سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ سرور عالم ﷺ نے فرمایا میں اللہ کے محبوب معین الدین کا استقبال کرنے کے لئے آیا ہوں اور بعد از وفات آپ کی پیشانی اقدس پر قدرتی طور پر قلم نور سے یہ الفاظ لکھے گئے جن کو سب لوگوں نے دیکھا کہ ”مات حبیب اللہ فی حب اللہ“

”حبیب اللہ“ اللہ کی محبت میں فوت ہوئے۔“ یوں ہی حضرت قطب الاقطاب شہید المحبت تھے آپ ساری زندگی حب خدا میں ہی محو اور مست رہے اور شہادت بھی اسی حال تسلیم و رضا و عبودیت میں ہوئی نیز۔

حاشیہ:-

ا۔ ولما کان تاثیر دعوة محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام فی علاج القلوب المريضة وازالة ظلماتها اکمل واتم وجب القطع



بكونه نبيا هو افضل الانبياء والرسل شرح مواقف ص ۶۸۷

### حضرت بابائے اولیاء سیدنا گنج شکر رضی اللہ عنہ

کے بارے حضرت خواجہ بزرگ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ”بابا قطب شہباز عظیم بدام آورہ کہ بجز سدرۃ المنتہیٰ آشیانہ نمی گیرد“ فرید شمعیت کہ خانوادہ درویشاں منور سازد“ آپ ایسے عظیم شہباز ہیں جو ولایت کے انتہائی مقام کے بغیر کہیں قرار نہیں پائیں گے اور فرید ایسی شمع ہے جو اولیاء کے پورے خاندان کو منور کرے گی۔“ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ قطب پاک کی خدمت اقدس میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا۔

مقبول تو جز مقبل جاوید نشد

و ز لطف تو ہیچ بندہ نو مید نشد

عونت بکدام ذرہ پیوست دے

کال ذرہ بہ از ہزار خورشید نشد

اپ کا مقبول ہمیشہ کے لئے مقبول ہو گیا آپ کے لطف و کرم سے کوئی غلام بے امید نہ ہوا آپ کی مدد جس ذرے کو بھی لمحہ نصیب ہوئی وہ ذرہ ہزار آفتاب سے بہتر ہو گیا۔

### حضرت سلطان الاولیاء محبوب اللہ ہیں۔

مقام محبوبیت اور عبدیت محضہ میں آپ انتہائی بلند مقام پر فائز ہیں۔



## خرقہ معراجیہ

شب معراج سرکارِ دو عالم ﷺ کو ایک خصوصی خرقہ فقربار گاہ رب العزت جل و علا سے عنایت ہوا۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے صحابہ کو بلایا فرمایا مجھے ایک خرقہ ملا ہے اور حکم ہے کہ وہ خرقہ کسی ایک شخص کو دوں۔ میں اپنے دوستوں سے ایک بات پوچھوں گا دیکھتا ہوں کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں حکم ہوا ہے کہ جو شخص وہ خاص جواب دے۔ اسے یہ خرقہ دے دو رخ انور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف کیا کہ اگر یہ خرقہ فقر تجھے دوں تو تو کیا کرے گا؟

حضرت ابو بکر نے کہا میں صدق سے کام لوں گا اور طاعت خداوندی کروں گا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا اگر تجھے یہ خرقہ دے دوں تو تو کیا کرے گا۔ آپ نے عرض کی عدل و انصاف کروں گا اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر یہ خرقہ تجھے دے دوں تو تو کیا کرے گا۔ آپ نے عرض کی راہ خدا میں مال خرچ کروں گا اور سخاوت سے کام لوں گا۔ اس کے بعد حضرت علی سے پوچھا کہ اگر تجھے یہ خرقہ دے دوں تو تو کیا کرے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں پردہ پوشی کروں گا۔ بندگان خدا کے عیب چھپاؤں گا۔ رسول علیہ السلام نے فرمایا۔ لو یہ خرقہ تجھے دیتا ہوں مجھے یہی حکم تھا جو شخص یہ صحیح جواب دے اسے یہ خرقہ دے دوں چنانچہ یہ خرقہ امام اولیاء امام حسن بصری کی وساطت سے مشائخ کرام چشت اہل بہشت تک پہنچا۔ حضرت خواجہ بزرگ اجمیری علیہ الرحمۃ سے قطب الاقطاب تک آپ سے حضرت بابا فرید گنج شکر تک اور ان سے محبوب الہی کو ملا حضرت محبوب الہی نے یہی خاص خرقہ فقرا اپنی وفات کے وقت حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلی علیہم الرحمۃ و الرضوان کو مرحمت فرمایا۔ آپ کے وصال کے وقت یہ خرقہ فقر آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی قبر شریف میں دفن کر دیا گیا۔

فوائد الفوائد۔ سیر الاولیاء۔ سیرت نظامی بحوالہ لطائف اشرفیہ۔ جامع القلم۔



راحت القلوب شب معراج حکم ہوا کہ ہمارے محبوب نظام الدین کو ہمارا سلام پہنچانا۔  
سرکار دو عالم نے حضرت علی کو وصیت فرمائی اور یہ وصیت سلسلہ عالیہ چشتیہ  
ہشتیہ میں بتدریج حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچی اسی سبب سے حضرت محبوب الہی  
کی آمد پر حضرت گنج شکر نے سلام میں سبقت فرمائی اور یہ شعر پڑھا۔

اے آتشِ فراقِ دلہا کبابِ کردہ  
سیلابِ اشتیاقِ جاں ہا خرابِ کردہ

سیرت نظامیہ ص ۲۲

سیر الاولیاء میں ہے ایک دفعہ حضرت وجیہ الدین پائلی کو کچھ مشکل درپیش  
ہوئی تو حضرت خضر نے اسے حل کر دیا مولانا نے کہا اگر آئندہ مجھ کو کوئی مشکل درپیش  
ہو تو آپ سے کہاں ملاقات ہوگی فرمایا حضرت محبوب الہی نظام الدین اولیاء کے مطبخ  
میں۔ مولانا یہ سن کر حیران ہوئے اور اسی روز حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت حاصل  
کیا۔ سیرت نظامی میں بحوالہ کتاب سراج الہدایت ہے کہ حضرت مخدوم جمانیاں جہاں  
گشت نقل فرماتے ہیں کہ ایک روز حبیب اللہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات  
مردان غیب سے ہوئی ان میں سے ایک ابدال نے عرض کی اے خواجہ آپ نے دنیا  
کے شہروں میں شور برپا کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا  
قطب الدین نے۔ اس نے کہا نہیں فرمایا فرید الدین نے۔ اس نے کہا نہیں فرمایا نظام  
الدین نے۔ اس نے کہا ہاں حضرت نے فرمایا وہ تو مجھ سے چوتھے نمبر پہ ہیں۔ ابدال  
نے کہا آپ کے فرزندوں کی طرف سے جو بات ہوگی وہ آپ ہی کی طرف منسوب ہو  
گی۔ حضرت مخدوم جمانیاں جہاں گشت فرماتے ہیں حضرت محبوب الہی کو خداوند تعالیٰ  
نے دس قطبوں کی قوت عنایت فرمائی تھی اور ہر زمانہ میں ایک قطب ہوتا ہے جس  
کو غوث بھی کہتے ہیں الغرض حضرت محبوب الہی محبوبیت و معشوقیت کے جس درجہ پر  
فائز ہوئے وہ اور کسی ولی کو نصیب نہیں ہوا۔ اہل طریقت کا اس پر اتفاق ہے۔ سیرت



نظامیہ مطلوب الطالین حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا۔

”ہنوز نظام الدین محمد کا ظہور نہیں ہوا۔“ حضرت موسیٰ نے عرض کی وہ کون

ہیں۔ حکم ہوا میرے اور میرے رسول اللہ محمد ﷺ کے محبوب ہیں۔ اس وقت موسیٰ

علیہ السلام نے عرض کی الہم اجعلنی من امة محمد۔

حضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی نے بھی حضرت محبوب الہی سید نظام

الدین اولیاء کے وجود باجود کی خبر دی تھی اور امام المحبوبین و امام الصدیقین کے لقب

سے آپ کو یاد کیا اور مشتاقان و واصفان حضرت محبوب الہی سے تھے اور آپ کی طرف

سلام بھیجا۔ حضرت قطب زماں شیخ اجل سرزی کی حضرت خواجہ علی بخاری جد بزرگوار

حضرت محبوب الہی سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا اے خواجہ علی تمہارے فرزند کو

خدا تعالیٰ ایسا بیٹا عنایت کرے گا کہ چشم فلک نے نہ اس جیسا دیکھا نہ سنا۔ وہ عارفان و

محبوبان الہی کا پیشوا ہو گا۔

سیرت نظامیہ۔ مطلوب الطالین۔

حضرت محبوب الہی کے لباس سے عجیب ترین خوشبو آتی تھی۔ سیر الاولیاء میں

ہے حضرت محبوب الہی کی ذات مبارک دل کے تابع تھی اور دل روح مطہر کا تابع تھا۔

روح مطہر نے اپنے کمال سے قلب کو جذب کیا اور قلب نے قالب کو اپنے رنگ میں

رنگ لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت محبوب الہی ہمہ تن روح مجسم تھے۔

کتاب جوامع الکلم سے منقول ہے۔ کہ حضرت محبوب الہی فرماتے ہیں کہ

ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ چاند نہایت لطافت اور حسن و جمال کے ساتھ میرے سر پر

طالع ہوا اور باواز بلند مجھے خطاب ہوا وما ارسلنک الا رحمة للعالمین۔

میں نے اس خطاب کو سن کر سر جھکا لیا اور دل میں کہنے لگا کہ یہ خطاب جناب

سرور کائنات ﷺ کا ہے۔ میں بیچارہ اس خطاب کے لائق کہاں۔ جب میں نے سر بلند

کیا تو چاند نے مجھ سے پھر وہی خطاب کیا۔ وما ارسلنک الا رحمة



للعلمین۔ سیرت نظامیہ قطب ربانی سید محمد مکی قدس سرہ دقائِق المعانی میں لکھتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ مانند قطب کبار وحدت حضرت سلطان نظام الدین محمد البدایونی کے کوئی ولی آسمان کے نیچے آیا نہ آئے گا۔

کتاب معدن المعانی میں ہے کسی نے حضرت شیخ شرف الدین منیری قدس سرہ سے حضرت سلطان المشائخ کے احوال دریافت کئے۔ آپ نے فرمایا انکا مقام الطف ہے اور یہ محض لطف رب ہے۔ سوا سلطان المشائخ کے کسی ولی کو نصیب نہیں ہوا۔ مطلوب الطالین۔

### حاشیہ :-

۱۔ خرقہ معراجیہ کی سند میں سرکار دو عالم ﷺ سے لے کر حضرت خواجہ شاہ نصیر الدین چراغ دہلی تک جو حضرات آتے ہیں انہیں بائیس خواجگان کہا جاتا ہے سبحان اللہ کیسی عظیم الشان سند ہے۔

فقیر یہاں بطور تبرک پوری سند ذکر کرتا ہے وہو هذا۔ وہ خرقہ فقر جو شب معراج درگاہ رب العزت سے حضرت رسول کریم ﷺ کو عطا ہوا تھا وہ آنحضرت ﷺ نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو عطا فرمایا حضرت علی نے حضرت خواجہ حسن بصری کو انہوں نے حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید کو انہوں نے حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض کو انہوں نے حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم کو انہوں نے حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی کو انہوں نے حضرت خواجہ امین الدین ہیرہ بصری کو انہوں نے حضرت خواجہ ممشاد دینوری کو انہوں نے حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی کو انہوں نے حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی کو انہوں نے حضرت خواجہ ابو محمد چشتی کو انہوں نے حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی کو انہوں نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی کو انہوں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کو انہوں نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی ککلی کو انہوں نے حضرت خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر کو انہوں نے حضرت خواجہ



نظام الدین محبوب الہی کو انہوں نے حضرت خواجہ شاہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کو عنایت فرمایا قدست اسرار ہم حضرت خواجہ شاہ نصیر الدین نے بوقت وفات وصیت فرمائی اس خرقہ خاص کو میرے ساتھ قبر میں دفن کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق اسے سر شریف والی جانب میں آپ کی قبر شریف کے اندر دفن کر دیا گیا یہی وجہ ہے کہ آپ کے مزار شریف کے سرہانے کی طرف کسی کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔

### حضرت خواجہ سید محمد مبارک علوی کرمانی

سیر الاولیاء ص ۱۹۲ پر فرماتے ہیں یہ ضعیف کہتا ہے کہ۔

ذاتے کہ در لطافت طبع و کرامت

مثلش نبود و نیز نباشد در این جہاں

امیر خسرو نے سلطان المشائخ کی مدح میں کیا اچھا کہا۔

قطب عالم نظام ملت و دیں

کافآب کمال شد رخ او

وز جنید و ز شبلی و معروف

یادگار یست ذات فرخ او

شیخ ایشاں اگر چینس بودند

ورنہ بودند این چینس شیخ او

آپ کا دریا جیسا باطن جو ہر لحظہ عالم غیب میں سقاہم ربہم شرابا

طہورا (پلائی ان کو ان کے رب نے پاک شراب) کے ساقی سے بھرے ہوئے پیالے نوش کرتا ہے۔

کسی بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے۔

دریا کشم از کف تو ساقی



نہ گزارم نیم جرعه بارہا باقی  
لیکن دوست کے راز کا ایک ذرہ بھی ظاہر نہ کرتے تھے چنانچہ بارہا یہ مصرعہ  
آپ کی زبان پر آتا تھا۔

مرداں ہزار دریا خوردند و تشنه رفتند  
یہ کیسی غذا تھی اور کس قسم کا حوصلہ تھا کہ آخری دم تک صحو کے قاعدے پر  
تھے۔ یہ ضعیف کہتا ہے کہ۔ قطعہ

جہند را کہ ز اصحاب صحو میگیرند  
بجنب قدرش اور انہو ایں مقدار  
خواجہ شمس الدین دبیر نے کیا اچھا کہا ہے۔

آہ سر بستہ من اشک مرادر دل گفت  
خیز بارے تو بیروں رو کہ گزریافتہ ای  
شیخ سعدی نے بھی اس بارے میں کیا اچھا کہا ہے۔

گر فتم آتش دل در نظر نمی آید  
نگاہ می کنی آب چشم پیدارا  
شیخ عطار نے بھی کیا اچھا لکھا ہے۔ رباعی

عاشقی چیت ترک جاں گفتن  
سر کونین بے زبان گفتن

راز ہائے کہ در دل پر خون است  
جملہ از چشم خون فشاں گفتن

اگرچہ آپ شیخ شیوخ العالم علیہ الرحمۃ کے متاخر مریدوں میں سے تھے۔ کسی



بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے۔ قطعہ خاقانی۔

بعد از سہ مراتب آدمی زاد  
 بعد از سہ کتب رسید فرقان  
 گل باہمہ خرمی کہ وارد  
 از بعد گیاه رسد بہستان

لیکن حق تعالیٰ کی محبت اور عشق میں آپ کے اعلیٰ اور سابق مریدوں اور مشائخ کبار سے بھی سبقت لے گئے تھے۔ یہ ضعیف کہتا ہے۔

زمیں را باسماء نسبت نباشد  
 فلک باعرش کے وارد مساوات  
 تو بادشاہے و بے چارگاں اسیر کند  
 تو شاہسوارے و عشاق خاک پائے سمند

اور محبت کی گیند دین کے شاہسواروں سے مرد بادشاہوں کی طرح اچک لی صاحب سیر الاولیاء ص ۹۰ میں فرماتے ہیں۔

یہ کاتب الحروف نیک اعتقاد مریدوں کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ مشائخ شجرہ معظمہ بندگی خواجگان چشت قدس اللہ سرہم میں جن کا ذکر ہے ان میں سے ہر ایک محبت حق جل و علا میں سورج کی طرح روشن ہے انہوں نے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور مقام محبت سے ترقی کی ہے اور درجہ محبوبیت کو پہنچے ہیں چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔ فاتبعونی یحببکم اللہ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے زمانے میں عبادت الہی اور ترک دنیا میں اکابر مشائخ کے برابر تھا لیکن عالم محبت میں یہ سب کے سب دوسروں سے ممتاز ہیں۔ یہ ضعیف کہتا ہے۔ مثنوی

در عبادات یافتہ توفیق  
 بادشاہان عالم تحقیق



ہر یکے در زمان خود ممتاز

در محبت میان اہل نیاز

خصوصاً "خواجہ بندہ نواز سلطان المشائخ دارالملک راز نظام الحق والشرع والدین

(ان سب میں ممتاز ہیں) یہ ضعیف کہتا ہے۔

ز عشق حق مجسم بود ذاتش

جہان بندہ ال ذات پاکش

حقیقت یہ ہے کہ دونوں بزرگوں کے ارشادات ہی ان کے مقامات کو واضح کر

رہے ہیں حضرت محبوب سبحانی محبت الہی کے پیالے نوش کرنے کی بات کرتے ہیں اور

عشق کے پیالے نوش کر لینے کے بعد اپنے مست ہونے کا ذکر فرماتے ہیں۔ جبکہ حضرت

محبوب الہی محبت الہی کے ہزاروں دریا نوش کرنے کی بات کرتے ہیں اور پھر بھی تشنگی

ہے کیا مجال کہ اسرار الہی سے کچھ بھی زبان سے سرزد ہو جس قدر دریاؤں اور پیالوں

میں فرق ہے اسی قدر محبوب سبحانی اور محبوب الہی کے مراتب و مقامات میں فاصلہ ہے۔

یہ کیسے صاحب تمکین اور عظیم الشان صاحب صحو ہیں کہ دریا ہائے اسرار خداوندی

نوش کر جانے کے باوجود تشنه ہیں اور زبان سے اسرار الہی میں سے کچھ بھی ظاہر نہیں

ہونے دیتے اور پیالے پینے والے جو پیالہ بھی نوش کرتے ہیں مست ہو کر ظاہر کر دیتے

ہیں۔

حضرت محبوب الہی فرماتے ہیں۔

مرداں ہزار دریا خوردند و تشنه رفتند

مرد ہزار ہا دریا نوش کر جاتے ہیں اور تشنه رہتے ہیں۔

اور حضرت محبوب سبحانی فرماتے ہیں۔

سعت و مشت لنحوی فی کؤس۔ فہمت بسکرتی بین

الموالی



اور پھر کس حسین پیرایہ میں حضرت محبوب الہی نے بیان فرمایا ذکر مردان خدا کا ہے اپنا نام تک نہ لیا حالانکہ سب سے بڑے مرد تو آپ خود ہی تھے۔ علامہ رومی فرماتے ہیں۔

خوش تر آں باشد کہ سر دلبراں  
گفتہ آید در حدیث دیگران  
کسی نے کتنا اچھا کہا ہے۔

کہہ رہا ہے شور دریا سے سمندر کا سکوت  
جس میں جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے  
حیرت ہے جن عالی لوگوں کے شیخ تمام عمر بوجہ سکر و فنا و عروج و حال و اولال و  
زہو و عموم دعاوی طویلہ و عریضہ و شطیحات کثیرہ کا بکثرت اظہار فرماتے رہے وہ ہمارے  
مشائخ کو جو تامت حیات مقام عبودیتہ محضہ میں رہے اور کامل ترین اصحاب صحو تھے کم  
قرار دیتے ہیں۔

ایسے ہی موقع کے لئے کسی نے یہ شعر کہا ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد  
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے  
قادری حضرات کے شیخ اکبر حضرت ابن عربی قادری فرماتے ہیں۔

فان حکم صاحب الحال حکم المجنون الذی ارتفع عنه

القلم ص ۳۵۸ - ج ۲

حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ ساری زندگی صاحب سکر و حال و اولال ہی  
رہے اور عمر شریف کے آخری چار دن میں عبودیت و نزول کی طرف کسی قدر رجوع  
نصیب ہوا۔ مگر مقام عبودیت و نزول تام نہ ہو سکا۔ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی  
انہیں دنوں میں آپ نے اپنے قول قدمی ہذہ الخ سے رجوع فرمایا اور عجز و نیاز



تواضع کو حق اور اصل قرار دیا اس بات پر سارے کے سارے اولیاء کاملین کا اجماع و اتفاق ہے خواہ چشتی ہوں یا نقشبندی سروردی ہوں یا قادری بلکہ قادری شیخ اکبر تو آپ کو صاحب مقام مانتے ہی نہیں فرماتے ہیں۔ وکان للامام عبدالقادر علی ماينقل الينا من احواله حال الصدق لا مقامه وصاحب الحال له الشطح و كذلك كان رضى الله عنه فتوحات ص ۲۲۳ - ج ۲

حضرت شیخ اکبر مقام عبدیت کو ہی سب مقاموں سے اعلیٰ مقام قرار دیتے ہیں فرماتے ہیں ولم يتحقق بهذا المقام على كمال مثل رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم فكان عبداً محضاً زاهداً في جمع الاحوال التي تخرجه عن مرتبة العبودية ص ۲۱۴ - ج ۲

انوار الاسرار قلمی ص ۳۰ ملفوظات حضرت خواجہ صاحب تو گروی علیہ الرحمہ و تصنیف لطیف حضرت خواجہ عبدالحکیم خلیفہ حضرت خواجہ صاحب مذکور میں ہے کہ شاہ شرف الدین بو علی قلندر نے حضرت امیر خسرو سے کہا کہ میں نے تیرے پیر کو حضرت سرور کائنات ﷺ کی مجلس شریف میں کبھی نہیں دیکھا امیر خسرو آپ کے اس کلام سے آزرده خاطر ہوئے اپنے پیر و مرشد حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت شریف میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا اس کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ آج رات یہ وظیفہ پڑھ کر سوئے چنانچہ قلندر صاحب نے وہ وظیفہ ادا کیا۔ جب خواب میں گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول مقبول ﷺ کی آمد کی آواز ہے۔ نقیبان خاص نے دربار سلطان السلاطین ﷺ لگا دیا صحابہ کرام اور اولیاء عظام کے خیمے اپنے اپنے مقام پر نصب کر دیئے ان میں ایک در بستہ خیمہ سب سے اعلیٰ اور نہایت زیبا تھا قلندر صاحب رسول اللہ علیہ السلام کی زیارت کے بعد دوسرے خیموں کی زیارت کرنے لگے جب مقصد زیارت اس خیمہ در بستہ کے پاس آئے جو سب سے اعلیٰ و زیبا تھا تو رقیبان بارگاہ نبوی نے ممانعت کر دی بہت کوشش کے باوجود اندر نہ جانے دیا رسول پاک ﷺ



کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا حضرت فلاں خیمہ میں کون ہے اس کی زیارت نہیں کرنے دیتے جناب سرور کائنات ﷺ نے فرمایا اس خیمہ میں ہمارا محبوب ہے۔ قلندر صاحب کے اشتیاق میں بے حد و عد اضافہ ہو گیا۔ الحاح تمام کے ساتھ درخواست زیارت کی جناب سید عالم ﷺ نے فرمایا میری اجازت کے بغیر اس کی زیارت کسی کو میسر نہیں اگر تو زیارت کرنا چاہتا ہے تو میرا سلام و پیام اس خیمہ کے رقیبوں کو پہنچاؤ اور زیارت کر لو قلندر صاحب نے ایسا ہی کیا جب رقیبوں نے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ جناب سلطان المشائخ بتمل شاہانہ تخت مرصع جواہرانہ پر تشریف فرما ہیں۔ حضرت قلندر صاحب زیارت کرتے ہی بے خود ہو گئے۔ جب خواب سے بیدار ہوئے تو نام ہوئے بوقت فجر حضرت امیر خسرو بچکم حضرت سلطان الاولیاء حضرت قلندر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قلندر رو رہے تھے اور حضرت امیر کے ساتھ کوئی بات نہ کی۔ نیز ص ۵۰ پر ہے۔

میں نے فیاض عالم حضرت خواجہ صاحب سے سنا کہ حضرت سلطان العارفین خواجہ بزرگ معین الحق والدین حسن سنجرى اجمیری چشتی قدس سرہ ولایت بغداد میں تشریف فرما ہوئے اس ملک میں قحط پڑ گیا یہاں تک کہ آب چاہ و عذیر بھی خشک ہو گیا۔ لوگ حضرت غوث صمدانی محبوب شیخ عبدالقادر جیلانی کے پاس فریاد لے کر گئے۔ حضرت محبوب سبحانی نے نور باطن سے معلوم کر کے فرمایا کہ برادر م معین الدین چشتی اس ملک میں تشریف لائے ہیں۔ یہ قحط آپ کے فقر و فنا کی تاثیر ہے۔ لہذا آپ کو تلاش کر کے یہاں لاؤ لوگوں نے تلاش بسیار کے بعد آپ کو ایک ویران مسجد میں ایک صف میں ملفوف پایا اور بصد اعزاز و احترام حضرت غوث صمدانی کے پاس پہنچایا حضرت غوث نے استقبال و تعظیم و تکریم کے بعد حضرت خواجہ بزرگ کی دعوت تیار کرائی اور خادم کے ہاتھ کھانا بھیجا اور اسے فرمایا کہ حضرت جو اشارہ فرمائیں گوش ہوش سے سن کر مجھے بتانا جب خادم نے حضرت کی خدمت میں طعام پیش کیا تو آپ نے بعد از فراغ



فرمایا کہ نان بے نمک تھا خادم نے جو کچھ سنا حضرت غوث کی خدمت میں عرض کیا حضرت غوث پاک نے اشارہ کا معنی سمجھ لیا کہ آپ سماع چاہتے ہیں۔ آنا "فانا" اپنے خادموں کو حکم فرمایا کہ قوال حاضر کریں چنانچہ ایک خالی حجرہ میں حضرت خواجہ بزرگ کے پاس مجلس سماع منعقد ہوئی حضرت غوث بذات خود دروازہ پر عصا پکڑ کر گھبانی کے لئے کھڑے ہو گئے۔ جب بغداد کے علماء کو علم ہوا تو شور و غوغا کرتے ہوئے بشوخی تمام پوچھنے لگے کہ یہ کون شخص ہے کہ جس نے یہ بدعت شروع کی ہے۔ حضرت غوث نے جواب میں فرمایا "اسی آل شخص است کہ محی الدین دربان اوست" اے یہ وہ شخص ہے کہ محی الدین اس کا دربان ہے۔ اس پر سب لوگ خاموش ہو گئے اور کوئی مزاحمت نہ کی بعد از فراغ سماع دونوں حضرات تشریف فرما ہوئے حضرت غوث نے فرمایا مجھے آپ کے ساتھ گوشہ میں بیٹھنے کی ضرورت ہے حضرت خواجہ بزرگ نے فرمایا گوشہ نشینی میں دو چیزیں مانع ہیں ایک یہ کہ کہیں یہ بات میرے پیر دستگیر کے سمع مبارک تک پہنچے اور از روئے غیرت آپ کا خاطر شریف آزرده و رنجیده ہو۔

### حاشیہ :-

اے صاحب جواہر فریدی لکھتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بطریق انکار آپ کے پاس نہ جاؤ فتح نہ پاؤ گے۔ جب وہ لوگ حضرت خواجہ کے قریب گئے تو ایک ہی نگاہ سے بے ہوش ہو کر وجد کرنے لگے۔ ہوش میں آئے تو انکار و اعتراض سے تائب ہو کر مرید ہو گئے حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ نے اپنے فرزند شیخ عبدالوہاب کو فرمایا جاؤ اور حضرت خواجہ سے نعمت باطنی حاصل کرو چنانچہ شیخ عبدالوہاب حاضر خدمت ہو کر نعمت باطنی اور وصل حق کے طالب ہوئے حضرت خواجہ بزرگ نے انہیں نوازا چنانچہ ان کے سلسلہ میں سماع بکثرت رائج ہوا۔

حضرت اجمیری قدس سرہ کا ارشاد میں کسی کا کمال

اپنے پیر کے کمالات سے زیادہ نہیں جانتا



صاحب سیر الاقطاب لکھتے ہیں آپ نے فرمایا اور باعث خرابی عالم ہو اس لئے کہ میں اپنے اعتقاد میں کسی کا کمال اپنے پیر کے کمالات سے زیادہ نہیں جانتا اور نہ ہی میں آپ کی ذات بابرکات کو کسی سے کم سمجھتا ہوں اور آپ کو اکمل اکملین روزگار شمار کرتا ہوں۔ اسے نیز گوشہ نشینی کی اس لئے بھی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ یہ لوگ اگر محرم ہیں تو حق تعالیٰ کی باتیں ان سے پوشیدہ رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں اگر محرم نہیں ہیں تو انہیں کیا معلوم کہ حضرت کیا فرماتے ہیں چنانچہ آپ کے اس جواب پر غوث پاک چپ ہو گئے اور کچھ جواب نہ دیا ہمارے شیخ المشائخ حضور خواجہ بزرگ نے جو کچھ حضرت غوث کے سامنے فرمایا ہم اپنے شیخ کی سنت ادا کرتے ہوئے وہی کچھ آج کے عالی قادری حضرات کے سامنے ڈنکے کی چوٹ پہ کہتے ہیں علی رؤس الاشهاد کہتے ہیں ہم اپنے اکابر مشائخ کرام کو سمیت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے کسی بھی سلسلہ کے اکابر مشائخ سے کم نہیں سمجھتے بلکہ اعلیٰ ترین و افضل ترین سمجھتے ہیں اور یہ صرف اظہار عقیدت ہی نہیں ایک حقیقت واقعہ ہے جو ذلائل قاہرہ سے ثابت ہو چکی ہے۔ اور روز روشن کی طرح عیاں ہے یہی سارے ہشتیوں کا عقیدہ ہے اور بالفرض اگر کسی کا یہ عقیدہ نہ ہے تو وہ اپنے عظیم ترین مشائخ کے فیض سے محروم ہے۔

حضرت خواجہ سید محمد مبارک علوی کرمانی خلیفہ حضرت محبوب الہی سید نظام

الحق والملة والدين سیر الاولیاء ص ۵۲۶ پر رقمطراز ہیں۔

اگر ست اعتقاد مرید کے دل میں یہ خطرہ گزرے کہ دنیا میں میرے پیر جیسا کوئی ہے کہ جو خدا تک پہنچا سکتا ہے۔ تو یقیناً "ایسے مرید کے دل پر شیطان ملعون قبضہ کر لیتا ہے اس پر پیر کے ساتھ مشغولی کے ہر دروازے کو بند کر دیتا ہے۔ اس کے اعتقاد میں خلل ڈالتا ہے اور اسے ایسی راہیں دکھاتا ہے کہ جس کی وجہ سے اس کے اعتقاد و ارادت میں فساد واقع ہو۔ نعوذ باللہ منہا حضرت خواجہ حسن دہلوی حضرت محبوب الہی کی شان میں لکھتے ہیں خواجہ راستین کہ لقب یافتہ و ما ارسلنک الا رحمة



للعلمین ملک الفقراء والمساکین نیز لکھتے ہیں سلطان دارالملك راز  
 ملک المشائخ علی الاطلاق قطب الاقطاب العالم بالاتفاق۔ نیز لکھتے ہیں "قطب  
 الاقطاب فی الارضین ختم المشائخ فی العالمین" نیز لکھتے ہیں۔  
 سلطان الاولیاء قطب العالم سلطان المشائخ والعارفین نظام  
 الحق والشرع والدين متع الله المسلمين بطول بقائه۔

یکے از امت ختم التمسین  
 شد جزوے کے ختم المشائخ

حضرت سید محمد حسین شاہ قادری۔ ختم اللہ ص ۲۷ پر لکھتے ہیں۔

نظام الدین سلطان مشائخ شان محبوبی  
 محب مصطفیٰ محبوب حق شایان محبوبی  
 صف عشاق چاروں سمت مشتاق زیارت ہے  
 نکل کر سبز خیمہ سے دکھا دو شان محبوبی  
 نہیں ہے اولیاء میں تیرا ثانی اے محب اللہ  
 ہے ایوان ولایت سے بلند ایوان محبوبی

حاشیہ:-

۱۔ حضرت سیدنا خواجہ اجمیری کے فرمان سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت عثمان  
 ہرونی اس وقت مقام فردیت میں تھے اور شیخ جیلانی کے برابر یا ان سے بھی بالا تر مرتبہ  
 پر تھے یاد رہے غوث و قطب بھی افراد میں سے ہی ہوتا ہے اور جماعت افراد دائرہ  
 قطب سے خارج ہوتی ہے۔



## سیدنا جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا سیدنا اجمیری سے فیض پانا

بعض لوگ کہتے ہیں کہ سلسلہ چشتیہ میں بھی غوث پاک کا ہی فیض ہے۔ لہذا غوث پاک اور ان کا سلسلہ افضل ہے جو اباً" عرض ہے کہ معاملہ یک طرفہ نہیں بلکہ دو طرفہ ہے اگر خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ فیض یافتہ ہیں تو حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یافتہ ہیں۔ حقیقت گلزار صابری مولفہ مخدوم زمن شاہ محمد حسن صابری کا ص ۱۰۹ تا ص ۱۱۰ ملاحظہ کیجئے۔ حضرت غوث پاک نے خواجہ بزرگ اجمیری علیہ الرحمۃ شہنشاہ شفاعت امر سے فیض حاصل کیا دعائے حرزیمانی ملقب سیف اللہ و سلطان الاوراد کی اجازت حاصل کی۔ نیز اقتباس الانوار ص ۱۳۵ میں ہے۔ مخصوص ترتیب اسم اعظم جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سینہ سینہ حضرت خواجہ کو پہنچی تھی وہ آپ سے حضرت غوث پاک نے حاصل کی۔ اب آپ کس منہ سے کہیں گے کہ قادری سلسلہ میں چشتیوں کا فیض نہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ غوث پاک اس وقت اپنی عمر کے آخری حصہ میں تھے اور خواجہ اجمیری ابتدائے سلوک میں جو نوجوان عنفوان شباب میں اس مقام کا حامل ہے۔ اس کا منتہی کیسا ہو گا۔

## حضرات مشائخ چشت پر افترا

بعض لوگ حضرت عطاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواجہ بزرگ اجمیری قدس سرہ و حضرت قطب پاک و حضرت مخدوم صابر کلیری کی طرف ایک ایک منقبت منسوب کرتے ہوئے اپنے مقصد پر استدلال کرتے ہیں جبکہ آج تک وہ لوگ ٹھوس تو کجا کمزور سا ثبوت بھی پیش نہیں کر سکے۔ بازار میں ایک دیوان حضرت خواجہ اجمیری علیہ الرحمۃ سے منسوب ملتا ہے جس کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ وہ آپ کی طرف غلط طور پر منسوب کیا گیا ہے حقیقت میں یہ دیوان ملا معین الدین فراہی کا ہے۔

مقابیس المجالس ص ۱۵۹ ملفوظات قطب وقت حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ



میں ہے کہ ایک صاحب نے کتاب معارج النبوة کا ذکر کیا تو حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ نے فرمایا ملا معین صاحب واعظ کی تصنیف ہے ان کا ایک دیوان بھی ہے جس کا نام دیوان معین ہے اور چھاپہ خانہ والوں نے زیادہ بکری کی خاطر اس دیوان کو شیخ الاسلام خواجہ بزرگ معین الدین قدس سرہ سے منسوب کر دیا ہے حالانکہ اس کے مصنف ملا معین صاحب ہیں۔ سوانح حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر مصنفہ وحید احمد مسعود ص ۲۰۶ میں ہے۔ حضرت خواجہ بزرگ اجمیری علیہ الرحمۃ کے نام نامی سے منسوب ایک دیوان بازار میں ملتا ہے مگر وہ دیوان مولانا معین الدین فراہی کا ہے جو اپنے زمانہ کے مشہور واعظ تھے۔

اس طرح حضرت خواجہ بختیار کاکی سے بھی ایک دیوان فرضی طور پر منسوب ہے جو ان کے شایان شان نہیں اور تو اور حضرت مخدوم صابر جیسے مجذوب بزرگ بھی شاعر بنا دیئے گئے ہیں۔ حضرت سلطان المشائخ کا صاف و صریح اعلان ہے کہ ”نہ میں نے کوئی کتاب لکھی اور نہ میرے پیران سلسلہ نے“۔ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی ارشاد فرماتے ہیں۔ میرے پیر و مرشد جناب سلطان الاولیاء قدس سرہ فرماتے تھے میں نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی اس واسطے کہ شیخ الاسلام حضرت فرید الدین علیہ الرحمۃ اور شیخ الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین علیہ الرحمۃ اور باقی خواجگان چشت جو داخل ہمارے شجرہ میں ہیں کسی نے کوئی تصنیف نہیں کی خیر المجالس ص ۴۵۔

ملفوظات حضرت سیدنا شاہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی قدس سرہ۔

سیرت خواجہ معین الدین چشتی ص ۲۴۵ تا ص ۲۴۷ میں لکھتے ہیں۔ حضرت والا کے تبحر علمی میں کس کو کلام ہو سکتا ہے۔ نیشاپور سمرقند اور بخارا میں اعلیٰ تعلیم پائی اور فضیلت کی سندیں حاصل کی تھیں تبحر علمی کو مد نظر رکھ کر تصنیف و تالیف کا تخیل جمانا قرین عقل ہو سکتا ہے مگر خواجگان چشت کو مخالفت اور پردہ پوشی نے اسم و رسم سے بے گناہ بنا دیا لہذا ان کا طریقہ بر ملا اعلان کر رہا ہے۔



ماآچہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم  
الا حدیث یار کہ تکرارے کنیم

حدیث یار حاصل علم ٹھہری اور رجوع الی الاصل اس سے مراد لی گئی۔ اس لحاظ سے وہ گفتنی نہیں رہی۔ بلکہ عمل بن کر معمولات میں شامل ہو گئی اور جزو روح بن گئی۔ بات جب ایسی ہو تو ان کا عمل اور طریق کار ہی ان کی تصنیف ہے۔ محبت حق میں یہ صاحبان اس قدر محو ہوئے کہ اخلاق اور اس کے رزائل و فضائل مہلکات و منجیات اور ازیں قبیل تصوف کے دوسرے مسائل پر انہوں نے کوئی کتاب لکھی ہی نہیں قیل و قال کی تصنیف کے متعلق اگرچہ بڑی گنجائش ہے مگر اس کا حاصل وصول کچھ نہیں حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کا صاف و صریح ارشاد گرامی اپنی جگہ اٹل ہے کہ من ہیچ کتابی نہ نوشتہ ام زیرا کہ شیخ الاسلام فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ و از خواجگان چشت ہیچ شخصے تصنیف نہ کردہ است۔ مزید لکھتے ہیں دیوان جس کو حضرت والا (خواجہ بزرگ اجمیری قدس سرہ) سے نسبت دی جاتی ہے وہ با تحقیق ملا معین کاشفی ہرونی کے جذبات کا آئینہ ہے اور حضرت والا کے واردات جذبات خیالات تعلیم اور طرز سے دور کا بھی واسطہ نہیں رکھتا ملا معین نویں صدی ہجری کے مشہور رواعظ تھے ان کی شہرت و عزت معارج النبوة کی تصنیف کی وجہ سے ہوئی اب اگر اسی دیوان کو حضرت والا سے کوئی تعلق ہے تو اس کی سند ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری کے حالات سے پیش کرنا چاہئے ظاہر ہے کہ نویں صدی ہجری سے پہلے کسی نے بھولے سے بھی حضرت والا کے کسی دیوان کا ذکر نہیں کیا ہے اور نہ کوئی دیوان ان سے منسوب کیا گیا۔ سیرت خواجہ سید معین الدین چشتی قدس سرہ مصنفہ وحید احمد مسعود ص ۲۳۵ تا ص ۲۳۷۔

حضرات مشائخ کرام کی طرف منسوب کی گئی یہ نظمیں اس قدر مبالغہ آرائی پر مبنی ہیں کہ ان محبوبان خدا کے شایان شان ہی نہیں ہیں اور نہ ہی کوئی بڑے سے بڑا مدعی آج تک ان کا کوئی اصل پیش کر سکا ہے۔ فاتو برہانکم ان کنتم صادقین۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی مبالغہ آرائی اور مدح سرائی واعظین ہی کا



کام ہے۔ نیز یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ان حضرات نے کوئی نظم رسول اللہ ﷺ کی شان میں تو نہ لکھی مگر سب نے ایک ایک مبالغہ آرائی پر مبنی نظم حضرت شیخ کی شان میں لکھنا ضروری خیال کیا تو اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی مداح کی ذہنی اختراع ہیں جس نے اپنے خود ساختہ مسلک کو تائید دینے کے لئے ان نظموں کو حضرات مشائخ عظام کی ذوات قدسیہ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

## عالی قادیوں کا غلو

شدید عالی لوگ حضرت شیخ قدس سرہ کی شان میں اس قدر غلو سے کام لیتے ہیں کہ صحابہ کرام و ائمہ عظام بلکہ انبیاء کرام کو بھی معاف نہیں کرتے۔ در حقیقت ایسے عالی لوگوں کی تحریریں ہی اس تصنیف کا باعث اصلی بنیں۔ جبکہ بعض قادری علماء کا مبالغہ آمیز کلام بھی ان جہال کی خرابی بربادی بیدینی و زندیقی کا سبب بنا ان زندیقوں کی تردید اہل حق پر فرض و لازم ہے۔ بظاہر یہ صوفیانہ شکل میں ہیں مگر در حقیقت شیطان صفت ہیں۔ من گھڑت حکایات اور کرامات کو ان بزرگوں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور مسلک کے سخت نقصان کا سبب بن رہے ہیں عام لوگوں کو سنی حنفی قادری کہلا کر دھوکہ دیتے ہیں ان کا افراط و تجاوز اس قدر بڑھ چکا ہے کہ خود قادری علماء بھی گھبرا اٹھے ہیں۔ مفتی اقتدار احمد نعیمی قادری العطا یا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ حصہ دوم ص ۳۰۴ میں لکھتے ہیں۔ ”ہاں وہ کرامات جو جوش جنون میں بعض خبشاء نے خود گھر بیٹھے بنا کر غوث پاک عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کر دیں اور وہ شریعت کے بھی خلاف ہیں۔ وہ ناقابل قبول ہیں کیونکہ ان کی تائید قرآن و حدیث سے کہیں بھی نہیں ملتی مثلاً ”غوث پاک کا روحوں والی زنبیل چھین لینا (معاذ اللہ) اس طرح کی کفریہ فسقہ باتیں لوگوں کو گستاخ بزرگان بنا دیتیں ہیں اس لئے کہ حضرت ملک الموت عزارئیل علیہ السلام رسل ملائکہ تمام غوثوں قطبوں سے ان کا مقام بلند تر ہے۔ غوث پاک عبدالقادر جیلانی کا مقام و درجہ صرف اپنے وقت اور بعد والے تمام اولیاء اللہ سے



بلند ہے جیسا کہ ہم نے سیرت امام اعظم میں ثابت کر دیا۔ یہ دراز گفتگو مجھے اس لئے کرنا پڑی کہ فی زمانہ جس طرح وہابی دیوبندی اہلسنت بن کر حضور غوث پاک اور دیگر اولیاء اللہ کی گستاخیاں کرتے پھرتے ہیں اسی طرح بعض شیطان لوگ سنی بن کر صوفیانہ لباس پہن کر غوث پاک کے جھوٹے عاشق بن کر یہاں تک بد عقیدگی کر جاتے ہیں کہ ولی کا درجہ نبی سے بڑھا دیتے ہیں۔ حالانکہ مسلک اہلسنت میں کوئی ولی کسی نبی سے برابری نہیں کر سکتا۔ غوث پاک عبدالقادر جیلانی اور دیگر تمام غوث و قطب تو تابعین و تبع تابعین کے بعد درجہ رکھتے ہیں۔ وہ سرکاریں ہیں اور یہ غوث قطب ان کے خدام ہیں۔ ان کے خلاف عقیدہ رکھنے والا حاشا حاشا سنی نہیں ہو سکتا۔



نمبر۔ انا تک دادک ولوں اچا سچا حسابوں نبیوں نبیان نالوں گھٹ نہ رہیا ہر وصفوں ہر کسبوں

نمبر۔ ۲ کے برسوں دے موئے جگائے سکے نیرو گائے کھتے روح فرشتے ہتھوں لکھے لیکھ ہٹائے

نمبر۔ ۳ نبیاں نوں رب ولوں آندے وحی سلام سنھے وحی نہ محرم میراں تائیں دے بھید اچھے

نمبر۔ ۴ نبیاں تے جد اوکڑ آئی روح میراں دا پوہتا مشکل حل کرائی ہردی۔ قرب شہاندا بوہتا

اشعار مذکورہ پر تبصرہ کرتے ہوئے مفتی اقتدار احمد نعیمی قادری لکھتے ہیں

## الجواب

سوال مذکورہ میں سیف الملوک کے جتنے اشعار بھی درج کئے گئے ہیں وہ سب قطعاً قطعاً غلط اور گمراہی ہیں پہلے تین اشعار کا دوسرا مصرعہ غلط اور غیر شرع ہے لیکن چوتھا شعر تو مکمل کفریہ ہے جو مسلمان ان پر عقیدہ رکھے گا یا ان کو صحیح کہے گا وہ ایمان سے خارج ہوگا اور پہلے تین اشعار کو ماننے والا گمراہ ہے (تا) اسلئے یہ کلام سخت گمراہی و ضلالت ہے اور آخری شعر کفریہ ہے ان اشعار میں دوسرے کسی معنی کی گنجائش نہیں جس نے بھی یہ شعر بنایا ہے وہ اسلام سے دور کی گمراہی میں ہے غوث اعظم حضور سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مسلک اہل سنت بالکل صاف اور واضح ہے۔ کسی ایچ پیج اور توڑ پھوڑ یا تاویل کی ضرورت نہیں یہ کہ شہنشاہ بغداد اپنے زمانے اور بعد والے تا قیامت اولیاء اللہ غوثوں، قطبوں کے سردار ہیں اور پہلے زمانوں کے اولیاء اللہ یعنی اولیاء بنی اسرائیل وغیرہ بھی آپ کا احترام و ادب ملحوظ رکھتے ہیں لیکن صحابہ کرام تابعین اور غوث پاک کے اساتذہ اور مشائخ مرشدین رضی اللہ عنہم کا مقام و قرب درجہ بدرجہ فوقیت رکھتا ہے چنانچہ آقاء کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا ارشاد پاک ہے مشکوٰۃ شریف ۶۵۳ بروایت بخاری شریف مسلم اور نسائی شریف باب مناقب صحابہ عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ



ﷺ اکرموا اصحابی فانہم خیار کم ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم الخ ترجمہ اے قیامت تک کے مسلمانوں میرے صحابہ کی تعظیم کرو کیونکہ وہ تم تمام سے افضل ہیں پھر وہ تمام سے افضل ہیں جو ان سے ملیں یعنی تابعین پھر وہ تمام لوگ تا قیامت سب سے افضل ہیں جو ان سے ملیں یعنی تبع تابعین ان احادیث سے ثابت ہوا کہ تا قیامت کوئی مسلمان غوث و قطب عالم فقیہ صوفی یا قطب الاقطاب کسی صحابی تابعی یا تبع تابعی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا اور جو شخص کسی ولی اللہ یا کسی صوفی یا کسی عالم کا درجہ کسی بھی صحابی وغیرہم سے زیادہ کہتا ہے یا سمجھتا ہے وہ بغیر دلیل بات کرتا ہے اور وہ کم عقل فرمان رسول کریم ﷺ سے مقابلہ کرتا ہے دلیل دوم۔  
 قلائد الجواہر مترجم اردو مطبوعہ مدینہ کمپنی کراچی ص ۱۸ مصنف عارف باللہ محمد یحییٰ تادنی رضی اللہ عنہ قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کی تشریح کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں۔ غالباً "قدم حقیقی شیخ کی بھی مراد نہیں ہے کیونکہ یہ کئی وجوہ کی بنا پر نامناسب معلوم ہوتا ہے ان میں سے ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ اس طرح ان اسلاف کا احترام بے معنی سا ہو کر رہ جاتا ہے جس پر اساس طریقت قائم ہے۔ اس عبارت سے واضح ہو گا کہ غوث پاک اپنے سلف کا احترام کرتے ہیں یعنی سلف غوث پاک کے اساتذہ جن کی شاگردی غوث اعظم نے کی یا مشائخ جن کی بیعت آپ ہوئے نیز علامہ عسقلانی و دیگر کثیر مشائخ و اکابر نے قدمی ہذہ کا مطلب بیان فرماتے ہوئے فرمایا۔ کہ اگر اس کا معنی حقیقی قدم ہے تو ہم زمانہ اور بعد والے اولیاء اللہ مراد ہیں نہ کہ پہلے والے کیونکہ ان میں کچھ تو غوث پاک کے استاد بن کر ظاہری فیض عطا فرماتے رہے اور کچھ بزرگان دین نے غوث پاک کو اپنا مرید بنا کر روحانی فیض عطا فرمایا۔ تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اپنے استاد یا مرشد کی گردن پر قدم رکھ کر افضلیت کا دعویٰ کر دے (تا)  
 چوتھی دلیل قلائد الجواہر ص ۸۰ پر ہے کہ شیخ احمد رضی اللہ عنہ اور شیخ ابوبکر ہوار سے بالواسطہ مروی ہے کہ قدمی ہذہ سے مراد اس دور کے تمام اولیاء اللہ ہیں کیونکہ وہ آنے والا (یعنی غوث پاک) اپنے عہد میں یکتا روزگار ہو گا رہا اعلیٰ حضرت کا یہ شعر  
 جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے



سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا۔  
 اسکے چار مطلب بیان کیے گئے ہیں نمبراً۔ قبل سے مراد سابقہ امتوں کے اولیاء اللہ ہیں  
 جیسے امت سلیمان کے آصف بن برخیا اور امت موسیٰ و عیسیٰ وغیرہ علیہم السلام کے  
 اولیاء اللہ اصحاب کف وغیرہ نمبر ۲۔ قبل سے مراد صحابہ تابعین تبع تابعین کے بعد وہ  
 اولیاء اللہ ہیں جو آپ کے اساتذہ و مشائخ سے علاوہ ہیں نمبر ۳۔ یہاں ادب سے مراد  
 احترام و افضلیت نہیں۔ بلکہ شفقت مراد ہے اور لغت کے اعتبار سے ادب معنی  
 شفقت بھی آیا ہے چنانچہ۔ حاشیہ مشکوٰۃ شریف ص ۳۹۷ کتاب بحوالہ مرقات شرح  
 مشکوٰۃ شریف میں ہے مرقات جلد نہم ص ۲۵ مطبوعہ امدادیہ ملتان پاکستان قبیل  
 التعظیم لمن فوقک والرفق لمن دونک پوری عبارت کا ترجمہ اس طرح  
 ہے کہ آداب جمع ہے ادب کی اور ادب کے چند معنی جن میں سے دو یہ ہیں بعض کی  
 طرف سے کہا گیا ہے کہ اپنے سے بڑے کا ادب اس کی تعظیم ہے اور اپنے سے  
 چھوٹے کا ادب اس سے شفقت و نرمی کرنا ہے اور خاصیت کی بنا پر رعایت برتنا ہے۔  
 یہ تینوں معانی اس شعر کے درست ہیں۔ چوتھا معنی جو بعض ان پڑھ عوام لوگ کہتے  
 ہیں کہ اس شعر کا معنی یہ ہے کہ سرکار بغداد کا درجہ تمام صحابہ تابعین وغیرہ سب سے  
 زیادہ ہے یہ مراد لینا جہالت کے سوا کچھ نہیں کیونکہ مسلک اہل سنت کے خلاف بلکہ  
 قرآن و حدیث و فقہ کے صریحی خلاف ہے بھلا اعلیٰ حضرت مسلک اہل سنت کے خلاف  
 کیسے لکھ سکتے تھے۔ (تا) تو جس کسی کے بھی ہوں۔ سراسر کفریہ ہیں اور تمام علماء  
 اسلام عربی و عجمی کا اس پر اتفاق ہے جیسا کہ الازہر مصر دارالعلوم منظر اسلام بریلی  
 شریف حجاز قدس افغانستان مفتی کابل اور پاکستان کے بیشتر علماء کرام فقہاء ملت کے  
 فتاویٰ حاصل ہو چکے ہیں۔ (تا) تو جو بد بخت گمراہ یہ کہنے کہ غوث پاک انبیاء سے زیادہ  
 قرب زیادہ محرم راز الہی اور کسی وصف میں کم نہیں وہ نگاہ غوثیت میں مردود کیوں نہ  
 ہوگا۔ اللہ کے یہ پیارے بندے اس طرح کی چاپلوسیوں سے اور بیجا تعریفوں سے خوش  
 نہیں ہوا کرتے بلکہ نگاہ قہر سے ناراض ہوتے ہیں عیسائی حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ کہتے  
 ہیں شیعہ حضرت علی کو رب اور خدا کہتے ہیں۔ تو کیا ان کفریات سے حضرت عیسیٰ علیہ



السلام یا حضرت علیؓ خوش ہیں؟ ہرگز نہیں وہ تو ان چاپلوسوں کو مردود ازلی لائق جہنم سمجھتے ہیں بس اس طرح سمجھ لو کہ اس قسم کے شعر لکھنے والا بھی بارگاہ غوث پاک میں مردود جہنمی ہے۔ بلکہ جاہلانہ گستاخی ہے کسی بیٹے کی تعریف کرتے ہوئے کہا جائے کہ یہ اپنے باپ کا بھی باپ ہے تو یہ مدح و ثناء نہیں بلکہ احمقانہ پاگلانہ بد تمیزی ہے۔ (تا) ہاں بعض لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب معراج میں گئے تو لامکان پر اوپر نہ چڑھ سکے تب روح غوث پاک نے مشکل حل کرائی اور نبی کریم کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر اوپر پہنچایا میاں محمد صاحب کے اس کفریہ شعر میں اسی جانب اشارہ ہے مگر میں کہتا ہوں اس واقعے کا کوئی ثبوت؟ نہ اس کا ذکر قرآن مجید میں نہ حدیث شریف میں نہ کسی معتبر کتاب میں نہ صوفیاء کی زبان میں جس زبان اقدس نے بلالؓ کی کھڑاؤں کا تذکرہ فرما دیا ان کو اس اہم بات کا تذکرہ کیا مشکل تھا جب براق اور رفر ف کا ذکر ملتا ہے تو اس کو کیوں ذکر نہ فرمایا نیز یہ کہنا کہ معاذ اللہ نبی کریم چڑھ نہ سکے یہ کفریہ گستاخی ہے صداقت تو یہ ہے کہ نبی کائنات سفر معراج کے لیے براق رفر ف کے حاجت مند بھی نہ تھے۔ یہ سواریاں بھی فقط عزت افزائی اور شان شاہانہ کے لیے تھی یہ بناوٹی بات کسی نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے بھی سوالا بیان کی تو اعلیٰ حضرت قبلہ نے عرفان شریعت میں اس کو صرف ممکنات تک تسلیم کیا ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے اور غوث پاک کی روح بطور سواری پیش ہوئی ہو تو ممکن ہو سکتی ہے مگر اعلیٰ حضرت جیسے محقق عالم کو بھی اپنی اس ممکن پر کوئی دلیل یا تحریری ثبوت نہ مل سکا ممکن ہونا اور چیز ہے۔ عقائد کی بنیاد ممکنات پر نہیں رکھی جاسکتی ممکن تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آسمان زمین بن جائے اور زمین آسمان بن جائے مگر حقیقت تو ایسی نہیں ہے۔ اہل سنت کا مسلک خود ساختہ تخیلات اور ممکنات پر قائم نہیں ہے۔ بلکہ واقعات یقینیہ اور ٹھوس دلائل ہی مسلک اہل سنت کی بنیاد ہے اور حقیقت واقعی میں یہ ثابت نہیں لہذا ایسے تخیلات کو اہل مذہب عقیدہ اور مسلک بنالینا یا صحیح تسلیم کر لینا اور حتمی یقینی لہجے میں اشعار بنا ڈالنے سراسر جہالت ہے اگر معراج کی رات روح میراں کے اس طرح پہنچنے میں ذرا بھی حقیقت ہوتی تو اشارتاً "کنایتاً" احادیث مبارکہ میں کچھ تو ذکر ہوتا۔ پھر



اس میں کیا حکمت ہے کہ احادیث میں امام اعظم کا کنایہ اور امام مالک کا اشارہ اور علاقہ ہندوستان کا بشارہ ذکر ملتا ہے مگر دو باتیں کہیں ثابت نہیں نمبر ۱۔ امامت علی مرتضیٰ کسی حدیث اور واقعے سے ثابت نہیں نمبر ۲۔ غوث پاک کا تذکرہ کسی حدیث پاک سے ثابت نہیں (تا) مگر میں کہتا ہوں کہ روہیں چھیننے کا واقعہ اس لئے بھی غلط ہے کہ جن جاہلوں نے یہ کرامت گھڑی ہے وہ کہتے ہیں کہ روہیں زنبیل یعنی تھیلے میں تھیں۔ حالانکہ قبض ارواح اور روح لے جانے کا جو طریقہ احادیث سے ثابت و مذکورہ ہے وہاں تھیلے کا ذکر نہیں۔ یعنی اس طرح بوری بھر کر نہیں لے جائی جاتیں (تا) بہر کیف سفر معراج میں روح میراں کا پہنچنا تو بالکل ہی بے ثبوت ہے اور یہ انداز بیان تو قطعاً گستاخی ہے (تا) اعلیٰ حضرت نے اس واقع کو ممکن کہتے ہوئے۔ انبیاء کرام کی بارگاہ میں حاضری پر قیاس فرمایا لیکن یہ قیاس مطابقت نہیں رکھتا (تا)

غرضیکہ روح مع الجسد سے مکمل ہونے کے بعد اسی روح الہی کی قوت تھی جو حضرت عیسیٰ ابن مریم فرماتے ہیں انی اخلق لکم اور عمل بھی کر دکھاتے ہیں اور اسی روح محمدی کی آواز تھی جو حالت سکر میں غوث پاک کی زبان سے ایسے لفظ نکلتے ہیں کہ میں نے نوح علیہ السلام آدم و ایوب یوسف علیہم السلام کی مدد کی مگر عالم ارواح میں نہ روح مسیح سے کچھ آواز یا عمل آیا۔ نہ روح غوث پاک کی کوئی آواز تھی۔ روح الہی کی ودیعت صرف قوت مسیحیت کے فیضان کے لئے ہوئی اسی طرح روح محمدی کی ودیعت صرف فیضان قطبیت کے لئے ہوئی نہ روح الہی حضرت مسیح کی جز بنی نہ روح محمدی غوث اعظم کی جز بنی ہر انسان کی طرح غوث پاک کی اپنی روح علیحدہ ہے اور اس روح نے عالم ارواح میں کوئی کام نہ کیا ہاں البتہ جب تجلی روح الہیہ کا غلبہ ہوتا حضرت مسیح سے خدائی کلمات ادا ہوتے اور مسیح علیہ السلام ان کا مظہر بن جاتے ہیں طور جب انوار روح محمدی کا غلبہ ہوتا تو غوث پاک کی زبان سے محمدی کلمات ادا ہوتے اور زبان عبدالقادر فقط مظہر کلمات محمدی بن جاتی لیکن چونکہ حضرت عیسیٰ نبی ہیں اور نبی کی طاقت قوت برداشت بے حد بے شمار ہوتی ہے کوئی فرشتہ کوئی ولی غوث و قطب یا خود غوث پاک بھی اس کی ابتداء تک بھی نہیں پہنچے اس قوت برداشت کی بنا پر



حضرت عیسیٰ پر کبھی حالت سکر طاری نہ ہوئی اس لئے کہ آپ کی زبان پاک سے مستقبل کے کلمات تو ادا ہوئے ماضی کے ادا نہیں ہوتے تھے بخلاف حضور غوث پاک کے کہ آپ غلبہ روح محمدی کو برداشت نہ کرتے ہوئے حالت سکر میں چلے جاتے تھے۔ تب یہ کلمات ادا ہوتے تھے۔ کتاب الجواہر میں جوہر عیسوی کے تحت لکھا ہے کہ بندے کی زبان حالت ضبط میں مستقبل کی بات کرتی ہے اور حالت سکر میں ماضی کی یہ شان قوت سرکار دو عالم ﷺ ہی ہے اور آپ کی ہی قوت برداشت ہے کہ باوجود تجلیات کثیرہ کے نہ سکر ہوتا ہے نہ غشی نہ منہ سے کچھ الفاظ نکلتے ہیں بلکہ پھر بھی ہمہ وقت عرض کرتے ہیں کہ اللہ تو رب ہے میں بندہ نیز حضرت مسیح کو پتہ ہوتا تھا کہ میرے منہ سے کیا لفظ نکل رہے ہیں۔ مگر غوث پاک کو پتہ نہ ہوتا تھا کہ میرے منہ سے روح محمدی ﷺ کے کلمات نکل رہے ہیں کیونکہ آپ پر سکر ہوتا تھا حضرت بایزید . سطامی کا سبحانی ما اعظم شانی کہنا۔ یا وادی سینا کے ایک درخت کانسی انا اللہ پکارنا۔ یہ ودیعت نہ تھی بلکہ جزوقتی ظہور روح الہیہ تھی۔ اور حضرت بایزید . سطامی پر اس کے ظہور کے وقت قابو نہ رہتا تھا بلکہ حالت سکر غلبہ کر لیتی تھی۔ آپ کو پتہ نہ ہوتا تھا کہ منہ سے کیا ادا ہو رہا ہے۔ اس طرح غوث پاک پر بھی۔ اگر ان الفاظ سے ہی غوث پاک کو روح محمدی ﷺ کا مقام و درجہ دے دیا جائے تو پھر حضرت مسیح کو بوجہ روح اللہ ہونے کے خدا کا درجہ دینا پڑے گا اور پھر درخت کو آوازانی ان اللہ میں اللہ ہوں۔ اس کو کیا کہا جائے گا؟ ماننا پڑے گا کہ یہ سب فقط مظہر ہیں ان کی اپنی یہ ہمت و جرات نہیں ہے۔ مولاء رومی نے فرمایا شعر۔

چوں روا باشد انا اللہ از درنت کے روا نبود کے گوید نیک بخت  
یعنی یہ اولیاء اللہ صرف مثل درخت مظہر ہیں نہ کہ اصل جب عبد القادر دنیا میں آئے  
تو مکمل ہوئے اور آپ کو مقام اور مدارج قطیبت دینے کے لئے سردار اولیاء اللہ بنانے  
کی بنا پر روح محمدی ﷺ انعام و اکرام سے ودیعت ہوئی تو آپ فقط اس کا مظہر بن گئے  
غوث پاک نہ فقط روح کا نام ہے نہ فقط جسم کا بلکہ اسی روح مع الجسد کو جس کو روح



عبدالقادر اور جسم عبدالقادر کہا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ ہمیشہ جز کا نام اضافت سے لیا جاتا ہے اور کل کا نام بغیر اضافت فقط روح میراں یعنی روح عبدالقادر اس نے عالم ارواح میں کوئی عمل نہیں کیا نہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے ہاں روح محمدی کا تصرف اپنے جسم پاک نوری سے ثابت ہے مگر یہ روح محمدی ﷺ اس وقت عالم ارواح میں غوث پاک کو ودیعت نہ ہوئی تھی کیونکہ عالم شہود اور منظر موجودات میں ذات عبدالقادر کا وجود ہی نہ تھا نہ کوئی میراں تھا نہ پیر پیراں بلکہ نہ کوئی صفی تھا نہ خلیل نہ کلیم نہ مسیح صرف کنت نبیا کی جلوہ گری تھی ﷺ ان دلائل اور حقائق کے ہوتے ہوئے اندھی تقلید و عقیدت میں ایسے کفریہ اشعار بنانا اور قصیدہ روحی بنا کر غوث اعظم کی طرف منسوب کرنا سراسر جھوٹ اور گمراہی ہے۔ اب ہم سیف الملوک کی عزت کا خیال رکھیں یا شان نبوت کا سیف الملوک کی توہین سے بچنا زیادہ ضروری اور فرض ہے یا گستاخی انبیا سے حالت سکر میں واقعی چند کلمات غوث اعظم کے منہ سے نکلے مگر زبان آپ کی تھی۔ بات روح محمدی ﷺ کی تھی۔ آپ کی زبان پر روح محمدی بول رہی تھی غوث پاک نے خود کوئی قصیدہ روحی نہ بنایا۔ جس بد بخت نے بھی بنایا غلطی کی حالت سکر کو ظاہر کرنا شائع کرنا بھی گمراہی ہے (الاعطایا الاحمدیہ ص ۸۱ تا ص ۹۷ ج ۳)

نبر اس شرح شرح العقائد ص ۲۹۷ میں صاحب علم لدنی علامہ عبدالعزیز فرہاروی و للناس فی ہذا المقام خرافات کے عنوان سے بعض خرافات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ومنہا قول بعض الصوفیة انه لم يتصرف فی المبرم احد الا الشيخ عبدالقادر الجیلانی قدس سرہ العزیز۔ اس پر تبصرہ فرماتے ہوئے علامہ محمد برخوردار ملتانی محشی فرماتے ہیں۔

وقوله لم يتصرف الخ اقول لقد افرط مریدیه فی بیان تصرفاته یقولون تو فی احد خدام الغوث الاعظم وجاءت زوجته الی الغوث فتضرعت والتجأت علیہ و طلبت حياة زوجها فتوجه الغوث الی المراقبة فرای فی عالم الباطن ان ملک الموت یصعد الی السماء و معہ ارواح المقبوضه فی ذلک الیوم۔



فقال يا ملك الموت قف اعطني روح خادمي فلان و سماه  
باسمه فقال ملك الموت اني اقبض الارواح بامر الهى و اردبها  
الى باب عظمة كيف يمكن ان اعطيك الروح الذى قبضته  
بامر ربى فكرر الغوث عليه اعطاء روح خادمه اليه فامتنع من  
اعطائه و فى يده ظرف معنوى كهية الزنبيل فيه الارواح  
المقبوضة فى ذلك اليوم فبقوة المحبوبة جر الزنبيل و اخذه  
من يده فتفرقت الارواح و رجعت الى ابدانها فنا جى ملك  
الموت ربه فقال يا رب انت اعلم بما جرى بينى و بين  
محبوبك و ولىك عبدالقادر فبقوت السلطنة و الصولة اخذ  
منى ما قبضت من الارواح فى هذا اليوم فخاطبه الحق جل  
جلاله يا ملك الموت

ان الغوث الاعظم محبوبى و مطلوبى لم لا اعطيت روح  
خادمه و قدر احت الارواح الكثيرت من قبضتك بسبب روح  
واحد فتندم هذا الوقت كما فى تفريح الخاطر لعبد القادر بن  
محي الدين الاربلى و قد ملا كتابه بامثال هذا الحكاية عصمنا  
الله عن الغواية

ترجمہ:- اور لوگوں کی اس مقام میں بہت سی خرافات ہیں ان میں سے بعض صوفیوں  
کا قول کہ قضائے مبرم میں کسی نے تصرف نہیں کیا مگر شیخ عبدالقادر جیلانی نے۔ میں  
کہتا ہوں آپ کے مریدین نے آپ کے تصرفات کے بیان میں افراط و تجاوز سے کام لیا  
ہے۔ کہتے ہیں کہ غوث پاک کے خدام میں سے کوئی شخص فوت ہو گیا۔ اس کی زوجہ  
غوث پاک کے پاس آئی۔ عاجزی زاری کی اور اپنے خاوند کی زندگی طلب کی حضرت  
غوث نے مراقبہ میں عالم باطن کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ ملک الموت آسمان کی طرف  
جا رہا ہے۔ اور اس دن کی مقبوضہ روہیں اس کے پاس ہیں تو آپ نے کہا کہ اے  
ملک الموت ٹھہر جا۔ میرے فلاں خادم کی روح مجھے دے دے اور اس کا نام لیا۔ ملک



الموت نے کہا میں امر الہی سے ارواح قبض کرتا ہوں اور باب عظمت میں لے جاتا ہوں تو میرے لئے کیسے ممکن ہے کہ وہ روح جسے میں نے امر الہی سے قبض کیا ہے تجھے دے دوں غوث پاک نے تکرار کیا کہ میرے خادم کی روح دے دے عزرائیل نے نہ دی اس کے ہاتھ میں ایک معنوی برتن زنبیل کی شکل کا تھا جس میں اس دن کی مقبوضہ ارواح ہیں تو آپ نے قوت محبوبیہ سے زنبیل ملک الموت کے ہاتھ سے چھین لی۔ تو روہیں بکھر کر اپنے بدنوں کی طرف لوٹ گئیں ملک الموت نے اپنے رب کے حضور عرض کی اے رب تو جانتا ہے جو کچھ میرے اور تیرے محبوب اور ولی عبدالقادر کے مابین ہوا ہے۔

اس نے صولت و سلطنت کی قوت سے اس دن کی روہیں چھین لی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے فرمایا اے ملک الموت بے شک غوث اعظم میرا مطلوب اور محبوب ہے تو نے اس کے خادم کی روح اسے کیوں نہ دی ایک روح کی وجہ سے کثیر روہیں تیرے قبضے سے نکل گئیں۔ تو ملک الموت پشیمان ہوا جیسے کہ تفریح الخاطر مصنفہ عبدالقادر بن محی الدین اربلی میں ہے اس نے اس قسم کی حکایات سے اپنی کتاب کو بھر دیا ہے۔ اللہ ہمیں گمراہی سے بچائے۔

علامہ محمود الوسی تفسیر روح المعانی ص ۲۷ ج ۳۔ پر لکھتے ہیں۔

و بعض المتوصفة كجهلة الشيعة التزموا ظاهراً كل من الكلامين وظنوا۔ ان اولياء هذه الامة وصدقيهم اعلى كعبا من الانبياء ولونالو مقام الصديقية محتجبين بما روى عن الامام الرباني سیدی و سندی عبدالقادر الكيلاني قدس سره انه قال يا معشر الانبياء الفرق بيننا وبينكم بالالقباب و اوتينا ما لم توتوه (الى ان قال) وانت تعلم ان التزام ذلك والقول به خرق لاجماع المسلمين و مصادم للدلة القطعية على افضلية الانبياء على سائر الخلق اجمعين ويوشك ان يكون القول به كفراً بل قد قيل به۔



(الی ان قال) لنا ان نقول ان ذلك القول صدر عن القائل عند فنائه في الحقيقة المحمدية والذات الاحمدية فاللسان حينئذ لسانها والقول قولها۔

ترجمہ:- علامہ الوسی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول رب ارنی کیف تحی الموتی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قول لو کشفتم لی الغطاء ما ازددت یقیناً" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بعض صوفیوں نے جاہل شیعہ کی طرح ہر دو کلام کے ظاہر کو لازم پکڑا ہے اور گمان کیا ہے کہ اس امت کے اولیاء اور صدیقین انبیاء کرام سے افضل ہیں۔ خواہ مقام صدیقیت کو پالیا ہو۔ امام ربانی سیدنا عبدالقادر جیلانی کے اس قول سے استدلال کرتے ہوئے کہ آپ نے فرمایا کہ اے نبیوں کی جماعت ہمارے اور تمہارے درمیان صرف لقبوں کا فرق ہے حالانکہ ہمیں وہ دیا گیا ہے جو تمہیں نہیں دیا گیا۔ اور تجھے یہ بات معلوم ہے کہ اس کا التزام اور یہ قول اجماع مسلمین کا خرق ہے۔ اور افضلیت انبیاء پر اولہ قطعہ کے متصادم ہے اور قریب ہے کہ یہ قول کفر ہو بلکہ ایسا کہا گیا ہے کہ یہ کفر ہے ہم یہ کہیں گے یہ قول قائل سے حقیقت محمدیہ اور ذات احمدیہ میں فناء کے وقت صادر ہوا لہذا یہ اسی کی زبان اور اسی کا قول ہے۔ اور یہ آپ کی طرف سے صادر نہیں ہوا۔

اولیاء امت محمدیہ کی جماعت اولین یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی افضلیت بر جمع امت کے دلائل ہم قرآن و سنت سے بقدر کفایت بیان کر چکے

### نبی پر غیر نبی کو فضیلت دینا

یہاں ہم نبی پر غیر نبی کو فضیلت دینے کے موضوع پر کچھ حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ غیر نبی کو نبی سے افضل کہنا کفر ہے۔ بہار شریعت جلد اول ص ۲۶ میں ہے اور یہ بالا جماع کفر کہ غیر نبی کو نبی سے افضل کہا جائے نیز اسی میں ہے کہ جو شخص نبی سے نبوت کا زوال جائز جانے کافر ہے۔ بہار شریعت ج ۱ ص ۱۳ نیز فرماتے ہیں۔

انبیائے کرام تمام مخلوق یہاں تک کہ رسل ملائکہ سے افضل ہیں۔ ولی



کتنا ہی مرتبے والا ہو کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا جو کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل بتائے یا برابر بتائے کافر ہے۔

بہار شریعت ج ۱ ص ۱۵۵ فاضل کو مفضل کہنا فاضل کی توہین اور ایذاء ہے۔  
اور نبی کی توہین و تکذیب کفر ہے۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان قادری جزاء اللہ عدوہ ص ۸۵۔

میں لکھتے ہیں جو کسی ولی کو کسی نبی سے افضل بتائے وہ زندیق بے دین اور ملحد دھریہ ہے۔ مواہب شریف میں امام ابن حبان۔ صاحب صحیح مسمیٰ بالتقسیم والا نواع سے نقل فرمایا۔ من ذهب الی ان النبوت مکتسبة لا تنقطع والی ان الولی افضل من النبی فہو زندیق۔ عقائد کی معتبر و مستند اور متداول کتاب شرح العقائد میں ہے۔ فما نقل عن بعض الکرامیة من جواز کون الولی افضل من النبی کفر وضلال (الی ان قال) ان النبی متصف بالمرتبتین آگے چل کر لکھتے ہیں لا یبلغ ولی درجة الانبیاء۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ رد الرافضہ صفحہ ۱۲ میں لکھتے ہیں۔

جو کسی غیر نبی کو نبی سے افضل کہے باجماع مسلمین کافر بے دین ہے۔

شفاء شریف ص ۳۶۵ میں انہیں اجماعی کفروں کے بیان میں ہے۔

و کذلک نقطع بتکفیر غلاة الرافضة فی قولہم ان الائمة افضل من الانبیاء اور اس طرح ہم یقینی کافر جانتے ہیں ان عالی رافیوں کو جو ائمہ کو انبیاء سے افضل بتاتے ہیں۔ امام اجل نووی کتاب الروضہ میں پھر امام ابن حجر کی اعلام بقواطع الاسلام مطبع مصر ص ۴۴ میں کلام شفاء نقل فرماتے اور مقرر رکھتے ہیں۔ مولانا علی قاری شرح شفاء مطبوع قسطنطنیہ ج ۲ ص ۵۲۶ میں فرماتے ہیں۔ ہذا کفر صریح۔ یہ کھلا کفر ہے۔ منہ الروض الازھر شرح فقہ اکبر مطبع حنفی ص ۱۳۶ میں ہے۔ ما نقل عن بعض الکرامیة من جواز کون الولی افضل من النبی کفر وضلالہ والحاد و جہالہ۔



وہ جو بعض کرامیہ سے منقول ہوا کہ جائز ہے کہ ولی نبی سے مرتبے میں بڑھ جائے یہ کفر و ضلالت و بے دینی و جہالت ہے۔

شرح مقاصد مطبوع قسطنطنیہ ج ۲ ص ۳۰۵ اور طریقہ محمدیہ علامہ برکوی قلمی آخر فصل اول باب ثانی میں ہے واللفظ لہا ان الاجماع منعقد علی ان الانبیاء افضل من الاولیاء۔ بے شک مسلمانوں کا اجماع قائم ہے اس پر کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اولیاء عظام سے افضل ہیں۔

حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ مطبع مصر ج ۱ ص ۲۱۵ میں ہے۔

التفضیل علی نبی تفضیل علی کل نبی کسی کو ایک نبی سے افضل کہنا تمام انبیاء سے افضل بتانا ہے۔ شرح عقائد نسفی مطبع قدیم۔ ص ۱۱۵

طریقہ محمدیہ و حدیقہ ندیہ ص ۲۱۵ میں ہے۔ واللفظ لہما تفضیل الولی علی النبی مرسلًا "اولا" (کفر و ضلال کیف و ہو تحقیر للنبی بالنسبۃ الی الولی الخ باختصار۔ ولی کو کسی نبی سے خواہ وہ مرسل ہو یا غیر مرسل افضل بتانا کفر و ضلال ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس میں ولی کے مقابل نبی کی تحقیر اور اجماع کا رد ہے کہ ولی سے نبی کے افضل ہونے پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہے۔

ارشاد الساری شرح صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۷۵ میں ہے۔ النبى افضل من الولی و هو امر مقطوع بہ والقائل بخلافہ کافر لانہ معلوم من الشرع بالضرورة نبی ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے کہ یہ ضروریات دین سے ہے۔

اعلیٰ حضرت کی ہی ایک اور کتاب ملاحظہ کیجئے غایۃ التحقیق ص ۱۳ اہل سنت والجماعت نصرہم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے کہ مرسلین ملائکہ، رسل و انبیاء بشر صلوات اللہ و تسلیماتہ علیہم کے بعد خلفاء اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام مخلوق الہی سے افضل ہیں۔ تمام امم اولین و آخرین میں کوئی شخص ان کی بزرگی و عظمت و عزت و جاہت و قبول و کرامت و قرب و ولایت کو نہیں پہنچتا۔



ان الفضل بيد الله يوتيهِ من يشاء والله ذو الفضل العظيم  
 (الی ان قال) اس مذہب مہذب پر آیات قران حکیم و احادیث کثیرہ حضور پر نور نبی  
 کریم علیہ وآلہ و صحبہ الصلوٰۃ و التسلیم و اجماع صحابہ کرام و تابعین عظام و تصریحات  
 اولیاء امت و علماء ملت رضی اللہ علیہم اجمعین سے وہ دلائل باہرہ و حج قاطعہ ہیں جن کا  
 استیعاب نہیں ہو سکتا۔

حضرت علامہ محمود الوسی روح المعانی ص ۱۵۰-ج ۶ میں حدیث غبطہ پر تبصرہ  
 فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ فلا دلیل فیہ علی ان الولاية افضل من  
 النبوة وقد كفر معتقد ذلك۔



## سوالات و جوابات

س :- اگر یہ فرمان امر خداوندی کی تعمیل نہ ہوتا بلکہ معاذ اللہ کم حوصلگی کے باعث صادر ہوتا جیسا کہ بعض متصوفین موجودہ زمانہ کا خیال ہے تو پھر آل قطب الوحدت خواجہ خواجگان. معین الحق والدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ بروقت صدور فرمان عالی سب سے پہلے سر تسلیم خم نہ فرماتے نیز آپ بھی بایزید بسطامی کی طرح توبہ کر لیتے اور ہمیشہ اس قول پر قائم نہ رہتے۔

ج :- سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کے روحانی مربی اور پیر حضرت شیخ حماد قدس سرہ کا وصال ۵۲۵ھ میں ہوا اور آپ کے شیخ و مرشد حضرت شیخ ابو سعید مخزومی قدس سرہ کا وصال ۵۲۸ھ میں ہوا انہیں کے وصال کے بعد آپ ان کے ہی مدرسہ میں ان کے سجادہ نشین و جانشین بنے اور یہی دور آپ کے کلام ہذا کا زمانہ صدور ہے اس لئے کہ حضرت سیدنا شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ نے اس بات کا تعین فرما دیا ہے کہ ان اقوال کا صدور غلبہ سلطان حال و فناء کی ابتداء میں ہوا ہے جبکہ وہ ابھی تک فضاء صحو میں نہ نکلے تھے آپ فرماتے ہیں۔ لبقایا السکر عندہم و انحصارہم فی مضیق سکر الحال وعدم الخروج الی فضاء الصحو فی ابتداء امرہم۔ نیز حضرت ابو یعقوب یوسف حمدانی قدس سرہ بوقت صدور کلام ہذا بحسدہ زندہ موجود تھے جنکا سن وصال ۵۳۵ھ ہے۔ لہذا یہ بات یقینی ہو گئی کہ کلام ہذا کا صدور سن ۵۳۵ھ سے پہلے پہلے ہوا ہے۔ شہزادہ داراشکوہ قادری مرید و خلیفہ حضرت میاں میر لاہوری علیہ الرحمہ اپنی کتاب سکینۃ الاولیاء ملفوظات حضرت میاں میر قادری لاہوری مصنفہ ۱۰۵۲ھ کے ص ۱۷ پر لکھتے ہیں خواجگان کے سلسلہ سے خواجہ یوسف حمدانی۔ جو اس سلسلہ کے سردار ہیں بغداد میں غوث اعظم کی صحبت میں رہے (قادری عموماً) بات الٹ دیتے ہیں یہاں بھی اصل



حقیقت یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی حضرت خواجہ یوسف ہمدانی کی صحبت میں رہے اور ان سے فیض حاصل کرتے اور اپنی روحانی مشکلات حل کرواتے رہے ملاحظہ کیجئے۔ (بجہ الاسرار) اور قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کی مجلس کے حاضرین میں سے تھے۔ لہذا قرین قیاس یہ ہے کہ کلام ہذا ۵۲۸ھ یا ۵۲۹ھ یا ۵۳۰ھ میں ظہور پذیر ہوا اس لئے کہ اس کے بعد کے دور کو غلبہ سلطان حال کا ابتدائی دور قرار نہیں دیا جاسکتا اس لئے کہ ۵۳۰ھ میں آپ کی عمر شریف ساٹھ سال بنتی ہے اب دوسری جانب توجہ مبذول فرمائیے کہ حضرت خواجہ بزرگ اجمیری قدس سرہ کی ولادت کثیر اور مضبوط روایات کے مطابق ۵۳۷ھ میں ہوئی بعض روایات میں سن ولادت ۵۳۶ھ مذکور ہے ایک نہایت ہی ضعیف روایت ۵۳۰ھ کی بھی ہے اس ساری بحث سے یہ بات آفتاب نیمروز و ماہتاب نیم ماہ کی طرح روشن ہے کہ بوقت صدور اس کلام حضرت خواجہ بزرگ اجمیری قدس سرہ کی ولادت بھی نہ ہوئی تھی چہ جائیکہ آپ خراسان یا غزنی کے پہاڑوں کی غاروں میں چلے کٹ رہے ہوں اور ”بل علی راسی و عینی“ کہیں یہ بات حضرت گیسو دراز علیہ الرحمہ کی طرف منسوب کی گئی ہے مگر ان کی کسی کتاب میں مذکور نہیں نہ ہی آپ کی کسی تصنیف کا نام لطائف الغرائب ہے اس قسم کے عجائبات و غرائب درحقیقت خود عالی قادری حضرات کے مخترعات ہوتے ہیں اور پھر بلا تحقیق نقل در نقل کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔ ۱۵ پندرہ سال تک تو آپ اپنے گھر ہی میں رہے۔ جب والد گرامی کا وصال ہو گیا تو ان کی وراثت میں سے حضرت خواجہ کے حصہ میں باغ وغیرہ مال و اسباب آیا آپ نے اس باغ کی نگہداشت شروع کی اور اس دوران میں ایک دن حضرت ابراہیم قندوزی اسے جو کہ ایک عظیم الشان مجذوب تھے باغ میں تشریف لائے حضرت خواجہ نے انتہائی ادب و احترام سے ان کی خدمت میں اپنے باغ کے انگور پیش کئے۔ جس پر حضرت ابراہیم قندوزی قدس سرہ نے اپنے منہ میں کھلی رکھ کر چبائی اور حضرت خواجہ کے منہ مبارک میں دے دی جس سے آپ کے دل میں عشق و محبت خداوندی کی آگ مزید بھڑک اٹھی سارا مال و اسباب فروخت کر کے مسکینوں اور درویشوں میں تقسیم کر دیا اور خود



سمرقند و بخارا کی جانب طلب علم کے لئے روانہ ہو گئے علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ سے ملاقات ہوئی اور آپ سے شرف بیعت حاصل کیا۔

یہیں سے ریاضت و مجاہدہ کا دور شروع ہوتا ہے آپ نے تکمیل علوم کے لئے پانچ سال کا عرصہ بھی گزارا ہو تو بھی اس وقت آپ کی عمر شریف بیس سال سے متجاوز تھی جس وقت آپ نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی سے بیعت کی درحقیقت شیخ کامل سے بیعت کے بعد ہی کسی درویش کی اصل روحانی زندگی کا آغاز ہوتا ہے اور روحانی سلسلہ کے ساتھ تعلق بھی زندگی کے اسی حصہ کا ہوتا ہے۔ اڑھائی سال تک آپ اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر رہے اس کے بعد آپ کے شیخ نے سیاحت کا حکم دیا تو کس انوکھی شان اور نرالے انداز سے آپ مختلف ملکوں اور شہروں کے اندر اولیاء کرام و مشائخ عظام سے ملاقاتیں کرتے رہے جن میں چھوٹے بھی تھے اور بڑے بھی مبتدی بھی تھے اور متوسط و منتہی بھی مگر جہاں بھی آپ گئے ابر باراں کی طرح سیراب کرتے اور اپنے شیخ کی شان تربیت کے جلوے دکھاتے گئے یہاں تک کہ منتہی لوگوں نے بھی آپ سے اسم اعظم اور اوراد و وظائف کی اجازتیں لے کر آپ سے فیض حاصل کیا مثلاً "سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی جن سے حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری علیہ الرحمہ کی ملاقات ۵۶۱ھ میں ہوئی ۵۶۱ھ کی ابتداء میں حضرت غریب نواز حضرت نجم الدین کبریٰ کے پاس رہے اور اس کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے پاس کچھ دیر ٹھہرے رہے جس کی مقدار ۵۷ ستاون دن ذکر کی گئی ہے اس سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ آپ ماہ صفر اور ماہ ربیع الاول میں حضرت غوث پاک کے پاس ٹھہرے رہے اور ربیع الاول شریف کے آخری دنوں میں یہاں سے روانہ ہوئے جبکہ اسی سال کے ماہ ربیع الثانی کی گیارہ تاریخ کو حضرت غوث پاک کا وصال ہوتا ہے۔



صاحب جواہر فریدی لکھتے ہیں ”بسیار نعمت و حظوظ از صحبت یکدیگر حاصل نمودند“ کہ دونوں نے ایک دوسرے سے بہت سی باطنی و روحانی نعمتیں اور فوائد حاصل کئے۔

اقتباس الانوار ص ۳۵۲ میں ہے کہ شغل سیر و وجود ہفت علم اور شغل سہ پایہ چشتیہ اور اسم اعظم کی ترتیب خاص جو خواجگان چشت اہل بہشت سے حضرت خواجہ اجمیری کو سینہ سینہ پہنچی تھی وہ آپ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو تلقین فرمائی۔

حقیقت گلزار صابری ص ۱۱۰ میں ہے دونوں حضرات نے بالہام باطنی اور اپنے اپنے پیر و مرشد کے حکم کے مطابق تکمیل ترکیب تلاوت غوثی معنوی اور قیومی روحی دعائے ماثورہ کی باہم دیگر فرمائی (تا) اور حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری قدس سرہ نے ترکیب تلاوت قیومی و روحی دعائے موصوف کی حضرت سید عبدالقادر جیلانی کو عنایت کی اب دیکھنا یہ ہے کہ ایک ایسا شیخ جس کی ساری زندگی فخر و اولال اور سکر و حال میں گزری ہے اس کی زندگی کے آخری ایام میں یک لخت تغیر و انقلاب کیوں واقع ہو گیا؟ اس کی زندگی کے آخری ایام میں کس ایسی مقدس ہستی کا فیض ہوا کہ ساری زندگی کے اولال کو چھوڑ کر مقام عبدیت و نیاز کی طرف آگئے اس تغیر کی شہادت سب اکابرین دے رہے ہیں تو ظاہر ہے کہ ایسی مقدس ہستی حضرت خواجہ غریب نواز چشتی اجمیری قدس سرہ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتی آخری دنوں میں انہیں سے صحبت اور انہیں کے فیض کا ذکر ملتا ہے۔ یہ مشائخ چشت اہل بہشت کی ہی برکت تھی اس لئے کہ عجز و نیاز و عبودیت سلسلہ عالیہ چشتیہ کی فطرت میں شامل ہے۔ بصورت تسلیم سر تسلیم خم کرنا بایں وجہ تھا کہ حضرت شیخ مقام فنا میں تھے اور اولیاء کرام کا سر جھکانا کسی اور کے لئے تھا جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام اور درخت کا معاملہ تھا۔ نیز آپ اس وقت کے قطب تھے اور ہر قطب اپنے دور میں متصرف اور اپنے ہمعصر حضرات میں جب تک بوجہ ظاہری موجود ہے افضل ہوتا ہے مگر اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ آپ اس اظہار میں مامور من اللہ تھے نیز شطیحات کی ذمہ داری خود اصحاب شطیح پر ہی ہوتی ہے اگر وہ شطیح اسوقت کے اعتبار سے صدق بھی ہو تو اس وقت



کے حضرات کے لئے تسلیم کرنے میں کوئی نقص نہیں نقص تو اظہار شطح میں ہے جس کی تمام ترمذی داری شاطح پر ہے نہ غیر پر اس سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ تسلیم کرنے والا آپ کے دور کے اختتام "وفات" کے بعد بھی آپ سے بالاتر و افضل تر مقام و مرتبہ پر فائز نہیں ہو سکتا یقیناً" ایسا ہو سکتا ہے۔

کما صرح الشيخ ابن العربی۔ نیز ہم مضبوط ترین حوالہ جات سے آپ کا رجوع توبہ و استغفار ثابت کر چکے ہیں لہذا اس قول کے از قبیل شطیحات ہونے میں کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہ رہا۔ امر و نہی جدید کا نزول بعد از خاتم النبیین ﷺ کسی پر ہو ہی نہیں سکتا کما سبق تفصیلاً"

حاشیہ:-

1۔ نجات الانس میں حضرت جامی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ ابراہیم قندوزی جلیل القدر مجذوب تھے حضرت غوث پاک کی آرزو تھی کہ ان کے ساتھ ایک شب گزاریں بڑی مشکل کے بعد یہ موقع نصیب ہوا چنانچہ دونوں نے شہر کی جامع مسجد میں قیام کیا نصف شب گزرنے پر کھانے کی فرمائش کی یہ حضرت اول تو کچھ کھاتے نہ تھے اور جب کھانے پر آتے تھے تو بس نہ کرتے تھے۔ حضرت غوث پاک کو ان کی عادت کا علم تھا چنانچہ بڑی دقت سے حد سے زیادہ کھانا فراہم کر کے لائے جب وہ سب کھا چکے تو کہا کہ لیٹ جاؤ سو جاؤ میں کھانا کھا کر ابھی آتا ہوں جب واپس آئے تو حضرت غوث پاک کے سرہانے ایک بڑا پتھر لے کر کھڑے ہو گئے اور کہا جی چاہتا ہے کہ سر کچل دوں مگر تیری ماں ضعیف ہے اسے صدمہ ہو گا کئی مرتبہ اسی طرح کیا جب ایک تہائی رات رہ گئی تو مجذوب نے کہا میں جانتا ہوں تو سو نہیں رہا ہے بس اب سو جا اور میں نیچے کتب خانہ میں جاتا ہوں یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔ نیچے سے کچھ کاٹنے چبانے کی آواز آتی رہی صبح کو معلوم ہوا کہ تمام کتابوں کے پھٹے توڑ کر کھائے تھے۔

ص ۷۳۔ سیرت حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ مولفہ وحید احمد مسعود

س :- بوجہ کمال اتباع محمدی مثل قولہ علیہ السلام انا سید ولد آدم وغیرہ یہ فرمان صادر ہوا۔



ج :- انبیاء و رسل اور ان کے اتباع میں ایک واضح فرق ہے انبیاء پر اظہار فرض ہے کہ ان کا کام تشریح ہے مگر اولیاء پر اخفاء فرض ہے الا بضرورت و مجبوری بقدر ضرورت لہذا انبیاء پر غیر انبیاء کا قیاس کرنا ہی باطل ہے چہ جائیکہ بے مثل و بے مثال محبوب خدا سید الانبیاء ﷺ پر کسی کا قیاس کیا جائے۔ کیا کمال اتباع محمدی سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا ذوالنورین۔ سیدنا مولائے کائنات، حسین کریمین رضی اللہ عنہم و دیگر متقدمین اولیاء کرام کو حاصل نہ تھی؟

ان میں سے کسی نے بھی اتنی بڑی شطح کا اظہار نہ فرمایا بلکہ یہ الفاظ تو سید انبیاء نے بھی استعمال نہ فرمائے حالانکہ اما بنعمة ربك فحدث کا مہبط و مخاطب تو آپ ہی کی ذات والا صفات تھی بلکہ بارہا بے پناہ عجز و نیاز و عبودیت کا اظہار فرمایا جبکہ حضرت شیخ اپنی شان میں قصیدوں پر قصیدے لکھتے رہے اور ساری زندگی دعاوی طویلہ و عریضہ و کثیرہ کا اظہار فرماتے رہے مگر آپ بوجہ سکر و حال معذور تھے جب اس مقام سے آگے گزرے توبہ و استغفار کی ورنہ اسے زیادہ سے زیادہ مباح کے درجہ میں شمار کرو گے جبکہ مستقین کا ورع و تقویٰ تو مباحات میں ہی ہوتا ہے حضرت ابن عربی فرماتے ہیں فالورع ما هو مع المباح ص ۲۳۵ ج ۱

س :- مکاشفات غیبیہ حضرت مجدد الف ثانی کے مکاشفہ نمبر ۱۶ میں ہے۔

اگرچہ دیگر اہم فضائل و کرامات بیسار است امام قرب ایثاں ہاں خصوصیت از ہمہ زیادہ تراست در عروج ہاں کیفیت کے بایشاں نے رسد باصحاب و ائمہ اثنا عشر دریں باب مشارک اند۔ پہلے ذکر ہو چکا کہ اسی امتیاز خصوصی کے باعث آپ نے قدمی ہذہ الخ فرمایا۔

ج :- یہاں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے عروج کی بات کر رہے ہیں نزول کی نہیں یہ بات آپ نے اپنے مکتوب نمبر ۲۱۶ ج ۱ میں بھی ذکر فرمائی ہے کہ عروج ایثاں از اکثر بلند تر واقع شدہ است و



درجانب نزول تا مقام روح فرود آمدہ اند۔ یعنی حضرت شیخ قدس سرہ کا عروج تام تھا لیکن بوقت نزول فقط مقام روح تک نزول ہو سکا۔ یہاں بھی حضرت مجدد نے اسی حقیقت کا ذکر فرمایا ہے کہ حضرت شیخ عروج میں ائمہ اثنا عشر وغیرہم کے ساتھ مشارک تھے نہ کہ نزول میں جبکہ ائمہ کرام و صحابہ کا نزول بھی تام تھا مگر حضرت شیخ کا نزول صرف مقام روح تک ہو سکا اسی کیفیت عروج (جسے حال، فناء، سکر وغیرہ بھی کہا جاتا ہے) کے بسبب آپ سے یہ قول سرزد ہوا جو حضرات اس کیفیت عروج سے تیزی کے ساتھ گزر کر مقام نزول میں مستحکم ہو جاتے ہیں ان حضرات سے ایسے کلمات کایا تو سدور ہوتا ہی نہیں یا بہت کم مقدار میں ہوتا ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ نزول عروج سے افضل ہے لہذا افضلیت اسی کو حاصل ہوگی جس کا نزول تام ہوگا۔ ہم عالی لوگوں کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ حضرت مجدد کا کوئی ایک مکتوب یا ارشاد ایسا پیش کر دکھائیں جس میں آپ نے فرمایا ہو کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا نزول تام تھا یا آپ نزول میں سب سے ممتاز تھے۔  
آپ فرماتے ہیں۔

اما قرب ایساں باں خصوصیت از ہمہ زیادہ است۔ در عروج باں کیفیت کے بہ ایساں نے رسد باصحاب و ائمہ اثنا عشر دریں باب مشارک اند یعنی آپ باب عروج میں صحابہ و ائمہ اثنا عشر کے مشارک ہیں نہ کہ باب نزول میں جس کی حضرت مجدد الف ثانی و شیخ اکبر ابن عربی و عارف باللہ امام عبدالوہاب شعرانی و شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شیخ شہاب الدین سروردی علیہم الرحمۃ نے صراحت فرمائی ہے اسی مقام عروج کی وجہ سے آپ سے یہ کلام سرزد ہوئی اسی مقام کو فنا یا زہو و ادلال و سکر کہا جاتا ہے اسی کو لفظ حال سے بھی تعبیر کر لیتے ہیں یہ مقام بجائے خود ایک رفیع مقام ہے مگر اس سے ارفع تر مقامات بھی موجود ہیں۔ ان مقامات میں سے آخری مقام مقام عبودیت محض ہے جس پر حسب تصریح شیخ ابن عربی علیہ الرحمۃ حضرت بایزید



بسطامی و حضرے شیخ ابو السعود ابن شبل بغدادی فائز تھے۔ حضرت بایزید آپ سے قبل اور ابو السعود آپ کے بعد ہوئے ہیں۔

س :- متاخرین کے عرف و محاورے میں لفظ ولی ماسوائے صحابہ پر بولا جاتا ہے؟

ج :- جناب کی متاخرین سے کیا مراد ہے حضرت شیخ اور ان کے ہم عصر یا زمانہ قبل کے لوگ یا بعد کے ہم ان سب حضرات کے ارشادات پیش کر کے آپ کے اس موقف کو ہباء منشور بنا چکے ہیں ملاحظہ کیجئے کتاب ہذا از ص ۱۱۶ تا ص ۱۳۲ نیز کیا بوقت نزول آیہ کریمہ ”الا ان اولیاء اللہ“ الخ لفظ ولی کا کوئی مصداق موجود نہ تھا۔

س :- جس کثرت کے ساتھ کرامات کا ظہور آپ سے ہوا کسی دوسرے ولی سے نہیں ہوا؟

ج :- بکثرت کرامات کا ظہور اس لئے ہوا کہ آپ تا مدت حیات صاحب حال رہے صاحب مقام نہ ہو سکے حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں۔

فانه كان صاحب حال موثرة ربانية مدة حياته لم يكن صاحب مقام الفتوحات ا لمکیتہ ص ۸۰ ج ۲ نیز فرماتے ہیں فان الكامل كلما علا في المقام نقص في الحال ص ۳۹۱ ج ۲۔ بلاشبہ کامل جس قدر مقام میں بلند ہو جاتا ہے حال میں اسی قدر کم ہو جاتا ہے۔ نیز فرماتے ہیں فالحال في هذه النار الدنيا نقص ص ۳۵۸ ج ۲۔ نیز فرماتے ہیں۔ اصحاب الاحوال محجوبون ص ۵۰۲ ج ۱۔ فرماتے ہیں حکم صاحب الحال حکم المجنون الذی ارتفع عنه القلم ص ۳۵۸ ج ۲۔ لہذا بکثرت ظہور کرامات دلیل افضلیت نہیں بلکہ اعلیٰ تر مقام عبودیت محض کی نسبت سے دلیل مفضولیت ہے۔ نیز آپ سے کسی ایسی عجیب و غریب کرامت کا صدور نہیں ہو سکا



جس کا ظہور کسی اور سے نہ ہو سکا ہو مثلاً" آپ سے شطیحات کا صدور ہوا تو بعض دیگر اولیاء سے بھی یہ ظہور پذیر ہوئیں آپ نے مردہ زندہ کیا تو دیگر اولیاء نے بھی ایسا کر دکھایا مثلاً" حضرت بایزید . سطامی، حضرت ذوالنون مصری، حضرت خواجہ بزرگم اجمیری، حضرت محبوب الہی علیہم الرحمۃ بلکہ بعض حضرات نے قم باذن اللہ کی بجائے قم باذنی کہہ کر مردہ زندہ کر دیا۔

حضرت محبوب الہی کے پنے ہوئے کپڑے سے کستوری سے بڑھ کر خشبو آتی تھی جو دھو دینے یا مدت مدیدہ گذر جانے کے باوجود بھی زائل نہ ہو سکتی۔

خانہ کعبہ شریف حضرت خواجہ بزرگ اجمیری کا طواف کرتا تھا۔ بلکہ بعض دیگر کاملین سے ایسی خصوصی کرامات کا ظہور ہوا جنکا ظہور حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی سے نہ ہو سکا۔ مثلاً" حضرت سیدنا خواجہ شاہ نصیرالدین محمود چراغ دہلی نے سورج روک دیا۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے پیدا ہوتے ہی سر سجدہ میں رکھ کر اللہ اللہ کہنا شروع کر دیا حضرت خضر سیدنا محبوب الہی قدس سرہ کے باورچی خانہ کی نگرانی فرماتے اور حاضرین مجلس سماع کی نعلین کی حفاظت فرماتے۔

حضرت خواجہ بزرگ اجمیری قدس سرہ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اور آپ ہی کے فیض نظر۔ ۹۹ لاکھ انسان دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اور بعد از وصں آپ کی جبین اطہر پر قدرتی غیبی نورانی قلم سے برنگ نور سبز مات حبیب اللہ فی حب اللہ کے الفاظ لکھ دیئے گئے۔ سبوح اہل و دیگر کتب سیر۔

حضرت خواجہ شمس ہروی قدس سرہ کو بذریعہ الہام بتایا گیا کہ شیخ



معین الدین کا میری بارگاہ میں وہ مقام ہے کہ اگر تمام اولیاء قیامت تک پرواز کریں تو اس کے پہلے قدم تک نہ پہنچ سکیں مقابیس المجالس ص ۷۳۸ تذکرہ اولیاء ہند میں ہے کہ فرمایا جس ولی اللہ کو بھی میں نے ذوق و شوق عبدیت و محبت کی دولت سے نوازا ہے معین الدین کے صدقے اور وسیلے سے نوازا ہے۔

س :- آپ نے فرمایا افلت شمس الاولین و شمسنا الخ؟  
 ج :- اس کا صحیح مفہوم یہی ہے کہ شمس سے مراد شریعت مصطفیٰ اور حقیقت محمدیہ و فیضان احمدیہ ہے یعنی دوسرے انبیاء کی شرائع منسوخ ہو چکی ہیں مگر ہمارے نبی پاک ﷺ کی شریعت کبھی منسوخ نہ ہو گی اس کا یہ معنی و مفہوم بیان کرنا ہرگز مناسب نہیں کہ امت محمدیہ کے دیگر اولیائے کرام ملین بمعہ صحابہ و ائمہ کرام کا فیض ختم ہو چکا ہے۔ اور صرف حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض ہی جاری ہے یقیناً تمام سلاسل حقہ کا فیض جاری و ساری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا فیض جاری ہے سیدنا صدیق اکبر رحمۃ اللہ علیہ امام الاولیا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سیدنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سیدنا ابراہیم بن ادہم، سیدنا خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ حضرت قطب پاک رحمۃ اللہ علیہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ و غیر ہم اکابر اولیاء کرام کا فیض جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ اس شعر کا جو مفہوم ہم نے بیان کیا ہے تقریباً یہی مفہوم حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی ذکر فرمایا ہے ملاحظہ کیجئے فیوض الحرمین ص ۳۰۔

س :- حضرت ابن عربی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے اما عبدالقادر فکان مامورا بالتصرف (تا) هذا هو الظن بامثاله اور یہ قول بھی تصرف میں داخل ہے۔

ج :- حضرت ابن عربی علیہ الرحمۃ اپنے اس پہلے ظنی قول کو بعد کے حتمی



ارشادات سے منسوخ فرما چکے دیکھئے کتاب ہذا کا ص ۷۶، ص ۷۹  
 نیز آپ کے دوسرے ارشادات کے پیش نظر یہاں تصرف سے مراد  
 تصرف باطنی ہو گا نہ کہ دعاوی لسانی۔

س :- قرآن کریم میں ہے اما بنعمة ربك فحدث اور یہ بھی تحدیث  
 نعمت ہے۔

ج :- امت کے حق میں تحدیث نعمت کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ اپنی شان  
 میں قصائد پہ قصائد لکھتے رہو اور دوسروں پر اظہار فخر و زہو کرتے رہو اس  
 لئے کہ امثال و اشکال پر اظہار فخر و زہو امر الہی و جوبلی پہ موقوف ہے جو کہ  
 انبیاء کے ساتھ ہی خاص ہے کما حقق سابقا فی مقامات  
 شتی۔ البتہ اولیاء کرام بوجہ سکر و حال معذور ہیں کما قال الشیخ  
 شہاب الدین السہروردی ”کلام السکاری یحمل“ امت  
 کے حق میں تحدیث نعمت کا یہ معنی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مال و دولت  
 عطا فرمایا ہے تو اس کو راہ خدا میں خرچ کرے اور اچھا لباس پہن لے، علم  
 دیا ہے تو اس پر عمل کرے دوسروں کو سکھائے۔

س :- رئیس المکاشفین شیخ اکبر قدس سرہ باب نمبر ۷۳ میں بعد ذکر اقسام  
 اولیاء اللہ فرماتے ہیں ومنہم رضی اللہ عنہم رجل واحد  
 وقد تکون امرۃ فی کل زمان آیتہ وهو القاهر فوق  
 عبادہ لہ الا ستطالۃ علی کل شیء سوا اللہ شہم شجاع  
 مقدم کثیر الدعوی بحق یقول حقا و یحکم عدلا کان  
 صاحب ہذا المقام شیخنا عبدالقادر الجیلی ببغداد  
 کانت لہ الصولۃ والا ستطالۃ بحق علی الخلق کان  
 کبیر الشان۔

یعنی اولیاء میں سے ایک ولی ایسا ہوتا ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے  
 ہر چیز پر غالب اور متصرف رہتا ہے اور پر زور دعاوی کرتا ہے مگر اس کا



دعویٰ اور بول بالا سچا ہی ہوتا ہے ایسا ہی حکم اس کا عدل و انصاف سے ہوتا ہے اس مقام کے صاحب بغداد میں عالی جناب ہمارے شیخ عبدالقادر جیلی گویا آیت وھو القاھر فوق عبادہ کے منظر تھے۔ حضرت شیخ اکبر کی تصریح ہذا سے نتائج ذیل ثابت ہوئے۔

عالی جناب بلوچ نہ صرف مقام غوثیت کے مالک تھے بلکہ اس سے بھی بالا تر تھے آپ ہر شئی پر سوائے خدائے عز و جل کے غالب و متصرف تھے ایسا شخص لاف زن و کم ظرف نہیں ہوتا بلکہ سچا اور صاحب تمکین ہوتا ہے۔

ج :- سائل نے حضرت شیخ اکبر کی عبارت کے ترجمہ اور نتائج میں انتہائی بددیانتی و دھوکہ دہی کا مظاہرہ کیا ہے پھر اپنی ان لغویات میں وزن پیدا کرنے کے لئے حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کی طرف منسوب کر دیا ناظرین گرامی قدر ہم یہ کیسے تسلیم کر لیں کہ پیر صاحب علیہ الرحمہ عربی عبارت کا صحیح ترجمہ بھی نہیں کر پائے تھے عمداً "تحریف کا تو ہم آپ کے بارے تصور بھی نہیں کر سکتے۔ نیز پیر صاحب کی اپنی دستی تحریر کی فوٹو کاپی خود اس صاحب نے اپنی کتاب میں دی ہے جو پڑھی جا سکتی ہے اس میں ان خود ساختہ باتوں میں سے کوئی بھی موجود نہیں سچ ہے کہ ۷

دروغ گورا حافظہ نباشد

حضرت پیر صاحب کے ملفوظات بلکہ فتاویٰ جات میں کس قدر تحریف سے کام لیا گیا اور یہ کس حد تک ناقابل اعتماد ہیں یہ بات جاننے کے لئے خود حضرت پیر صاحب کے ہی معتمد مرید علامہ حافظ عطا محمد بندیا لوی بدظلمہ کی کتاب سیف العطاء کا مطالعہ کافی ہے چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔ فتاویٰ مہریہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تصنیف نہیں ہے بلکہ بعد کے مفتیوں نے فتاویٰ جمع کیا ہے اور یہ لغزشیں ان جمع کنندہ مفتیوں سے سرزد ہوئی ہیں۔ ص ۹۱ یہ کاتب کی غلطی ہے یا جامع فتاویٰ نے عمداً "اعلیٰ حضرت



کو بدنام کرنے کی لئے یہ خیانت کی ہے ص ۱۲۴ ان تمام امور سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ملفوظ نمبر ۱۸۱ جعلی ہے۔ اور اگر اسے آپ کا ملفوظ تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس میں قطع و برید کی گئی ہے۔

جس صاحب نے یہ ملفوظات جمع کئے اس نے ملفوظ کے ضروری اجزاء ہضم کر لئے عفا اللہ عنہ ص ۱۶۱-۲۶۱ پر عنوان قائم فرمایا۔

جامع فتاویٰ کا ظلم عظیم۔ لکھتے ہیں لہذا ان حقائق کی بنیاد پر بندہ کو یقین ہے کہ فتاویٰ مہریہ کا یہ فتویٰ جس میں مذکورہ عربی عبارت موجود ہے یہ اعلیٰ حضرت کی تحریر نہیں بلکہ بعد کے کسی مفتی (جامع) کی تحریر ہے جو یا تو اس سے سہواً لکھی گئی یا پھر اس نے اعلیٰ حضرت کو بدنام کرنے کے لئے عمداً اس فعل شنیع کا ارتکاب کیا۔ ص ۱۸۱۔ اس فقیر کا یہ ظن درست نکلا کہ جامع فتاویٰ نے خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔ ص ۲۴۴۔ کسی محرم راز نے تحریف اور تبدیلی کی ص ۲۴۴۔ اللہ تعالیٰ جامع فتاویٰ کو معاف فرمائے اس نے یہ بہت بڑی خیانت کی ص ۲۴۶۔ کسی محرف اور خائن نے استفتاء کی عبارت سے ڈھونڈ قوم کا لفظ عمداً حذف کر ڈالا ص ۲۴۸)

اب اصل سوال پر نظر ڈالیے حضرت شیخ اکبر کی عربی عبارت میں فی کل زمان اور قد تكون امرة کے الفاظ موجود ہیں جن کا ترجمہ ہی نہیں کیا گیا اس سے مترجم نے یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ ایسا ولی صرف ایک ہی ہوتا ہے جو کہ شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں حالانکہ یہ تحریف صریح ہے حضرت شیخ اکبر تو صاف صاف فرما رہے ہیں کہ ایسا ایک شخص جو هو القاهر فوق عباده کا منظر ہوتا ہے ہر زمانہ میں ہوتا ہے اور کسی زمانہ میں مرد کی بجائے کوئی عورت هو القاهر فوق عباده کا منظر ہوتی ہے۔ سائل لکھتا ہے محمد اوانی المعروف بابن قائد افراد میں سے تھے اور جناب غوث پاک کے اصحاب اور خدام میں سے تھے لہذا آپ غوثیت سے بھی بالاتر تھے غوثیت سے بالاتر کس مقام پر تھے اس کی بھی اس غالی نے



صراحت کی ہے لکھتا ہے غوث اعظم دنیا کے تمام اولیاء اللہ کے سردار اور نبوت کے بعد ولایت کے اس مقام اقصیٰ پر فائز ہیں جہاں اور کسی کو رسائی نصیب نہیں ہوئی دیکھا آپ نے اب نہ صحابہ مستثنیٰ رہے نہ ائمہ نہ صدیق اکبر ؓ نہ مولیٰ علی نہ حسن مجتبیٰ نہ حسین شہید کربلا نہ حضرت فاطمہ الزہراء سیدۃ النساء نہ سیدہ عائشہ الصدیقہ محبوبہ محبوب خدا۔

جناب عالی، کسی کے اصحاب و مریدین میں سے کسی شخص کا افراد میں سے ہو جانا اس بات کی دلیل نہیں کہ اسے نبوت کے بعد ولایت کا سب سے اعلیٰ ترین مرتبہ حاصل ہو یوں تو حضرات مشائخ کے خدام و اصحاب میں اغواث و اقطاب بھی ہوتے ہیں مثلاً حضرت خواجہ بزرگ اجمیری کے اصحاب و احباب میں قطب الاقطاب بختیار کاکی تھے حضرت قطب الاقطاب کے اصحاب میں فرد الافراد قطب اعظم حضرت گنج شکر تھے حضرت گنج شکر ؒ کے اصحاب میں حضرت محبوب الہی جیسے غوث اعظم اور حضرت صابر جیسے مخدوم العالم حضرت شاہ جمال جیسے قطب عالم تھے۔ کسی شیخ کامل کی صحبت کا مقصد اصلی ہوتا ہی یہ ہے کہ قرب الہی کی مختلف منازل طے ہوں اور ان منازل میں سے ایک منزل فرودیت ہے تو مشائخ کے خدام و مریدین غوثیت قطیبت اور محبوبیت کی منازل طے کرتے رہتے ہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی خود جن کے مرید و خلیفہ تھے ان مشائخ کا مرتبہ و مقام تو پھر نبوت و رسالت کے برابر ہونا چاہئے ایسے لغو نتائج پیر صاحب علیہ الرحمۃ سے متوقع نہیں نیز پیر صاحب ایسا شخص بھلا یہ جاہلانہ بات کر سکتا ہے کہ عرفا لفظ ولی کا اطلاق صحابہ و ائمہ پر نہیں ہوتا کیا آپ کو ولی کی تعریف بھی معلوم نہ تھی؟ ہم بے شمار دلائل و حوالہ جات سے سائل کے اس موقف کی تردید کر چکے ہیں ملاحظہ فرمائیے کتاب ہذا کا حصہ ۱۲۱ - لکھتا ہے آپ ہر شے پر سوائے خدائے عز و جل کے غالب و متصرف تھے یعنی سب انبیاء و رسل پر بھی غالب و متصرف تھے حتیٰ کہ سید انبیاء ؐ پر بھی احمق کے



ذہن میں لفظ کل کا معنی اکثر استعمال ہونا ہے ہی نہیں کہتا ہے ایسا شخص لاف زن و کم ظرف نہیں ہوتا یعنی اس شخص کے ماسوا اولیاء کرام جن سے شطیاتیات کا ظہور ہوا ہے کم ظرف و لاف زن ہیں کیوں جناب آپ لوگ حضرت شیخ کی آڑ میں تمام اولیاء کاملین کے گستاخ ہیں یا نہیں؟ لکھتا ہے کہ حضرت شیخ اکبر کے زمانہ میں اس تصرف کا مالک ایک ولی تھا مگر حضرت شیخ میں علاوہ مقام ہذا کے اور وجوہ فضیلت بھی موجود تھے ہم کہتے ہیں اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ ہر زمانہ میں اس تصرف کا مالک حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے کم درجہ ہی ہو نہ ہی شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا ہے وہ تو اپنے زمانہ کے صرف ایک شخص کی بات کر رہے ہیں۔

س :- حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہی دہلوی سیدنا عبدالقادر سے مستفیض ہیں۔ ملاحظہ ہو نظام القلوب۔

ج :- جناب کیا مستفیض ہونا دلیل مفضولیت ہے؟ خواہ افادہ عالم رویا میں ہو اور آپ اسے تسلیم کرتے ہیں فرمائیے حضرت شیخ عبدالقادر کے مشائخ جن سے آپ نے حین حیات اور عالم بیداری میں بیعت کی مرید بنے فیض لیا خلافت حاصل کی کیا آپ انہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے افضل تسلیم کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا محبوب الہی کا معاملہ تو صرف معاملہ یعنی ایک خواب سے متعلق ہے (غالبا) صاحب بہادر معاملہ کے معاملہ سے غافل اور اس کے مفہوم سے جاہل ہیں) مگر حضرت شیخ کے مشائخ تو عالم بیداری میں ظاہر و باہر فیض دیتے رہے کیا آپ ان حضرات کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے افضل مانتے ہیں یا حضرت شیخ کو ان کے پیروں کی گردنوں پر چڑھا دیتے ہو۔ فماہو جوابکم فہو جو ابنا۔

س :- محبوبیت قادریہ عالمگیر ہے اور محبوبیت نظامیہ کئی قطعات ارض تک نہیں پہنچی؟

ج :- کیا محبوبیت قطعات ارض کے ساتھ مانی جاتی ہے اگر آپ کا یہ معیار



تسلیم کر لیا جائے تو آپ انبیاء کرام کے بارے میں کیا فرمائیں گے جن کا نام بھی کسی کو معلوم نہیں کیا وہ محبوبیت خدا سے بالکل فارغ البال ہیں نبی تو کجا وہ تو ولیوں سے بھی بہت پیچھے رہ گئے نیز جناب متعین تو فرمائیں کہ محبوبیت نظامیہ کس قطعہ ارض میں نہیں پہنچی جہاں محبوبیت قادریہ لنگر انداز ہے۔

س :- مقام جذب و محبوبیت سے جتنا تناسب لفظ سبحان کو ہے لفظ الہ کو نہیں اور نہ لفظ الہ ذات تحت پر دال ہے۔

ج :- لفظ سبحان کو مقام جذب سے تناسب ہے اور لفظ الہ کو مقام عبدیت سے اور یہ بات مسلم ہے کہ مقام عبدیت سب مقاموں سے اعلیٰ تر ہے۔ نیز کلمہ اللہ علم ذات جامع۔ لجمیع صفات الکمال ہے مہر منیر ص ۴۷۲ پر ہے۔ لفظ الہیہ اللہ کی طرف منسوب ہے جو ذات کے مراتب ثلاثہ میں مرتبہ ثانیہ کا نام ہے۔ پہلا مرتبہ ہے ذات تحت جسے ہویت صرفہ بھی کہتے ہیں۔ دوسرا مرتبہ ہے ذات بحیثیت اسماء و صفات اجمالاً جسے احدیت الجمع بھی کہتے ہیں۔ تیسرا مرتبہ ہے۔ ذات بحیثیت اسماء و صفات تفصیلاً جسے واحدیت سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

س :- لہ الاستطالة علی کل شیئی سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا انبیاء پر بھی تصرف تھا مفضل کا فاضل پر تصرف مثل تصرف جبرائیل بر آنحضرت۔ واقعی اور مسلم امر ہے۔

ج :- اس غیر ضروری ولا یعنی گفتگو کی بجائے یہ کیوں نہ کہہ دیا جائے کہ یہاں لفظ کل اکثری ہے کلی نہیں اگر افراد دائرہ قطب سے خارج ہو سکتے ہیں تو انبیاء کیوں نہ خارج از تصرف قطب ہونگے کسی امر کے امکان اور وقوع میں بڑا فرق اور فاصلہ ہوتا ہے۔ جبرائیل کا تصرف تو وقوع پذیر ہوا جس کا ثبوت موجود ہے مگر حضرت شیخ کا تصرف کس نبی پر ہوا کیا اس کا بھی کوئی ثبوت ہے؟ جبکہ جبرائیل باوجود مفضل ہونے کے رسول ہیں۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تو آپ کی روحانی تربیت فرماتے رہے جیسے کہ بہت



سے دیگر اولیاء کرام کی بھی آپ نے روحانی تربیت فرمائی۔  
حضرت سیدنا ابن عربی قدس سرہ فرماتے ہیں ماکل ممکن  
واقع۔ ہر ممکن وقوع پذیر نہیں ہوتا۔

حاشیہ :-

۱۔ حضرت علامہ محمد اشرف سیالوی شیخ الحدیث دارالعلوم سیال شریف سائل کے  
استدلال پر اعتراض قائم فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اقول هذا محل تامل لان  
جبرائیل علیہ السلام کان رسولا قبل ذلک والنبی صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم نبی ء بعد ذلک الضم والتصرف فی الباطن  
واعطی الرسالة بعد ذلک والمصرح فی کتب القوم ان رسل  
البشر افضل من رسل الملائکة والظاہر ان ہذا بعد تقریر ہم  
علی منصب الرسالة لا بعد الولادة فتفکر حق التفکر لان  
الکلام ہہنا فی احکام هذه النشأة لا النشأة النورانية السابقة  
علی المخلوقات۔

س :- مخزن اسرار میں ہے کہ حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے  
فرمایا کہ یہ کم بخت مجھے ولی اللہ ہی تسلیم نہیں کرتے ورنہ حضرت غوث اعظم  
کا قدم میری گردن پر بھی تسلیم کرتے اور حضرت خواجہ تونسوی یہ پڑھا  
کرتے تھے

۲۔ برپیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی۔

ج :- کم بخت متعصب خود اپنی ہی تصنیفات میں ایک جھوٹی بات لکھ دیتے  
ہیں اور پھر خود ہی حوالہ پیش کرنے لگتے ہیں۔ ہم حضرت خواجہ شاہ محمد  
سلیمان تونسوی قدس سرہ العزیز کے اپنے ملفوظات اور آپ کے اعظم خلفاء  
کے ملفوظات سے مضبوط ترین حوالہ جات پیش کر چکے ہیں جو ان افتراءات  
و اختراعات کے بالکل برعکس ہیں۔ لہذا ان جعلی باتوں کی آپ کے اپنے  
ارشادات کے مقابلہ میں پرکھ کے برابر بھی حیثیت نہیں۔ بد بختو بھلا غور تو



کرو حضرت خواجہ تونسوی علیہ الرحمۃ اپنے مشائخ کی بے ادبی برداشت کر سکتے ہیں؟

اولیاء عظام کے خلاف ایسے گستاخانہ غلو آپ کے ہی نصیب میں ہیں۔

فلعنة الله على الكاذبين۔ متعصب لوگ درحقیقت اس فارمولا پر عمل کرتے ہیں کہ جھوٹ اس کثرت سے بولو کہ سچ معلوم ہونے لگے اس موضوع پر ان کے بڑے بڑے کذب صریح ایسے فعل شنیع کو شیر مادر کی طرح ہضم کر جاتے ہیں۔

فسيعلم الذين ظلموا اي منقلب ينقلبون۔ مؤلف مخزن اسرار نور محمد کلا چوی اور اس کا طائفہ تو اس بات کا قائل ہے کہ حضرت شیخ کا قدم انبیاء و رسل کی گردن پر بھی ہے۔ العیاذ باللہ ولا حول ولا قوة الا باللہ۔

س :- حضرت محبوب الہی حج کے دوران بغداد حاضر ہوئے اور حضرت غوث پاک کی دربار کے سجادہ نشین سید محمد عمر کے ہاتھ پر قادری سلسلہ میں بیعت کی۔

ج :- متعصب قادری حضرات نے جو بڑے بڑے اور وزنی جھوٹ تراشے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ یہ لوگ اس موضوع پر جھوٹ بولتے ذرا شرم محسوس نہیں کرتے حضرت محبوب الہی سلطان المشائخ اپنے شیخ کبیر حضرت بابا فرید الدین گنجشکر رضی اللہ عنہما کے عاشق صادق اور محب مخلص تھے فوائد الفواد شریف اور سیر الاولیاء کا ایک ایک لفظ آپ کے سچے اور پکے عشق و محبت کا شاہد عدل ہے۔ ایسا صادق الارادات مرید یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ کسی دوسرے سے بیعت کرے چہ جائیکہ عملاً "ایسا کرے تاوفات آپ کا یہ والہانہ و مخلصانہ عشق و محبت جو ان ہی ہوتا گیا۔ آپ حضرت محبوب الہی رضی اللہ عنہ کے اپنے ارشادات ملاحظہ فرمائیے جن کے ایک ایک لفظ سے آپ



کی شیفتگی و فریفتگی کی چاشنی ٹپک رہی ہے۔ نیز آپ کا حج کے بارے میں  
 بیان جو آئندہ اوراق میں آ رہا ہے نے اس جھوٹ کی ہنڈیا کو چورا ہے میں  
 پھوڑ دیا ہے۔



نیز یہ تاریخی حقیقت ہے کہ سیدنا محبوب الہی برصغیر پاک و ہند سے باہر نکلے ہی نہیں نہ ہی آپ نے حج کیا ہے (نظامی ہنسری) تو بغداد جا کر بیعت کیسے کی۔ اس عظیم جھوٹ پر آپ لوگوں کو یہی اعلیٰ تمنغہ دیا جاسکتا ہے۔ قبول فرمائیے۔ فلعنة الله على الكاذبين سنئے حضرت محبوب الہی کے ارشادات بعد ازاں فرمود کہ اگر مریدے خواہد بتجدید بیعت کند و شیخ حاضر نباشد جامہ شیخ پیش نہد بالجامہ بیعت کند دریں میاں فرمود کہ عجب ندارم کہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز بارہا پھنسیں کردہ باشد و من پھنسیں میکنم لختے سخن در حسن اعتقاد افتاد فرمود کہ من از شیخ رفع الدین کہ شیخ الاسلام اودھ بود شنودم او گفت کہ مرا قرابتی بود کہ او مرید خواجہ اجل شیرازی بودہ است رحمۃ اللہ علیہ و تھے آں مرید را باہمے گرفتند و در معرض قتل آوردند سیانی کہ اور اگر دن خواست زند اور اہمناں باستانید کہ روئے او جانب قبلہ باشد مرید خواست کہ روئے جانب قبلہ خود کند مگر در اں جہت گورے پیرے او پس پشت او میشد بر فور روئے سوئے گورے پیرے خود کرد سیاف گفت کہ دریں محل روئے جانب قبلہ باید کرد تو چرا روئے گردانیدی مرید گفت من روئے سوئے قبلہ خود کردم تو در کار خود باش از نسبت ایں حکایت فرمود کہ من و تھے در سفر بودم تشنگی اثر کرد بر لب آب گیرے رسیدم ازاں سپ فرود آمدم و خواستم تا قدرے آب برگیرم و بخورم دل من سبکی آورد و صفرا غالب شد در اں حال کہ بے خود میشد ہمیں بر زبان مے آمد کہ شیخ شیخ بعد ازاں ساعتے باہوش باز آمدم الغرض بعد ازاں مرا و ثوقے تمام شد بر عاقبت کار خود کہ در خاتمت کار ہم امیدے آں باشد کہ ایں کس بریاد ایشاں برود انشاء اللہ تعالیٰ ص ۹۹ فوائد الفواد شریف اس کے بعد فرمایا کہ اگر کوئی مرید بتجدید بیعت کرنا چاہے اور شیخ موجود نہ ہوں تو شیخ لباس سامنے رکھ کر اس لباس کے ساتھ بیعت کرے اسی اثنا میں فرمایا کہ تعجب نہیں کہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے بارہا اسی طرح



کیا ہو اور میں بھی اسی طرح کرتا ہوں پھر حسن اعتقاد کی بات چلی فرمایا کہ میں نے شیخ رفیع الدین سے جو کہ اودھ کے شیخ الاسلام تھے سنا اس نے کہا کہ میرا ایک رشتہ دار تھا جو کہ خواجہ اجل شیرازی کا مرید تھا رحمۃ اللہ علیہ کسی وقت اس مرید کو کسی تہمت میں گرفتار کر لیا اور مقام قتل میں لائے جلا دئے اسے اس طرح کھڑا کیا کہ منہ قبلہ کی جانب ہو مرید نے چاہا کہ اپنے قبلہ کی جانب منہ کرے مگر قبلہ کی طرف منہ کرنے کی صورت میں اس کے پیر کی قبر پس پشت ہوتی تھی فوری طور پر اپنے پیر کی قبر کی طرف منہ کر لیا جلا دئے نے کہا اس مقام میں قبلہ کی جانب منہ کرنا چاہئے تو نے کس لیے منہ پھیر لیا ہے مرید نے کہا میں نے اپنے قبلہ کی جانب منہ کر لیا ہے تو اپنا کام کر اسی حکایت کی نسبت سے فرمایا کہ میں کسی وقت سفر میں تھا ایک دن لمبی منزل میں میں نے بہت تکلیف دیکھی اگرچہ میں سوار تھا مگر تشنگی اثر کر گئی کنواں پر پہنچا گھوڑے سے نیچے اترا چاہا کہ کچھ پانی پی لوں میرا دل کمزوری لایا اور صفراء غالب ہو گیا جب میں بے ہوش ہو گیا تو میری زبان پر یہی الفاظ جاری ہوئے کہ شیخ شیخ کچھ وقت کے بعد ہوش آئی الغرض اس کے بعد اپنی عاقبت کار کے بارے میں مکمل وثوق حاصل ہو گیا کہ بوقت خاتمہ بھی اس بات کی امید ہے کہ یہ شخص ان کی یاد پر ہی جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

لختہ سخن در عوارف شیخ شہاب الدین افتاد قدس اللہ سرہ العزیز فرمود کہ من پنج باب از عوارف پیش شیخ کبیر فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز گزارانہ ام بعد ازاں فرمود کہ آنچہ بیان بود کہ ایشاں میگردند انچناں خود ہر گزاراں کسے دیگر نیاید بار ہا در ذوق بیان ایشاں مردم چناں فرو میشد کہ تمنا برودہ شدے اگر ہمیں زمان مردم بمیرد نیکو باشد فوائد الفواد شریف۔ ص

-۱۲۸

ایک بار شیخ شہاب الدین سروردی قدس اللہ سرہ العزیز کی تصنیف لطیف عوارف المعارف شریف کے بارے میں بات ہوئی فرمایا کہ میں نے



شیخ کبیر فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز سے عوارف کے پانچ باب پڑھے ہیں پھر فرمایا کہ وہ کیسا بیان تھا جو یہ کرتے تھے ایسا بیان کوئی دوسرا ہرگز نہیں کر سکتا۔ بارہا لوگ ان کے بیان کے ذوق میں اس طرح مست ہو جاتے کہ تمنا ہوتی کہ اگر اس وقت مرجائیں تو اچھا ہو۔

بعد ازاں خواجہ ذکر اللہ بالخیر فرمود کہ من ہر بار کہ سماع شنیدہ ام و ہر صفت کہ از گوئندہ در سماع شنیدہ ام الی یومنا بحق خرقہ شیخ کہ آل ہمہ بر اوصاف و اخلاق شیخ حمل کردہ ام تا و تھے در حالت حیات شیخ قدس اللہ سرہ العزیز در جمع بودم گویندہ ایں بیت می گفت

مخرام بدیں صفت مبادا کز چشم بدت رسد گزندے

و مرا اخلاق پسندیدہ و اوصاف شیخ و کمال بزرگی و غایت فضل و لطافت ایشاں یاد آمد چنان رقت در گرفت کہ در صفت نیاید قوال خواستکہ تا ابیات دیگر گوید من ہمیں مے گویا نیدم خواجہ ذکر اللہ بالخیر چوں بریں حرف رسید در گریہ شد و فرمود کہ بعد ازاں بے بر نیامد کہ ایشاں رحلت فرمودند فوائد الفواد شریف ص ۱۶۶۔

بعد ازاں فرمایا کہ میں نے جب بھی سماع سنا ہے اور گانے والے سے سماع کے اندر آج تک جو صفت بھی سنی ہے بحق خرقہ شیخ وہ تمام شیخ کے اخلاق و اوصاف پر حمل کیا ہے یہاں تک کہ شیخ کی حالت حیات میں قدس اللہ سرہ العزیز میں ایک جماعت میں تھا کہنے والے نے یہ بیت کہا آپ اس ناز و انداز سے نہ ہمیں کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ آپ کو چشم بد سے کوئی گزند پہنچے مجھے شیخ کے اخلاق پسندیدہ اور اوصاف مبارک کمال بزرگی۔ غایت فضل و لطافت یاد آئی رقت نے اس طرح اپنی گرفت میں لیا کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ قوال نے چاہا کہ اور بیت پڑھے مگر میں یہی پڑھاتا رہا۔ حضرت خواجہ محبوب الہی ذکر اللہ بالخیر جب اس بات پر پہنچے تو رونے لگے اور فرمایا کہ اس کے بعد زیادہ وقت نہیں گزرا کہ وہ رحلت فرما گئے۔



فرماتے ہیں کہ میں بارہ سال یا کچھ کم و بیش کا تھا نعت بھی پڑھا کرتا تھا ایک آدمی جسے ابو بکر خراط اور ابو بکر قوال بھی کہا کرتے تھے میرے استاد کی خدمت میں آیا شاید وہ ملتان کی طرف سے آیا تھا اس نے بیان کیا کہ میں نے شیخ بہاؤ الدین ذکریا رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے سماع کیا ہے اور کسی وقت میں نے اپنی خدمت میں یہ اشعار پڑھے۔

بکل صبح و کل اشراق  
تبکیک عینی بدمع مشاق  
لقد لسعت حیثہ الہوی کبدی  
فلا طیب لها ولا راق  
الا الحبيب الذی شغفت بہ  
فعندہ رقیتی و تریاق

ان ابیات کا فارسی ترجمہ یہ ہے۔

از مار غمش گزیدہ دارم جگرے  
کورانکنند چچ فسونے اثرے  
جز دوست کہ من شیفتہ عشق ویم  
افسون علاج من چہ داند گرے

اس کے بعد اس نے شیخ بہاؤ الدین ذکریا رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب بیان کرنے شروع کئے کہ وہاں ذکر اس طرح ہوتا ہے اور عبادت ایسے اورادیوں جو لونڈیاں آٹا پیستی ہیں وہ بھی ذکر کرتیں ہیں یہ اور اس جیسی اور بھی بہت باتیں بیان کیں لیکن ان باتوں کا میرے دل پر کوئی اثر نہ ہوا اس کے بعد اس نے کہا کہ میں اجودہن آیا وہاں میں نے ایک بادشاہ روحانیت کو دیکھا ایسے اور ایسے الغرض جب شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے مناقب میرے کانوں میں پڑے تو میرے دل میں حضرت کی سچی محبت و ارادت متمکن ہو گئی یہاں تک کہ میں ہر نماز کے بعد دس بار شیخ فرید الدین اور دس بار مولانا فرید الدین کا وظیفہ پڑھتا۔ پھر یہ محبت یہاں تک پہنچی کہ میرے سب دوستوں



کو یہ بات معلوم ہو گئی۔ چنانچہ اگر مجھ سے کوئی بات پوچھتے اور چاہتے کہ کسی کی قسم دیں تو کہتے کہ شیخ فرید کی قسم۔ فوائد الفواد شریف ص ۲۵۳۔

بعد ازاں خواجہ ذکر اللہ بالخیر فرمود کہ وقتے شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز میفرمود کہ یکے بود بامن پیوند کردہ بود چوں از من برفت چند گاہ مزاج او برقرار بود باز ازاں بگشت و یکے دیگر ہم بود کہ از من دور برفت و دیرے ہما نجا بود اگرچہ تا دیرے مزاج او برقرار بود بعد از دیرے ہم بگشت آنگہ روئے سوئے دعا گوئے کرد و اشارت سوئے من کرد و گفت کہ ایس مرد کہ تا بامن پیوستہ است ہم براں مزاج است و ہیچ نگشتہ است خواجہ ذکر اللہ بالخیر چوں بریں حرف رسید بگریست و ہم در گریہ بر لفظ مبارک راند کہ تا امروز محبت ایساں برقرار است بلکہ مزید بر مزید میشود والحمد لله رب العلمین۔

اس کے بعد خواجہ محبوب الہی ذکر اللہ بالخیر نے فرمایا کہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک شخص جو میرے ساتھ متعلق ہوا جب میرے پاس سے چلا گیا تو کچھ وقت تک اس کا مزاج برقرار رہا پھر متغیر ہو گیا۔ ایک دوسرا شخص تھا جو مجھ سے دور چلا گیا دیر تک وہیں رہا اگرچہ تا دیر اس کا مزاج برقرار تھا مگر کچھ دیر کے بعد اس کے مزاج میں بھی تبدیلی ہو گئی اب دعا گو کی طرف رخ انور کیا اور میری طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہ جب سے میرے ساتھ وابستہ ہے اسی مزاج پر ہے اور بالکل تبدیل نہیں ہوا۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر جب اس بات پر پہنچے تو رونے لگے اور حالت گریہ میں ہی زبان مبارک سے فرمایا کہ آج تک ان کی محبت برقرار ہے بلکہ مزید بر مزید ہو رہی ہے والحمد لله رب العلمین ایک بار کسی بات پر حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا حضرت محبوب الہی لکھتے ہیں ہر چند کہ من معذرت میکردم اثر بے رضائی را پھنجان در شیخ میدیدم چوں ازاں جابر خاستم ندا نستم کہ چہ کنم یعنی ہر چند کہ میں نے معذرت کی اس کے باوجود شیخ میں ناراضگی کا اثر تھا جب وہاں سے اٹھا تو مجھے معلوم نہ ہوا کہ کیا کروں مبادا ہیچ کس را آن چناں روز و آل چناں غمکہ مراد راں روز بود گریہ در من افتاد مضطرب و حیران بیروں آدم تا بر سیدم بر سر



چاہے خواستم کہ خود را در اں چاہ اندازم باز تامل کردم و با خود گفتم کہ گدائے مردہ مردہ گیر اما این بدنای مبادا کہ باز گردد دریں حیرت و حسرت سرا سیمہ وار بجانب صحرائے بیروں رفتم و با خود گریہ و زاری میکردم خداوند تا آن ساعت این کس را چہ حال بود ایسا دن اور ایسا غم جو مجھے اس دن تھا کسی کو نہ ہو میں رو رہا تھا مضطرب اور حیران ہو کر باہر نکلا ایک کنویں پر آیا چاہا کہ اپنے آپ کو کنوئیں میں ڈال دوں پھر تامل کیا اور اپنے آپ کو کہا کہ گدا مرنے والا تو مرجائے گا مگر یہ بدنای ایسا نہ ہو کہ واپس پلٹے اس حیرت و حسرت میں پریشان حال صحراء کی جانب چلا گیا اور گریہ و زاری کرتا رہا خدا ہی جانتا ہے کہ اس وقت اس شخص کا کیا حال تھا آخر کار صاحبزادہ شیخ شہاب الدین نے حضرت کی طرف سے بہتر انداز میں معذرت پیش کی تو حضور بابا صاحب نے اپنے صاحبزادے کو بلانے کے لئے بھیجا حضرت محبوب الہی بیان فرماتے ہیں کہ بیامدم و سردر قدم مبارک آوردم آنگہ خوشنود شد۔ میں آیا اور آپ کے قدموں میں سر رکھ دیا اس وقت آپ خوش ہو گئے دوسرے دن مجھے بلایا اور بہت زیادہ شفقت و مرحمت فرمائی اور کہا میں ہمہ برائے کمال حال تو میکروم کہ میں نے یہ سب تیرے کمال حال کے لئے کیا ہے اور یہ الفاظ بھی میں نے اس دن اپ کی زبان مبارک سے سنے کہ ”پیر مشاطہ مرید باشد“ پیر مرید کے لئے کنگھی کی طرح ہوتا ہے اس وقت مجھے خلعت عنایت فرمائی اور کسوت خاص سے مشرف فرمایا الحمد للہ رب العلمین۔ فوائد الفواد شریف کے ص ۴۲ میں ہے کہ مولانا بدر الدین اسحاق نے فرمایا کہ اس آداب کہ تو نگاہ میداری از ما ہیچ کس را میسر نہ میشود کہ یہ آداب جن کی اپ حفاظت رکھتے ہیں ہم میں سے کسی کو میسر نہیں۔ حسن علی بجنری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں حضرت محبوب الہی کی خدمت میں حاضر ہوا آپ چھت کے اوپر تشریف فرماتے دروازے کے قریب ایک سیڑھی تھی جب میں نے زمین خدمت چومی تو آپ نے اشارہ فرمایا کہ وہیں نردبان کے پاس بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ جب بھی دروازے کے ایک حصے کو ہوا کھینچتی تو وہ بند ہو جاتا تھا بندہ نے اس دروازے کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا تاکہ ٹھہرا رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے بندہ کی طرف نظر کی دیکھا کہ دروازہ پکڑے ہوئے ہے فرمایا چھوڑتے کیوں



نہیں بندہ نے سر زمین پر رکھا اور کہا کہ میں نے یہ دروازہ پکڑا ہوا ہے۔ تبسم فرمایا اور کہا کہ تو نے یہ دروازہ پکڑا ہے اور محکم پکڑا ہے بعد ازاں زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ ہر دری اور ہر سری نہ ہو جاؤ یک در گیرید و محکم گیرید۔ ایک دروازہ پکڑو اور مضبوطی کے ساتھ تھام لو۔

فوائد الفواد شریف ص ۲۶۲ میں ہے۔ سخن در طائفہ ست اعتقاد افتاد و درباب کسانے کہ بزیارت کعبہ روند چوں باز آیند بکار دنیا مشغول شوند بندہ عرض داشت کرد کہ بندہ را عجب از طائفہ آید کہ بخدمت مخدوم پیوند کرده باشند و باز بطرفی روند آل زماں کہ این سخن عرض افتاد ملیح کہ یارے بندہ است حاضر بود بندہ عرض داشت کرد کہ این شکستہ ازیں ملیح کہ یار من است و تھے سخنے شنیدہ است و آل در دل من کار کرده است و آل سخن این است کہ او گفته است کہ حج کے رو کہ اورا پیر نباشد خواجہ ذکر اللہ بالخیر چوں این سخن بشنید چشم پر آب کر دو این مصرعہ بر زبان مبارک راند

آں راہ بسوئے کعبہ برو و این بسوئے دوست

ست اعتقاد طائفہ کے بارے میں بات چلی اور ایسے لوگوں کے بارے میں جو کعبے کی زیارت کے لئے جاتے ہیں جب واپس آتے ہیں تو کار دنیا میں مشغول ہو جاتے ہیں بندہ نے عرض کی کہ مجھے اس طائفہ پر تعجب آتا ہے جو خدمت مخدوم سے وابستہ ہیں اور پھر کسی اور طرف چلے جاتے ہیں جس وقت میں نے یہ بات پیش کی ملیح جو بندہ کا دوست ہے حاضر تھا۔ بندہ نے عرض کی کہ اس شکستہ نے اس ملیح سے جو میرا دوست ہے کسی وقت ایک بات سنی ہے اور اس بات نے میرے دل میں اثر کیا ہے وہ بات یہ ہے کہ اس نے کہا ہے کہ حج کے لئے وہ جائے جس کا پیر موجود نہ ہو خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے جب یہ بات سنی چشم مبارک پر آب کی اور یہ مصرعہ زبان مبارک پر جاری فرمایا۔

وہ راستہ کعبہ کی طرف لے جاتا ہے اور یہ دوست کی طرف

بعد ازاں فرمود کہ بعد از نقل شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز مرا اشتیاق حج عظیم غالب شد گفتم بارے دراجود ہن بروم بزیارت شیخ القصہ چوں بزیارت



شیخ الاسلام رسیدم آں مقصود مرا حاصل شد مع شیئے زائد بارے دیگر ہمیں ہوس باعث آمد باز بزیارت شیخ رقم آں غرض حاصل شد۔ بعد اس کے فرمایا کہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ العزیز کے انتقال کے بعد مجھ پر حج کا شوق بہت غالب ہو گیا میں نے کہا ایک بار شیخ کی زیارت کے لئے ابو دھن جاتا ہوں القصہ جب زیارت شیخ کے لئے پہنچا تو وہ مقصود مجھے حاصل ہو گیا۔ بمع شیئے زائد کے بارے دگر یہی خواہش پیدا ہوئی پھر زیارت شیخ کے لئے گیا تو وہ غرض حاصل ہو گئی۔ حضرت محبوب الہی فرماتے ہیں کہ پہلے ہی روز جب میں نے دست بوسی کی دولت حاصل کی سب سے پہلی بات جو شیخ سے سنی یہ تھی کہ آپ نے فرمایا۔

سے اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ۔ سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ۔ فوائد الفواد ص ۵۰ نیز فرماتے ہیں حضرت بابا صاحب نے فرمایا کہ من از خدا خواستہ ام کہ ہر چہ تو از خدا خواہی بیابی ص ۱۰۰۔ فوائد الفواد شریف ص ۸۳ میں فرماتے ہیں۔

از جمع زرو سیم کار آنست کہ از و بدیگرے منفعت برسد ہم دریں میان فرمود کہ مرا خود در مبدا حال دل بر جمع کردن چیزے بنود و ہرگز در طلب دنیا بنودم بعد ازاں خود پیوند بخدمت شیخ الاسلام فرید الدین شد و پیوند بجائے شد کہ ایشاں را دو کون در نظر نیامدے و ترک یک بارگی داشتند۔

یعنی سونا چاندی کے جمع کرنے سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ کسی دوسرے کو نفع پہنچے اسی اثناء میں فرمایا کہ میرا خود ابتدائے حال میں کسی چیز کے جمع کرنے کو دل نہ چاہتا تھا اور ہرگز طلب دنیا میں نہ تھا اس کے بعد حضرت شیخ الاسلام فرید الدین گنج شکر کی بارگاہ سے وابستگی ہو گئی اور وابستگی ایسی جگہ ہوئی کہ دو جہاں ان کی نظر میں نہ آتے اور آپ نے مکمل طور پر ترک کیا ہوا تھا۔

امیر حسن بجنری لکھتے ہیں کمینہ را از چند گاہ سخن در خاطر بود آں روز عرضہ افتاد و آں سخن میں بود کہ اگر مریدے باشد کہ پنج وقت نماز می گزار و اندک ور دے میخواند اما محبت شیخ در دل او بسیار باشد و اعتقاد او بخدمت پیر بیک بارگی راسخ و مریدے دیگر باشد کہ اور اطاعت بسیار باشد و تسبیح و اور ادبے اندازہ و حج کردہ اما در محبت شیخ



قصورے باشد و در اعتقاد فتورے میان این ہر دو مرتبہ کدام بیشتر باشد فرمود آنکہ محب و معتقد شیخ است بعد ازاں بر لفظ مبارک راند کہ آنکہ محب و معتقد شیخ است یک وقت او برابر ہمہ اوقات آل متعبد است بسبب اعتقاد شرف وارد۔

بندہ حقیر کے دل میں ایک بات تھی اس دن پیش کرنے کا موقع ملا اور وہ بات یہ کہ اگر کوئی ایسا مرید ہو جو پانچ وقت نماز پڑھتا ہے اور تھوڑی مقدار میں ورد بھی پڑھتا ہے لیکن اس کے دل میں شیخ کی محبت زیادہ اور پیر کے ساتھ اعتقاد راسخ ہے اور ایک دوسرا مرید ہے جس کی طاعت بہت زیادہ تسبیح اور اوراد بے اندازہ حج بھی کر چکا ہے مگر محبت شیخ میں قصور اور اعتقاد میں فتور ہے ان ہر دو میں سے کون بہتر ہے فرمایا وہ جو محب و معتقد شیخ ہے بعد ازیں زبان مبارک سے ارشاد فرمایا جو محب و معتقد شیخ ہے اس کا ایک وقت متعبد کے تمام اوقات کے برابر ہے بسبب اعتقاد شرف رکھتا ہے۔

س :- شب معراج حاضر ہو کر اپنی گردن حضور علیہ السلام کے نیچے رکھ دی اور آپ کو مکان اعلیٰ لا مکان میں لے جا کر مقام قاب قوسین اہ او ادنیٰ تک پہنچایا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرا قدم تیری گردن پر اور تیرا قدم تمام اولیاء کی گردن پر۔

ج :- جناب عالی! واقعہ معراج حضور ﷺ کی ظاہری حیات اور آپ کے زمانہ مقدسہ کا واقعہ ہے۔ آپ نے اپنی حیات مبارکہ کے اندر جو کچھ فرمایا ہے وہ حدیث مرفوع ہے تو یہ حدیث مرفوع کتب حدیث میں سے کس میں موجود ہے اس حدیث کا تو کتب موضوعات میں بھی نام و نشان تک نہیں ملتا۔ اور نہ ہی اس کی کوئی سند ہے نہ قوی نہ ضعیف پتہ ہے ایسی باتیں بنانے والوں کے بارے نبی اکرم ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں۔

من کذب علی متعمداً فلیتبوامقعدہ من النار۔

جو مجھ پر عمداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔

اس وعید شدید نبوی اور عذاب عظیم خداوندی کا نشانہ کیوں بنتے



ہو ایسے غلو سے توبہ و استغفار کرو تاکہ عذاب الہی سے بچ سکو۔  
 حضور اکرم سید عالم ﷺ کی طرف نسبت کرنے کے لئے ثبوت  
 چاہئے۔ بے ثبوت نسبت جائز نہیں۔ اثبات وقوع اور قول بالوقوع تاوتلے  
 کہ نقل ثابت نہ ہو۔ جزاف و بے اصل ہے۔ کتب حدیث میں عدم ذکر  
 اور عدم وجود سند ہی عدم جواز نسبت کے لئے کافی ہے۔ مسلم شریف میں  
 ہے۔

لولا الاسناد لقال من شاء بما شاء۔ حضرت امیر معاویہ  
 فرماتے ہیں بلغنی ان رجالا منکم يتحدثون احادیث  
 لیست فی کتاب اللہ ولا توثر عن رسول اللہ فاوئک  
 جہالکم فایاکم والا مانی التی تصل اهلها بخاری شریف ص  
 ۴۹۸ جلد نمبر ۱۔ یہاں امکان یا عدم استحالیہ کا سہارا لینے کی چنداں ضرورت  
 نہیں کہ امکان و وقوع دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ و یابعد ما بین  
 المنزلتین۔ یہاں قادری حضرات ایک حدیث پاک پیش کیا کرتے ہیں۔  
 مگر اس حدیث پاک میں ارواح جمع مومنین کی بیت المعمور میں حاضری کا  
 ذکر ہے۔ نہ تو وہ صرف قادری حضرات کے ساتھ خاص ہے اور نہ ہی اس  
 میں گردن پر قدم رکھنے یا میرا قدم تیری گردن پر اور تیرا قدم تمام اولیاء کی  
 گردن پر فرمانے کا ذکر ہے۔ لہذا جس قدر حدیث پاک میں مذکور ہے اس پر  
 اپنی طرف سے اضافہ کرنا قطعاً جائز نہ ہو گا۔ اس روایت کا ذکر مسلم مشائخ  
 کرام کی کسی کتاب میں بھی نہیں ملتا۔ نیز اس روایت کا تعلق صرف فضائل  
 سے نہیں بلکہ اس کو امر الہی قرار دیا جا رہا ہے۔ کہ جس کا اظہار و اعلان  
 جناب غوث پاک پر اور تسلیم ساری امت پر لازم و واجب ہے۔ جو ایسا نہ  
 کرے گا نہ صرف یہ کہ قرب الہی و ولایت خداوندی سے محروم رہے گا۔  
 بلکہ غضب الہی کا شکار ہو جائے گا۔ جناب والا اگر معاملہ اسی طرح ہوتا تو  
 سبحان الذی اسرئ بعبدہ کے ساتھ ایک اور آیت کریمہ نازل کر



دی جاتی ورنہ کم از کم اپنی امت مرحومہ پر رحیم و کریم نبی امی فداہ ابی و امی  
 ﷺ بے شمار احادیث مبارکہ میں اپنی امت کو آگاہ بلکہ متنبہ فرماتے اس لئے  
 کہ آپ تو آئے ہی قرب خداوندی عطا کرنے کے لئے ہیں۔ اور آپ کی  
 ذات کریمہ میں شفقت بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔ مگر تعجب خیز امر یہ ہے کہ  
 جہاں سرکار دو عالم ﷺ نے ہزار ہا سندھ آنے والے لوگوں اور واقعات کے  
 بارے میں امت کو خبردار فرمایا۔ وہاں حضرت شیخ کا ذکر تو کجا اشارہ تک نہ  
 فرمایا آخر کلام یہ کہ بالفرض اس روایت کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی  
 مفہوم وہی ہو گا جو پہلے بیان کیا جا چکا ہے جسے ہم بے شمار دلائل و براہین  
 سے ثابت کر چکے ہیں۔ بصورت دیگر آپ کو سب صحابہ و آئمہ سے بھی  
 افضل ماننا پڑے گا حالانکہ یہ بات دلائل شرعیہ کے خلاف ہے۔

والحق احق ان يتبع۔ واللہ یهدی من یشاء الی صراط  
 مستقیم

حاشیہ:-

۱۔ ایک شخص کو راستہ کی سواری بنایا جاتا ہے (تفریح) دوسرا منزل مقصود پر  
 میزبانی کرتا ہے۔

دونوں میں افضل کون ہے فیصلہ خود فرمائیں، سنئے۔

شب معراج شکر کی دعوت من جانب خواجہ گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت رسالت پناہ ﷺ معراج کو گئے اور عرش عظیم پر پہنچے تو آپ کے  
 سامنے شکر کا ایک خوانچہ لا کر رکھا گیا اور حکم ہوا اس میں سے کچھ قبول کر لیں کیونکہ  
 یہ ایک عارف کا خزانہ ہے جو آپ کی امت میں ہو گا اور اس کا نام فرید الدین ہو گا اور  
 اس کی روح نے یہ شکر آپ کی مہمانی کے لئے بھیجی ہے۔ چنانچہ سرور عالم ﷺ نے  
 دعوت قبول فرمائی اور قدرے شکر اٹھا کر تناول فرمائی اور باقی اپنے ساتھ دنیا میں لے  
 آئے اور اصحاب میں تقسیم کر دی یہی وجہ ہے کہ آپ پیدائش کے بعد سارے عالم  
 میں گنج شکر کے نام سے مشہور ہو گئے۔ اقتباس الانوار ص ۴۴۱۔



اگر آپ لوگوں کو ایسی بے سند روایات پسند ہیں تو اسے بھی قبول فرمائیے۔  
س:- آپ پر کسی کو قیاس نہ کرو نہ کسی پر آپ کو قیاس کرو آپ خود فرماتے  
ہیں۔

لا تقيسوني على احد ولا تقيسوا على احد۔  
ج:- ہاں تاجدار دو جہاں <sup>مکرم</sup> پر آپ کو قیاس کرتے رہو اس کی آپ کو کھلی  
چھٹی اور آزادی ہونی چاہئے۔

اللہ کے بندو! یوں تو ہر ولی اللہ ہی بے مثال ہوتا ہے نہ اس سے  
قبل کوئی اس جیسا ہوتا ہے نہ بعد میں بلکہ ہر انسان شکل و صورت خدوخال  
عادات و اطوار میں ہر دوسرے شخص سے ممتاز ہوتا ہے اور یہی کمال قدرت  
باری تعالیٰ ہے ذات حق کے وصل کی راہیں بعدد انفاس الخلائق  
ہیں۔

ہر گدارا برورت ناز دگر۔

اور ہر ولی اللہ کو کوئی نہ کوئی خصوصیت بھی حاصل ہوتی ہے۔ بایں  
وجہ ہر ولی اللہ و ہر قطب بے مثل و بے مثال ہوتا ہے۔ حضرت سیدی علی  
وفا قدس سرہ فرماتے ہیں۔ لكل زمان واحد لا مثل له في علمه  
و حکمته من اهل زمانه ولا ممن هو في زمان سابق  
على زمانه لانه سبقه زمان آخر ولسان هذا الواحد  
يقول لتلا مدته كنتم خير امة اخرجت للناس لا نهم  
اخذوا عن امام لم يتقدمه مثله ولم يعاصره نظيره وان  
للماموم حكم امامه فان قال لهم ذلك بلسانه فذلك منه  
حق وصدق۔

حضرت سیدنا امام شعرانی تبصرہ فرماتے ہوئے ارشاد کرتے ہیں۔ ان  
لكل زمان ختما بقرينة قوله فيما سبق لكل ولي  
خضر والله اعلم الطبقات الكبرى للشعرانی۔ ص



س:- حضرت خضر کا فرمان ہے۔ ما اتخذ اللہ ولیا کان اویکون الا وهو متادب معه الی یوم القیامہ

ج:- یہ ادب درحقیقت ذات حق کی نسبت کا ہوتا ہے اور فاضل و مفضل سب ہی ہر اس شخص کا احترام کرتے ہیں جسے نسبت ولایت حق حاصل ہو تو اس کلام کا مفہوم صرف اتنا بنا کہ آپ واقعی ولی اللہ ہیں۔ اسی مقام پر ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو ایک ولیہ کا ادب کرنے کا حکم دیا جب آپ نے اسے پاؤں کے ساتھ بیدار کرنے کا ارادہ فرمایا۔ جسد کے الفاظ یہ ہیں۔

تادب مع من نحبہ تو واضح ہوا کہ ضروری نہیں کہ ادب کرنے والا مفضل اور جس کا ادب کیا گیا ہے افضل ہی ہو بلکہ اس کے برعکس بھی ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ واضح ارشادات سیدنا خضر علیہ السلام نے دوسرے اولیاء کے بارے میں فرمائے ہیں۔ حضرت بشرحانی کے حق میں فرمایا۔

ماترک بشر الحافی بعدہ مثلہ فتوحات مکیہ۔ رسالہ تفسیریہ الحاوی للفتاویٰ نیز حضرت سیدنا محبوب الہی کی شان بیان فرماتے ہوئے فرمایا زیر آسمان کوئی ولی اللہ قطب کبار وحدت حضرت سلطان سید نظام الدین البدایونی جیسا نہ آیا نہ آئے گا۔ دقائق المعانی۔ سید محمد مکی قدس سرہ نیز حضور کی نیابت میں رحمتہ للعالمین کا مظہر تام بنایا گیا سیرت نظامیہ ص ۷۵۔

س:- آپ راکب بردوش اولیاء تھے؟

ج:- راکب صرف آپ ہی نہیں آپ کے علاوہ بھی بہت سے اولیاء کرام طائفہ راکبین میں شامل ہیں اور اولیاء راکبین کی ایک بہت بڑی جماعت ہے۔ حضرت شیخ اکبر قدس سرہ الاطہر نے طائفہ راکبین کے دو



طبقے ذکر فرمائے ہیں فرماتے ہیں۔ الباب الثلاثون فی معرفة الطبقة الاولى والثانية من الاقطاب الركبان آپ فرماتے ہیں طائفة الركبان کے طبقہ اولیٰ میں وہ اقطاب آتے ہیں۔

جو اخیفاء ابرياء اور عبودة و عجز و نیاز کو لازم پکڑے ہوئے ہوتے ہیں فرماتے ہیں وکان ابو السعود منهم۔ فرماتے ہیں فنطق ابو السعود بلسان الطبقة الاولى من طائفة الركبان۔ اور بحسب تصریحات شیخ در مقامات مختلفہ فتوحات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی آمدت حیات طائفہ الركبان کے طبقہ ثانیہ سے متعلق رہے نہ طبقہ اولیٰ سے۔

س:- حضرت خواجہ بزرگ اجمیری غریب نواز قدس سرہ العزیز شافعی المسک تھے۔

ج:- حضرت سیدنا غوث الاعظم ابراہیم بن ادھم قدس سرہ سے لے کر تمام مشائخ چشت اہل بہشت مسلکاً حنفی تھے اگرچہ ان میں سے بعض مجتہد فی المذہب کے درجہ پر فائز تھے حضرت خواجہ خواجگان اجمیری قدس سرہ بھی حنفی المسک تھے۔

مولانا سید عبدالبنی قادری نے حضرت عبداللہ افغانی قصوری کا قصیدہ نقل فرمایا لکھتے ہیں۔

سلسلہ	چشت	مذہب	نعمان
در	سلاسل	مذہب	آمد
بلکہ	این	سلسلہ	ز
پور	ادہم	مرید	ایشان

شیخ محمد اکرم قدوسی انوار الاقتباس ص ۴۴ پر بحوالہ لطائف اشرفیہ لکھتے ہیں ”

اسی طرح حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الدین بدایونی قدس سرہ اور ہمارے سلسلہ چشتیہ کے دیگر مشائخ امام ابوحنفیہ کو فی جہتہ کے مذہب پر تھے اور اپنے آپ کو اس مذہب



سے منسوب کرتے تھے چنانچہ میں بھی اسی مذہب پر ہوں البتہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ پہلے حنفی تھے پھر شافعی بنے اور اس کے بعد حنبلی مذہب اختیار کر لیا ازاں بعد تارک تقلید ہو گئے۔

علامہ برخوردار علیہ الرحمۃ بر حاشیہ بنی اس شرح شرح العقائد ص ۱۱۰ لکھتے ہیں  
و منهم الشيخ السيد عبدالقادر الجیلانی کان حنفیاً ثم تحول  
شافعیاً ثم صار حنبلیاً ثم رفض التقليد۔ قال الشيخ  
عبدالحق المحدث کان یفتی بین الشافعیة والحنبلیة۔  
س:- چشتی مشائخ حصول دنیا کے لئے وظائف پڑھتے ہیں۔  
ج:- لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

چشتی مشائخ حصول دنیا کے لئے نہیں بلکہ دفع دنیا کے لئے وظائف پڑھتے ہیں۔ اس بیہودہ اعتراض کے جواب میں ہم یہی کہہ سکتے ہیں۔  
۔ تفو برتو اے چرخ گرداں تفو

حقیقت یہ ہے کہ ایسا کہنا بلکہ سوچنا بھی حقائق اور تاریخ کے سامنے منہ چڑانے کے مترادف ہے۔ کوئی شخص واقعی اللہ والا ہو تو وہ اولیاء کی قدسی جماعت کے بارے ایسی کوئی بات نہ سوچ سکتا ہے نہ کہہ سکتا ہے۔ اس لاف کی تردید کے لئے حضرت محبوب الہی کا یہ فرمان ہی کافی ہے۔ فرماتے ہیں۔ ”ہم دریں میان فرمود کہ مرا خود در مبداء حال دل بر جمع کردن چیزے بنود و ہرگز در طلب دنیا نہ بودم بعد ازاں پیوند بخدمت شیخ الاسلام فرید الدین شد و پیوند بجائے شد کہ ایشاں را دو کون در نظر نیامدے و ترک یکبارگی داشتند فوائد الفواد۔ ص ۸۳

نیز فرماتے ہیں ”دریں میان خواجہ ذکر اللہ بالخیر چشم پر آب کرد و بر لفظ مبارک راند کہ بسوز اول شیخ الاسلامی را و پس خانقاہ را و بعد ازاں خود را فوائد الفواد ص ۳۹۔

ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت خواجہ ذکریا ملتانی علیہ الرحمۃ کے



متعلق حضرت بابا صاحب سے کہا شیخ کے پاس مال بہت ہے لیکن وہ یہ کہتے ہیں دینے کی اجازت نہیں شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین نے جب یہ بات سنی تو آپ نے تبسم فرمایا اور کہا یہ بات یوں ہی من سمجھوتہ ہے اور بہانہ ہے اگر آں شیخ مرا وکیل خرچ کند من در دوسہ روز خزانہ او خالی کنم و یکدرم بے اذن نہ دہم انوار الفرید ص ۳۰۷ از فوائد الفواد شریف ص ۲۱۱۔

اگر شیخ مجھے وکیل خرچ بنا دیں تو دو تین دن میں ان کا تمام خزانہ خالی کر دوں گا اور بے اجازت ایک درم بھی کسی کو نہ دوں گا (یعنی حکم شریعت کے مطابق خرچ کروں گا۔)

جب حضرت شیخ بہاؤ الدین ذکریا کا انتقال ہوا تو بروایت مولانا جمال سروردی سات لڑکوں میں سے ہر ایک کے حصہ میں علاوہ سامان و اجناس کے سات سات لاکھ روپے آئے تھے۔ ص ۳۰۷ انوار الفرید بحوالہ سیر العارفین۔ ص ۱۲۷۔

سلطان ناصر الدین غازی کی طرف سے الغ خاں نقد روپیہ اور چار گاؤں کی جاگیر کا فرمان لے کر حاضر ہوا آپ نے نقد روپیہ مستحق فقراء میں تقسیم فرما دیا اور فرمان یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ اس کے خواہشمند بہت موجود ہیں ان کو دے دو مجھے اس کی ضرورت نہیں شاہ مارا دیمہ دہد منت نہد۔ رازق مارا رزق بے منت دہد انوار الفرید ص ۲۰ از سیر الاولیاء۔

آپ فقر و زہد کے پادشاہ تھے اور سنت نبوی آپ کی ہر ہر ادا سے ہویدا تھی۔ یہی طریق آپ کے سلسلہ عالیہ چشتیہ کے تمام مشائخ کرام کا تھا بھلا ایسے بادشاہان روحانیت پر اس طرح طعن و تشنیع کوئی صاحب عقل سلیم و فہم مستقیم کر سکتا ہے ہرگز نہیں کرے تو کوئی تاریخ اور روحانیت سے نابلد شخص ہی کرے۔

س:- حضرت بابا سلطان صاحب نے کہا ہے کہ اگر حضرت بابا فرید الدین گنج شکر میرے زمانہ میں ہوتے تو میں انہیں بغیر اس قدر زہد کے منزل مقصود پر



پہنچا دیتا۔

ج:-

پہلی بات تو یہ ہے کہ ایسی بات حضرت سلطان باہو کہہ ہی نہیں سکتے اگر بالفرض انہوں نے کوئی ایسی بات کہی بھی ہے تو عالم سکر میں کہی ہوگی جس میں وہ معذور ہیں ورنہ کہاں زہد الانبیاء گنج شکر کی ذات گرامی اور کہاں حضرت باہو سلطان۔

۱۔ میں تفاوت راہ از کجا است تا کجا

۲۔ چہ نست خاک را بعالم پاک

زمیں را با ما نسبت نباشد۔ فلک با عرش کے وارد مساوات حقیقت یہ ہے کہ حضرت باہو سلطان کی تو حضرت فرد الافراد قطب الاعظم گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ادنی غلاموں سے بھی کوئی نسبت نہیں بنتی۔ حضرت شیخ الاسلام سیالوی نے پہلے دو جوابوں کے بعد فرمایا۔ ”کہاں ٹخنہ اور کہاں بھنویں۔“

روایت حضرت خواجہ محمد فخر الدین سیالوی مدظلہ برادر حضرت شیخ

الاسلام علیہ الرحمۃ

س:-

سلسلہ قادریہ سب سلاسل سے افضل ہے اس لئے کہ غوث پاک نے قدمی ہذہ الخ فرمایا ہے۔ اور آپ سب مشائخ و اولیاء سے افضل ہیں لہذا آپ کا سلسلہ سب سلاسل سے افضل ہے۔

ج:-

قدمی ہذہ کے بارے تفصیلی بحث آپ ملاحظہ فرما چکے تو جس قول پر دعویٰ افضلیت مبنی تھا وہ بنیاد ہی باقی نہ رہی کہ صاحب قول نے خود رجوع فرمایا۔

تو دعویٰ افضلیت خود بخود ختم ہو گیا۔ نیز کسی ایک فرد کے افضل ہو جانے سے اگر وہ سارا سلسلہ افضل ہو جاتا ہے تو قادری حضرات کو تسلیم کرنا ہو گا کہ سلسلہ نقشبندیہ سلسلہ قادریہ سے افضل ہے اس لئے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ابتداء سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوتی ہے جو کہ باتفاق اہل سنت سب اولیاء امت سے افضل ہیں۔ نقشبندی مشائخ فرماتے ہیں۔



اول ما آخر ہر منتہی ز آخر ماجیب تمناتہی

نیز:- ہمہ شیران جہاں بستہ این سلسلہ اند روبہ از حیلہ چساں بگسلد این سلسلہ را اور اس کی انتہاء حضرت مجدد الف ثانی کی بشارت کے مطابق امام مہدی پر ہوگی۔

س:- دوسرے سلاسل کا مرید اگر سلسلہ قادریہ میں بیعت ہو جائے تو یہ تجدید بیعت ہوگی اور اس کی روحانی ترقی کا سبب بنے گی لیکن اگر قادری سلسلہ کا مرید کسی دوسرے سلسلہ میں بیعت کر لے تو یہ مردود طریقت اور مغضوب طریقت ہو گا۔ العیاذ باللہ۔

ج:- اس دعویٰ کی بنیاد بھی دعویٰ افضلیت شیخ بر جمع اولیاء اولین و آخرین پر ہے جس کی تردید میں ہم دلائل قاهرہ و حجج باہرہ پیش کر چکے ہیں۔ البتہ ہمارا جو ابی دعویٰ بدستور باقی ہے جسے کوئی عالی تا قیامت توڑ نہیں سکے گا۔ یعنی سب قادیوں کو سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہو جانا چاہئے ایسے کہ

نمبر ۱:- سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ باففاق امت جمع اولیاء سے افضل ہیں لہذا سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہو جانا تجدید بھی ہوگی اور باعث ترقی بھی۔

نمبر ۲:- جس قادری کو بھی فیض غوثیہ ملے گا بوساطت حضرت مجدد الف ثانی ہی ملے گا تو براہ راست حضرت مجدد الف ثانی کے دامن سے وابستہ ہو کر ہی فیض غوثیہ کیوں نہ حاصل کر لیا جائے۔

نمبر ۳:- یا سلسلہ چشتیہ میں مرید ہو جانا چاہئے کہ بقول آپ کے برصغیر حضور غوث پاک نے خواجہ بزرگ اجمیری قدس سرہ کو دیا ہے۔ لہذا یہاں جسے بھی فیض غوثیہ ملے گا آپ کی ہی وساطت سے ملے گا۔ کیا آپ کو غوث پاک کی تقسیم بھی پسند نہیں۔ جیسے وہابیہ براہ راست اللہ سے لینا چاہتے ہیں حالانکہ اللہ پاک نے ہی حضور علیہ السلام کو قاسم مقرر فرمایا ہے۔

س:- اللہ محمد چار یار حاجی خواجہ قطب فرید یہ نعرہ بدعت ہے۔



ج:- یہ نعرہ اس قدر جامع نعرہ ہے کہ کوئی دوسرا نعرہ اتنا جامع ہو ہی نہیں سکتا۔

ہم اللہ کہہ کر خدا کی ذات اس کی واحدانیت اور اس کی تمام صفات کمال کا اقرار و اعلان کرتے ہیں محمد ﷺ کہہ کر ہم حضور اکرم ﷺ کی رسالت اور آپ کا قابل تعریف ہونا بیان کرتے ہیں۔ چار یار کہہ کر ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم خلفائے راشدین اربعہ کو ماننے والے ہیں۔ اور حاجی خواجہ قطب فرید کہہ کر یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم اولیاء کرام کو بھی ماننے والے ہیں اور حضرت بابائے اولیاء گنج شکر کے دامن سے وابستہ ہیں۔

نیز اگر یہ نعرہ بدعت ہے تو نعرہ غوثیہ کیا سنت سے ثابت ہے؟

س:- سارے سلاسل یا تو ختم ہو چکے تھے یا معمولی طور پر چل رہے تھے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے سب سلاسل کو نئے سرے سے زندگی بخش دی۔

ج:- سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ ابو یعقوب یوسف ہمدانی قدس سرہ جیسے بزرگ موجود تھے جن سے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی فیض حاصل کرتے رہے روحانی مشکلات حل کرواتے رہے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حبیب رحمان سیدنا خواجہ عثمان جیسے شیخ کامل بقول خواجہ بزرگ اجمیری قدس سرہ اکمل الاکملین روزگار اور خواجہ خواجگان نائب رسول اللہ و عطاء رسول اللہ ﷺ فی الہند حبیب اللہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ جیسے مرید موجود تھے جو مقام اولال و ناز میں پھنسے ہوئے لوگوں کو نکال کر مقام عبدیت و نیاز پر پہنچا دیتے اور نگاہ کرم سے نناویں لاکھ انسانوں کو دولت ایمان سے مالا مال کر دیتے ہیں تو کیسے کہا جاسکتا ہے کہ دیگر سلاسل ختم ہو چکے تھے یا معمولی چل رہے تھے۔

س:- سلسلہ نقشبندیہ کو نقشبندیہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کے دل پر اسم اللہ منقش نہیں ہوتا تھا حضرت



خضر کے حکم سے حضرت غوث پاک کی طرف توجہ کی جب غوث پاک نے توجہ فرمائی تو آپ کے دل پر اسم اللہ نقش ہو گیا۔

ج:- یہ بہت بڑی گستاخی اور دریدہ دہنی ہے۔ اکابر مشائخ ماورزا اولیاء اللہ ہوتے ہیں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ آپ کے دل پر اسم اللہ نقش نہ ہو۔

اولا آپ کو نقشبند اس وجہ سے کہتے تھے کہ اپکا قالین سازی کا بہت بڑا کاروبار تھا اور ان پر بہترین نقش و نگار بنائے جاتے تھے۔ ثانیاً آپ لوگوں کے دلوں پر اسم اللہ نقش کر دیتے تھے بایں وجہ آپ کو نقشبند کہا جاتا تھا۔ تاریخ اولیاء ص ۸۰۔

س:- حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بعد از وفات بھی تصرف کرتے ہیں۔

ج:- حضرت اشرف جہانگیر سمنانی کچھو چھوی بانی سلسلہ اشرفیہ چشتیہ نظامیہ فرماتے ہیں لیکن تصرف در مشائخ ہند تو اس دانست کہ تصرف کیاں در ممت باقی است تفریق کردن دریں مشائخ خالی از بے ادبی نیست خصوصاً "بخوانوادہ چشت اہل بہشت جعل اللہ الجنۃ مشوا ہم کہ پیران ما باشند اما بیشتر ازیں خاندان شریف و دو دمان لطیف را تصرف در مکان فانی باقی است خصوصاً حضرت سیدی شیخ نظام الدین حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی حضرت خواجہ معین الدین سنجرى رحمہم اللہ اجمعین۔ لطائف اشرفی ص ۳۷۔

مشائخ ہند میں سے بہت سے مشائخ کا تصرف بعد از وفات موجود ہے ان مشائخ کرام میں تفریق کرنا بے ادبی سے خالی نہیں خصوصاً "خوانوادہ چشت اہل بہشت جعل اللہ الجنۃ مشوا ہم جو کہ ہمارے پیر ہیں اس خاندان شریف اور دو دمان لطیف میں سے زیادہ تر حضرات کا تصرف مکان فانی میں باقی ہے خصوصاً" حضرت سیدی شیخ نظام الدین حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی حضرت خواجہ معین الدین سنجرى



رسم اللہ اجمعین۔ لہذا تصرف بعد از وفات صرف حضرت شیخ پر منحصر نہیں ہمارے  
 مشائخ کرام بھی اپنی قبور شریفہ کے اندر زندوں کی طرح تصرف فرما رہے ہیں۔  
 حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کی مزار شریف پر حاضری کے وقت  
 حضرت محبوب الہی نظام الدین اولیاء قدس سرہ کے قلب شریف میں خیال آیا کہ  
 حضرت کو میری حاضری کا علم ہے؟ تو فوراً "قبر شریف سے آواز آئی۔"

مرا      زندہ      پندار      چوں      خویشتن  
 من      آیم      بجاں      گرہ      آئی      زتن



س ۛ آپ نے کتاب کی ابتداء میں بحوالہ لطائف اشرفیہ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی بانی سلسلہ اشرفیہ کافرمان تحریر کیا ہے کہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کو ایک غوث اعظم کی توجہ فیض و برکت اور دعا سے غوثیت عظمیٰ ملی یہ بات واضح کی جائے کہ وہ غوث اعظم کون تھے؟

ج ۛ ان لوگوں کی طرف سے اس غوث اعظم کو پردہ خفا میں رکھنے کی بہت بڑی اور شعوری کوششیں کی گئی ہیں۔ مگر بفضلہ و کرمہ تعالیٰ اب حجاب اٹھتا ہے۔

سب سے وہ غوث اعظم جنہوں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہما کو غوث بنایا تھا وہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم شیخ سیدنا ابو یعقوب یوسف ہمدانی تھے۔ علامہ فرمائیے۔ جامع کرامات الاولیاء حضرت علامہ یوسف نبہانی کا ص ۵۲۹ فرماتے ہیں۔

**والشیخ یوسف ہمدانی ہذا ہوالغوث الذی توجہ الیہ ا  
لشیخ عبدالقادر الجیلانی و ابن السقا و ابن ابی عصرون  
(عبداللہ) فی القصۃ المشہورہ کما ذکر ذلک ابن  
خلقان فی تاریخہ فی ترجمتہ۔**

تو ثابت ہوا کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور اس کے عظیم شیخ کا سلسلہ عالیہ قادریہ اور اسکے بانی پر عظیم احسان ہے کہ اس سلسلہ کے شیخ طریقت شیخ عبدالقادر جیلانی کو غوث اعظم ہی ایک نقشبندی غوث اعظم نے بنایا۔ اور پھر حضرت شیخ جیلانی کے بعد قادری حضرات کے عقیدہ کے مطابق سلسلہ قادریہ میں کوئی غوث اعظم پیدا ہی نہ ہو سکا۔ دوسرا احسان عظیم سلسلہ عالیہ چشتیہ کا ہے اس لئے کہ خواجہ بزرگ چشتی اجمیری قدس سرہ نے مقام غوثیت کے باوجود ساری زندگی اولال و حال میں الجھے ہوئے اور رکے ہوئے حضرت شیخ جیلانی علیہ الرحمہ کو مقام اولال سے نکال کر عالم روحانیت کے عظیم تر



منصب و مرتبہ مقام عبودیت محض تک پہنچا دیا جیسا کہ ناظرین ابتدائے سوالات و جوابات میں ملاحظہ فرما چکے۔

اگرچہ زندگی نے اس قدر وفانہ کی کہ آپ اس منصب و مقام کی تکمیل کرواتے یعنی آپ کا نزول فقط مقام روح تک ہو سکا جیسا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے صراحت فرمائی ہے۔ جبکہ مقام روح سے اعلیٰ مقام سر مقام سر سے اعلیٰ خفی مقام خفی سے اعلیٰ مقام اخفی ہے۔ نیز حضرت ابن عربی قادری نے بھی اس کی نشاندہی باہیں الفاظ فرمائی کہ حضرت شیخ قدس سرہ رجال ظاہر میں سے تھے اور رجال ظاہر سے افضل رجال باطن اور رجال باطن سے افضل رجال حد اور رجال حد سے افضل رجال مطلع ہیں۔





س « اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا قادری تخصیصات کے قائل نہیں ہیں۔

ج « باوجود شدت جذبات محبت و محویت در قادریت کے بالاخر آپ نے بھی نہ صرف تخصیصات کو تسلیم کیا بلکہ بیان بھی کر دیا۔ حدائق بخشش میں

سید جید ہر دھرائی

پر حاشیہ لگاتے ہوئے لکھتے ہیں۔

والمعنى اطلاق التفضيل الا من خص بدليل كما حققنا في

لمجبر المعظم

ناظرین کرام الا من خص بدلیل پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ یعنی اولیاء کرام میں سے جس کی بھی کسی بھی دلیل کے ساتھ تخصیص کر دی گئی وہ مستثنیٰ ہے ورنہ عام اولیاء کرام پر تفضیل میں اطلاق ہے۔ یہ قاعدہ و قانون نہ صرف متقدمین و متاخرین بلکہ آپ کے ہم عصر اولیاء کیلئے بھی درست اور ان پر بھی صادق ہوگا۔ آپ کے ہم عصر اولیاء میں سے بھی جس جس کی بھی تخصیص کر دی گئی اور کسی بھی دلیل کے ساتھ کر دی گئی وہ مستثنیٰ ہونگے البتہ عام اولیاء اس میں شامل رہیں گے۔ اسی طرح متاخرین و متقدمین سے بھی مخصوص حضرات مستثنیٰ رہیں گے۔ اس لئے کہ ان مخصوص حضرات میں سے بہت سے اولیاء آپ سے افضل بھی ہیں۔ من کا عموم اور دلیل کی تکمیل اس مفہوم کے شاہد عدل ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ تخصیص کیسے ہوگی۔ تو جناب گرامی یہ قول نص قرآنی نہیں کہ اس میں تخصیص کے لئے کسی نص کی ضرورت ہو۔ یہ ایک اللہ کے ولی کا قول ہے لہذا اس میں تخصیصات بھی اولیاء اللہ کے ارشادات سے ہونگی۔ تخصیصات کے بارے میں آپ پوری امت کے مسلمہ اولیاء اللہ کے فرمانات ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ جن کا خلاصہ معلوم کرنے کے لئے تھوڑی سی تمہیدی گفتگو



کی ضرورت ہے وہو ہذا مجموعی طور پر اس سے متعلق تین بحثیں ہیں۔

نمبر ۱ بحث وضع راس

نمبر ۲ بحث ولایت باطنیہ (قطیست)

نمبر ۳ بحث افضلیت

بحث نمبر ۱ میں حق یہ ہے کہ واضعین رؤس صرف وہ لوگ تھے جو بوقت صدور قول ہذا بجسد ہم زندہ موجود تھے نہ متقدمین نہ متاخرین۔ چونکہ اس قول کا ظہور مقام فنا میں ہوا لہذا واضعین کا وضع راس اس ذات کیلئے تھا جس میں آپکو فنا تام حاصل ہوا تھا۔ اس اعتبار سے یہ نہ کسی کی افضلیت کی دلیل ہے نہ مفضولیت کی۔

بحث نمبر ۲ میں حق یہ ہے کہ بعض اولیاء کرام سے ایسے اقوال غلبہ سلطان حال و فنا تام (قطیست) کی ابتداء میں سرزد ہو جاتے ہیں اور ایسے اقوال کے صدور و ظہور سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس شخص کی قطیست کی ابتداء ہو گئی ہے۔ آپکی ولایت و حاکمیت باطنیہ (قطیست) کا دور اس منصب پر قیام کی ابتداء سے آپکے وصال تک کا زمانہ ہے۔

بحث نمبر ۳ میں حق یہ ہے کہ آپ اپنے ہمعصر و متقدمین و متاخرین اولیاء میں سے بعض سے افضل اور بعض سے مفضول تھے۔ یعنی متقدمین و متاخرین و ہمعصر حضرات میں سے بعض اولیاء کرام آپ سے افضل بھی تھے۔ اولیاء کرام کے فرمودات کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیے۔

جن بزرگوں نے یہ فرمایا کہ یہ صرف اس وقت کی بات ہے انکی مراد یہ ہے کہ وضع راس صرف ان اولیاء کی طرف سے ہوا جو بوقت صدور بجسد ہم اس دار دنیا



میں زندہ موجود تھے اور جن حضرات نے یہ فرمایا کہ اس قول کا تعلق صرف آپ کے زمانہ سے ہے انکی مراد یہ ہے کہ آپ کا یہ قول دال بر حاکمیت باطنیہ (قطیست) ہے۔ ایسے قول کے صدور سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس شخص کی قطیست کی ابتداء ہو گئی ہے یعنی آپ اس دور کے والی (حاکم قطب) اور دوسرے اولیاء ماسوائے افراد کے آپ کے ماتحت تھے جب یہ دور اختتام پذیر ہوا تو حاکم بھی تبدیل ہو گیا اور حکومت بھی بدل گئی۔ ہر نئے دور کا نیا حاکم (قطب) اور نئی حکومت ہوتی ہے۔ ایسے اقوال بعض اولیاء سے ابتداء قطیست میں بوجہ فناء تام سرزد ہو جاتے ہیں جو ان کی قطیست پر دلالت کرتے ہیں البتہ ہر دور کے افراد دائرہ حکومت قطب سے خارج ہوتے ہیں اور ان میں کوئی قطب وقت سے افضل بھی ہو سکتا ہے۔ افراد میں سے کوئی شخص بوجہ مرید و تلمیذ ہونے کے سر جھکائے تو یہ ایک علیحدہ بات ہے۔ نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس وقت وہ مقام فریث تک رسائی حاصل نہ کر سکا ہو۔

مقام مدح میں اطلاقات کا استعمال خصوصاً اشعار کے اندر بکثرت جاری و ساری ہے مگر ایسے اطلاقات میں ہمیشہ **تقییدات و تحدیدات** ملحوظ و مقصود ہوتی ہیں خواہ متکلم انہیں بیان کرے یا نہ۔ مثلاً اعلیٰ حضرت کے ہی دو اور شعر ملاحظہ فرمائیے۔

نامد سلف عدیل عبدالقادر ناید نجف بدیل عبدالقادر  
 مثلش گراز اہل قرب جوئی گوئی عبدالقادر مثل عبدالقادر

یہاں لفظ ”سلف اور اہل قرب“ میں بظاہر سرکار دو عالم ﷺ سمیت سبھی اسلاف و قرب خداوندی پانے والے داخل و شامل نظر آتے ہیں۔ مگر ایسا ہرگز مراد و مقصود نہیں ہو سکتا۔ لہذا بظاہر قیود و حدود نہ بھی بیان کی جائیں تو بھی لازمی طور پر مقصود و مراد



ہوتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ علی النبی الاکرم و علی آلہ واصحابہ وبارک  
وسلم

تم الجزء الاول من الكتاب بعون الملك الوهاب  
وهو الموفق للصواب واليه المرجع والمآب و صلی اللہ  
علی النبی الامی العبد الاواب و علی آلہ والاصحاب







پاکستان کا معیاری دینی ادارہ

# دارالعلوم جامعہ فریدیہ نظامیہ بصیر لوہاڑا

جامعہ ایک ادارہ ایک تحریک ہے، جامعہ علوم ظاہر و روحانیہ کے لیے میارہ نور ہے۔ جامعہ کا قیام قطب وقت فرید عصر حضرت خواجہ میاں علی محمد چشتی نظامی علیہ الرحمۃ آف بسبی شریف کے روحانی اشارہ سے ہوا جامعہ کا افتتاح فخر الاولیاء بدالاصفیاء حضرت خواجہ جان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۷۸ء میں اپنی بابرکت دعا سے فرمایا۔ جامعہ کی جامع مسجد اولیاء کانسٹیبل شیخ السلام و المسلمین حضرت خواجہ محمد الدین سیالوی علیہ الرحمۃ نے جامعہ کے سالانہ اجلاس میں شمولیت کے وقت رکھا اور اپنے خطاب میں جامعہ کے عروج ترقی کے لیے بشارتوں سے نوازا۔ جامعہ کے بانی و مہتمم پیر طہ لقیث بربر شریعت شیخ الحدیث و تفسیر شمس لفقہا حضرت علامہ ابوالخیر محمد شمس احمد فریدی دامت برکاتہم العالیہ کی تھک محنت اور شب روز کی خدمات سے آج بھلا اس منزل تک پہنچ چکا ہے کہ ایک ایکٹار اراضی سے زائد محیط ہے۔ جامعہ اس وقت تقریباً چالیس کمرہ جاپر مشتمل ہے درمیان میں ایک نئے بصورت ڈبل سٹوری جامع مسجد ہے جو گنبد خضار کا منظر پیش کرتی ہے۔ سائنس ایک خوبصورت گراسی لان ہے۔ اس وقت اڑھائی سو رہائشی طلباء زیر تعلیم سے آراستہ ہوئے ہیں جن کے قیام و طعام اور کتب خانہ جامعہ ترہ دار ہے۔ طلباء سے کسی قسم کی کوئی فیس وصول نہیں کی جاتی اور نہ ہی جامعہ کے اپنے کوئی ذرائع آمدن ہیں۔ یہ ادارہ محض اللہ کے فضل و مجاہدین دین و ملت کے تعاون سے ترقی کی طرف گامزن ہے۔ جامعہ میں ناظر سے لے کر حفظ و قرآن اور فارسی سے لے کر دورہ حدیث شریف (ایم اے عربی اسلامیات) نیز فاضل عربی فارسی اور اردو کا مکمل انتظام ہے۔ طلباء کو اخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ روحانی تربیت بھی دی جاتی ہے۔ اس وقت جامعہ کو طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مزید کمرہ جات کی ضرورت ہے۔ مجاہدین دین و ملت سے التماس ہے کہ وہ جامعہ میں قابل دیدین منظر کا چشم دید نظارہ کر کے حُب خدا و حُب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا عملی ثبوت دیں!

ترسیل اعانت  
کاپت

شمس لفقہا حضرت مولانا ابوالخیر محمد شمس احمد فریدی نظامی بانی و مہتمم،  
دارالعلوم جامعہ فریدیہ نظامیہ بصیر لوہاڑا ضلع اوکاڑا فون ۰۹۰۰۹۰۰  
۰۲۲۲۹

منجانب تنظیم علمائے شمس لفقہا بصیر لوہاڑا ضلع اوکاڑا پاکستان



پاکستان کا معیاری دینی ادارہ

# دارالعلوم جامعہ فریدیہ نظامیہ بصیرہ لوہاڈا



جامعہ ایک ادارہ ایک تحریک ہے، جامعہ علوم ظاہر و روحانیہ کے لیے میارہ نور ہے۔ جامعہ کا قیام قطب وقت فرید عصر حضرت خواجہ میاں علی محمد چشتی نظامی علیہ الرحمۃ آف بسبی شریف کے روحانی اشارہ سے ہوا جامعہ کا افتتاح فخر الاولیاء بدالاصفیاء حضرت خواجہ جان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۷۸ء میں اپنی بابرکت دعا سے فرمایا۔ جامعہ کی جامع مسجد اولیاء کانسٹیبل شیخ السلام المسلمین حضرت خواجہ محمد الدین سیالوی علیہ الرحمۃ نے جامعہ کے سالانہ اجلاس میں شمولیت کے وقت رکھا اور اپنے خطاب میں جامعہ کے عروج ترقی کے لیے بشارتوں سے نوازا۔ جامعہ کے بانی و مہتمم پیر طہ لقیات بربر شریعت شیخ الحدیث و تفسیر شمس لفظیہ حضرت علامہ ابو حامد محمد احمد فریدی دامت برکاتہم العالیہ کی تھک محنت اور شب روز کی خدمات سے آج بھلا اس منزل تک پہنچ چکا ہے کہ ایک ایگزٹو اراضی سے زائد محیط ہے۔ جامعہ اس وقت تقریباً چالیس کمرہ جاپر مشتمل ہے درمیان میں ایک نئے بصورت ڈبل سٹوری جامع مسجد ہے جو گنبد خضار کا منظر پیش کرتی ہے۔ سائنس ایک خوبصورت گراسی لان ہے۔ اس وقت اڑھائی سو رہائشی طلباء زیر تعلیم سے آراستہ ہوئے ہیں جن کے قیام و طعام اور کتب خانہ جامعہ ترہ دار ہے۔ طلباء سے کسی قسم کی کوئی فیس وصول نہیں کی جاتی اور نہ ہی جامعہ کے اپنے کوئی ذرائع آمدن ہیں۔ یہ ادارہ محض اللہ کے فضل و مجاہدین دین و ملت کے تعاون سے ترقی کی طرف گامزن ہے۔ جامعہ میں ناظر سے لے کر حفظ و قرآن اور فارسی سے لے کر دورہ حدیث شریف (ایم اے عربی اسلامیات) نیز فاضل عربی فارسی اور اردو کا مکمل انتظام ہے۔ طلباء کو اخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ روحانی تربیت بھی دی جاتی ہے۔ اس وقت جامعہ کو طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مزید کمرہ جات کی ضرورت ہے۔ مجاہدین دین و ملت سے التماس ہے کہ وہ جامعہ میں قابل دیدین منظر کا چشم دید نظارہ کر کے حُب خدا و حُب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا عملی ثبوت دیں!

ترسیل اعانت  
کاپت

شمس لفظیہ حضرت مولانا ابو حامد محمد احمد فریدی نظامی بانی و مہتمم،  
دارالعلوم جامعہ فریدیہ نظامیہ بصیرہ لوہاڈا ضلع اوکاڑا فون ۰۹۰۰۹۰۰  
۰۲۲۲۹

منجانب تنظیم علمائے شمس لفظیہ بصیرہ لوہاڈا ضلع اوکاڑا پاکستان